

GOVERNMENT OF TAMILNADU

اُردو

برائے گیارھویں جماعت

URDU READER

Standard 11

Department Of School Education

Untouchability is Inhuman and a Crime

100
95
75
25
5
0

index
Monday, August 06, 2018 12:10:18 PM

Government of Tamil Nadu

First Edition - 2018

Reprint - 2019, 2020, 2021,

2022, 2023, 2024

(Published under New Syllabus)

Content Creation

State Council of Educational
Research and Training

© SCERT 2018

Printing & Publishing

Tamil NaduTextbook and Educational
Services Corporation

www.textbooksonline.tn.nic.in

index
Monday, August 06, 2018 12:10:19 PM



پیش لفظ

تعلیم کا مقصد نہ صرف علم کا حصول ہے، بلکہ طلبہ کے مستقبل کے خواب کو سچ کر دکھانے کی پہلی منزل بھی ہے۔ نصابی کتابیں نہ صرف طلبہ کی رہ نمائی کرتی ہیں، بلکہ اگلی نسل کے لئے بھی ایک مشعل راہ ثابت ہوئی ہیں۔ اس کتاب میں والدین، اساتذہ اور طلبہ کے ذہنی خاکوں کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔

اسی کے ساتھ درج ذیل مقاصد کی تکمیل کی ایک بہتر کوشش بھی کی گئی ہے۔

اسباق کو رَٹنے کے بجائے تخلیقی راہ بتانا۔

- اردو زبان و ادب، نظم، نثر، قواعد اور ان کی لسانی بنیادوں کو بچوں کے ذہنوں میں پیوست کرنا۔
- سائنسی نقطۂ نظر سے تدریس - اس طریقے سے طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرنا
- طلباء کے ذہنوں کی گرہوں کو کھولنا اور ان کے مستقبل کو روشن، کامیاب اور تابناک بنانا۔
- حصولِ علم کے دوران انہیں محدود نگاہ کے نظریہ سے ہٹا کر وسیع النظری کی طرف لے جانا۔
- امتحانوں میں ناکامی کے خوف سے پیدا ہونے والی احساس کمتری کو دور کر کے تعلیم کے عمل کو آسان تر بنانا۔

یہ کتاب کو جدّت پسندی، گہرے فہم اور طالب علموں کی نفسیات کے مطابق تشکیل دی گئی ہے۔

امید قوی ہے کہ یہ مرتب کردہ کتاب آپ کو علم و ادب کی ایک نئی دنیا میں لے جائے گی۔



index
Monday, August 06, 2018 12:10:20 PM

قومی ترانہ

جن گن من ادھنا یک جئے ہے

بھارت بھاگیہ ودھاتا

پنجاب سندھ گجرات مراٹھا

دراوڑ اتکل ونگا

وندھیہ ہماچل یمنا گنگا

اچھل جل دھی ترنگا

توا شبھ نامے جاگے

توا شبھ آشش ماگے

گاہے توا جئے گاتا

جن گن من گل دایک جے ہے

بھارت بھاگیہ ودھاتا

جے ہے جے ہے جے ہے

جے جے جے جے ہے

رابندر ناتھ ٹیگور

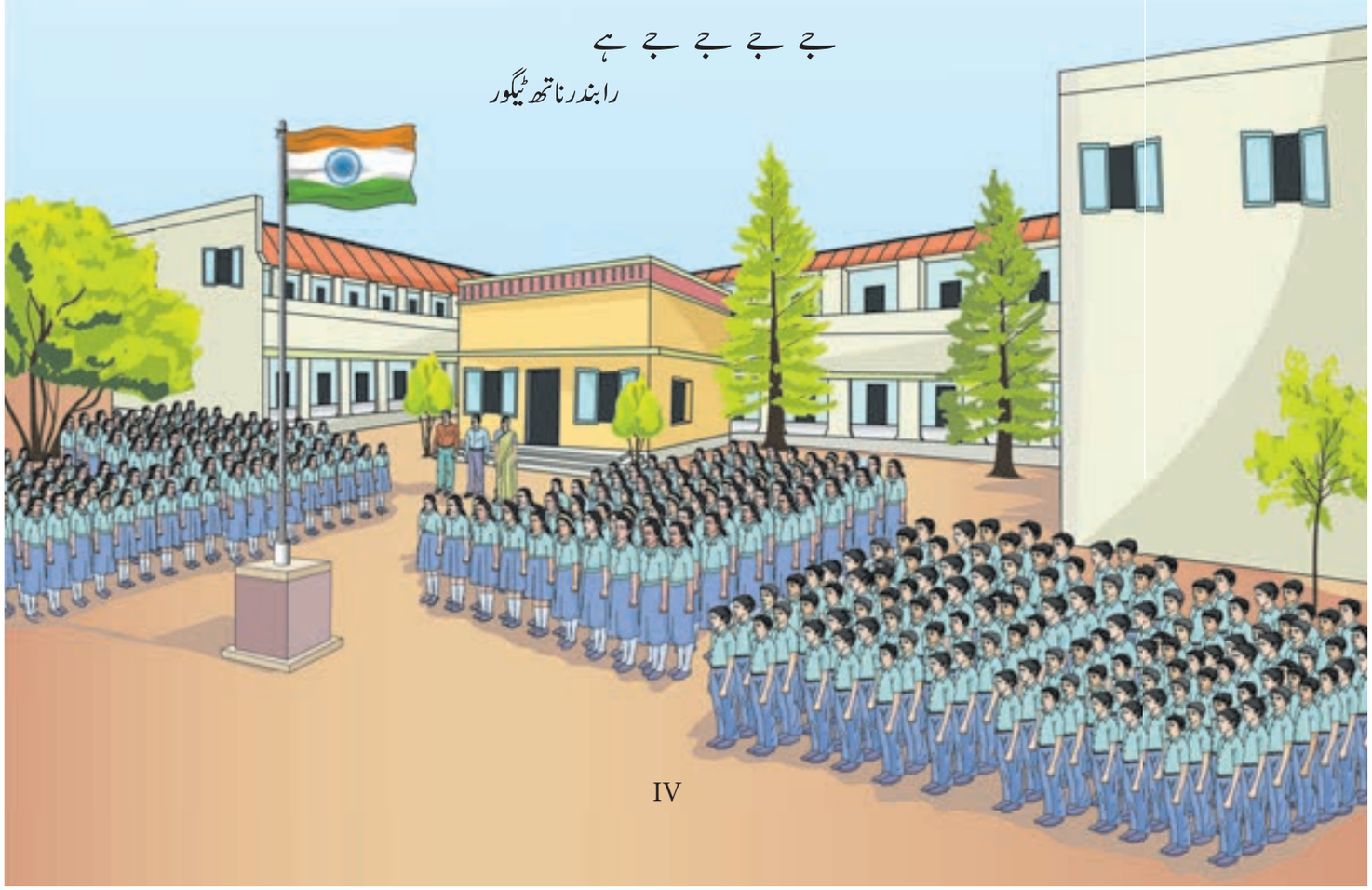

11th Std Telugu Reader Page I - III.indd 3 10-03-2021 14:40:58

تمل زبان کی عظمت

(ترجمہ)

حسینۂ زمین، پرجوش سمندر کو اوڑھے ہوئے ہے۔ خطۂ بھارت، اس حسینہ کا دمکتا ہوا چہرہ ہے۔ علاقۂ دکن اس چہرے کی پروقار ہلال نما پیشانی ہے، جس پر دراوڑ کا مہکتا ہوا تلک لگا ہوا ہے۔

اے قابل فخر دوشیزہ تمل! اے دوشیزہ تمل!

تو ہی اس تلک کی خوشبو ہے، جس سے سارا جہاں لطف اندوز ہو رہا ہے۔ دنیا کا چپہ چپہ تیری مہکتی خوبیوں سے معطر ہو رہا ہے۔

ہم تیری پرشکوہ، سدا بہار جوانی کے جوہر پہ حیراں، بے خودی کے عالم میں تیری عظمت کے گیت گاتے ہیں۔

اے دوشیزہ تمل زندہ باد! پائندہ باد!

مترجم : سجاد بخاری

پے۔سندرم پلّے منون منیم

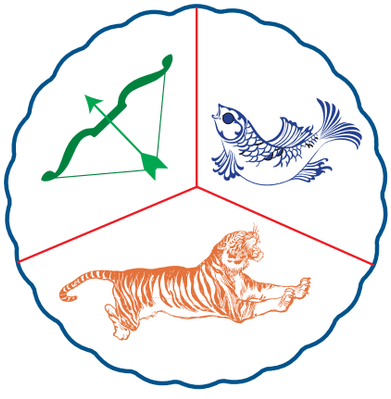

index
Monday, August 06, 2018 12:10:25 PM



قومی یکجہتی کا اقرار

''اقرار کرتا ہوں کہ میں ملک عزیز کو متحد رکھنے، اس کی سالمیت کو برقرار رکھنے اور اسے مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا''۔

''یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں تشدد کا کبھی ساتھ نہیں دوں گا، ہر قسم کی مذہبی، لسانی، علاقائی، سیاسی اور اقتصادی اختلافات کو پُر امن اور دستوری طریقہ سے حل کرنے کی کوشش کروں گا''۔



اقرار نامہ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ سارے ہندوستانی میرے بھائی بہن ہیں۔ مجھے اپنے وطن سے محبت ہے۔ اور میں اس کے بھرپور اور گوناگوں ورثے پر نازاں ہوں۔ میں ہمیشہ اس کا اہل بننے میں کوشاں رہوں گا۔ میں اپنے ماں باپ، اساتذہ اور بزرگوں کا احترام کروں گا اور ہر ایک سے اخلاق کے ساتھ پیش آؤں گا۔ میں اپنے وطن اور اس کے باشندوں کے لئے جاں نثاری کا اقرار کرتا ہوں۔ انہیں کی خوش حالی اور فراغت میں میری مسرت پوشیدہ ہے۔

چھوت چھات ایک غیر انسانی فعل اور جرم ہے

index
Monday, August 06, 2018 12:10:27 PM

اس کتاب کا طریقہ استعمال



مزید استفادہ کے لئے کتابیں

طلباء کے اندر مطالعہ کی دلچسپی پیدا کرنے کے لئے



سیکھنے کے مقاصد

اس سے طلباء کے اندر سیکھنے کی صلاحیتیں اجاگر ہوں گی

نصابی کتاب

علم کے شمع کی لو کو طلباء کے اندر جلانے کے لئے نصابی کتاب کا یہ مواد فراہم کیا گیا ہے۔



درس وتدریس کے عمل میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ''کیا تم جانتے ہو'' جیسے عنوانات دئے گئے ہیں



سوالات (محاسبہ)

مختلف سطح کے طلباء کو مدنظر رکھ کر تیار کئے گئے ہیں۔

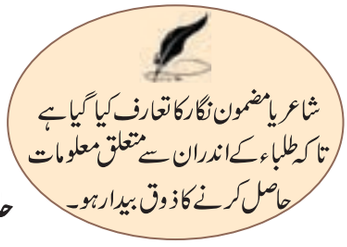

شاعر یا مضمون نگار کا تعارف کیا گیا ہے تاکہ طلباء کے اندر ان سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا ذوق بیدار ہو۔



قواعد

اردو زبان کے بنیادی قواعد کو جاننے کے لئے قواعد دئے گئے ہیں۔



حاصل کلام/ حاصل مطالعہ

نظم یا نثر میں جو کچھ سیکھا ہے اس کو سمجھ کر اس کا ماحصل لینا۔



ڈھونڈئے اور تلاش کیجئے

درس و تدریس کے دوران انٹرنٹ اور دیگر الکٹرانک آلات کی مدد لینا۔



تلاش کیجئے اور جانئے۔

لسانی سرگرمیاں:

index
Monday, August 06, 2018 12:10:31 PM

فہرست مضامین

				صفحہ نمبر
	حصہ نظم	حمد باری تعالیٰ (برائے یادداشت مکمل)	حفیظ الرحمٰن واصفؔ	1
	حصہ نثر	اخلاق نبویؐ کی چند جھلکیاں	مولانا سلمان صاحب قاسمیؔ	7
اکائی I	حصہ غزل	غزل میرؔ	غزل میر تقی میرؔ	14
	سرسری مطالعہ	چاہ کن راہ چاہ درپیش (جیسی کرنی ویسی بھرنی)	ماخوذ	16
	قواعد	صنائع وبدائع	صنعت تضاد	19
	حصہ نظم	نعت	ماہرؔ القادری	21
	حصہ نثر	دلیر لڑکا	میر امّنؔ دہلوی	26
اکائی II	حصہ غزل	غزلِ حمادؔ (برائے یادداشت مکمل)	مولانا ابوالبیان حمادؔ	34
	سرسری مطالعہ	طوفانِ حیات کا ایک ورق	علامہ راشد الخیریؔ	36
	قواعد	صنائع وبدائع	حسن تعلیل	41
	حصہ نظم	تعلیم سے بے توجہی (مسدس حالیؔ)	مولانا الطاف حسین حالیؔ	42
	حصہ نثر	آسمانِ جنوب کے سات ستارے	حکیم محمد یعقوب اسلمؔ	47
اکائی III	حصہ غزل	غزل سرمدیؔ	سید عظمت اللہ سرمدیؔ	58
	سرسری مطالعہ	مرزا دھڑکن نے شکار کھیلا	حکیم محمد یعقوب اسلمؔ	60
	قواعد	صنائع وبدائع	لف ونشر	64
	حصہ نظم	پھول کی فریاد	احمد علی شوقؔ قدوائی	65
	حصہ نثر	صحافت	ماخوذ	70
اکائی IV	حصہ غزل	غزل غالبؔ	مرزا اسداللہ خان غالبؔ	81
	سرسری مطالعہ	موتیوں کا ہار	قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی انصاری	83
	قواعد	صنائع وبدائع	تلمیح	85
	حصہ نظم	ہندوستانی بچوں کا قومی گیت	علاّمہ اقبالؔ	87
	حصہ نثر	تحریکِ آزادی میں علمائے دیوبند کا کردار	ماخوذ	92
اکائی V	حصہ غزل	غزلِ دردؔ	خواجہ میر دردؔ	100
	سرسری مطالعہ	پتھر کا شیر	ماخوذ	102
	قواعد	صنائع وبدائع	تجنیس	106

index
Monday, August 06, 2018 12:10:32 PM

فہرست مضامین

				صفحہ نمبر
	حصہ نظم	رُباعیات	امجد حیدر آبادیؔ، اصغرؔ ویلوری	107
	حصہ نثر	امام رازیؒ - ایک عظیم سائنس دان	مولانا ابراہیم عمادی ندوی	111
اکائی VI	حصہ غزل	غزل	نورسؔ خیامی	119
	سرسری مطالعہ	تین سوال	ماخوذ	121
	قواعد	صنائع و بدائع	مراعات النظیر	124
	حصہ نظم	برسات کی بہاریں	نظیرؔ اکبر آبادی	125
	حصہ نثر	سبر منیم بھارتی	ڈاکٹر حیات افتخار	129
اکائی VII	حصہ غزل	غزلِ جان نثار اخترؔ (برائے یادداشت پہلے چار اشعار)	جان نثار اخترؔ	135
	سرسری مطالعہ	دوبارہ ارشاد	شکیل رضا	137
	قواعد	صنائع وبدائع	تجاہل عارفانہ	140
	حصہ نظم	پانی کی روانی	اکبرالہٰ آبادی	141
	حصہ نثر	دستگیری	ڈپٹی نذیر احمد	145
اکائی VIII	حصہ غزل	غزل زاہدؔ	حبیب الرحمٰن زاہدؔ اعظمی عمری	153
	سرسری مطالعہ	آخری قدم	ڈاکٹر ذاکر حسین	155
	حصہ قواعد	تحریری صلاحیت		157
	حصہ نظم	اے شریف انسانو!	ساحرؔ لدھیانوی	158
	حصہ نثر	ہاتھی ڈاکٹر	ماخوذ از تمل	163
اکائی IX	حصہ غزل	غزل جگرؔ	جگرؔ مرادآبادی	170
	سرسری مطالعہ	آخر پیسہ بچ ہی گیا	بی. لیس. رامیّا	172
	قواعد	علامت اوقاف		178
	حصہ نظم	مرثیہ (برائے یادداشت پہلے دو بند)	میر انیسؔ	179
	حصہ نثر	حکایات سعدیؒ	شیخ سعدیؒ	183
اکائی X	حصہ غزل	غزل آتشؔ	خواجہ حیدر علی آتش	190
	سرسری مطالعہ	جہاز کا ایک سفر	ڈاکٹر محمد ذاکر	192
	قواعد	تحریری صلاحیت	خطوط نویسی	195

index
Monday, August 06, 2018 12:10:33 PM

زبانی یاد کرنے کی نظمیں اور غزلیں

				صفحہ نمبر
حصہ نظم	حمد باری تعالیٰ	(برائے یادداشت مکمل)	حفیظ الرحمٰن واصفؔ	1
حصہ غزل	غزلِ حمادؔ	(برائے یادداشت مکمل)	مولانا ابوالبیان حمادؔ	34
حصہ غزل	غزلِ جان نثار اخترؔ	(برائے یادداشت پہلے چار اشعار)	جان نثار اخترؔ	135
حصہ نظم	مرثیہ	(برائے یادداشت پہلے دو بند)	میر انیسؔ	179

index
Monday, August 06, 2018 12:10:33 PM

حصّہ نظم

اکائی 1

حمد

مولانا حفیظ الرحمٰن واصفؔ



خدا تعالیٰ کی تعریف میں جو نظم کہی جاتی ہے اس کو حمد کہتے ہیں۔ اس حمد میں شاعر مولانا حفیظ الرحمٰن واصفؔ دہلوی نے نہایت ہی پر اثر انداز میں خدا تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہے۔ مترنّم رواں بحر اور منفرد اسلوب بیان کا ایک انوکھا نمونہ پیش کیا ہے۔ اس حمد میں استعمال کی گئی ردیف ''کہاں سے لاؤں'' سے قارئین کے دلوں میں ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ بار بار اس لفظ کے تکرار نے اس نظم میں ایک حسن پیدا کر دیا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- حمدیہ اشعار کے ذریعہ شاعر کے جذبات و خیالات کو طلبہ کے ذہنوں میں منتقل کرنا
- خدا تعالیٰ کی عظمت و محبت اور اس کی ذات و صفات کا مکمل یقین طلبہ کے اندر پیدا کرنا
- کائنات کے ذرے ذرے میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور جلوؤں کا ظہور ہے اس کی نشاندہی کروانا
- اس حمد کی لفظی و معنوی خوبیوں کو اجاگر کرانا
- اس حمد کو زبانی یاد کرانا اور ترنم سے پڑھنے کی مشق کرانا۔

حمد کی تعریف

حمد اس نظم کو کہتے ہیں جس میں شاعر اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف اس کے احسانات و انعامات کا اظہار کرتا ہے۔ شروع میں اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی نعمتوں کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔ آخر میں دعا کی جاتی ہے۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:27 PM

شاعر کا تعارف

اس نظم کے شاعر مولانا حفیظ الرحمٰن واصفؔ دہلوی ہیں آپ ایک ادیب شاعر نقاد عالمِ دین اور مفتی ہیں، آپ کی پیدائش 10/فروری 1910ء کو دہلی میں ہوئی۔ ابتدا سے انتہا تک آپ نے مدرسہ امینیہ دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ یہاں سے آپ نے اردو و فارسی زبان وادب، علم عروض وقوافی علم فقہ، وحدیث، تاریخ اسلام، وغیرہ کی مکمل تعلیم حاصل کی اور اپنے والد حضرت علاّمہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب کی تربیت وسرپرستی میں ہر علم وفن میں خوب فیض پایا۔ 1933ء میں سبزی منڈی اسکول دہلی میں عربی کے ٹیچر مقرر ہوئے۔ واصفؔ دہلوی نے پندرہ سولہ سال کی عمر ہی سے شعر گوئی کی ابتدا کر دی تھی۔ آپ کی نثر ہو یا نظم حشو وزوائد سے پاک اور صحتِ ادا نفاستِ زبان برجستگی، روانی، شیرینی، اور جاذبیت کا نمونہ ہوتی تھیں۔ 13/مارچ 1987ء کو آپ کا انتقال ہوا۔

شاعر کی دیگر تصانیف

کفایت المفتی، درس الاسلام (منظوم تعلیم الاسلام)، اردو مصدر نامہ، زرِ گل، ادبی بھول بھلیّاں

تیری شان کے ہو لائق ، وہ ثنا کہاں سے لاؤں
تجھے آئے پیار جس پر ، وہ ندا کہاں سے لاؤں

نہ ہو لب پہ کوئی شکوہ ، وہ رضا کہاں سے لاؤں
کوئی سن سکے نہ جس کو ، وہ صدا کہاں سے لاؤں

ملکوت کے عنادل ، جسے سن کے جھوم اُٹھیں
وہ ترانہ کس سے سیکھوں ، وہ نوا کہاں سے لاؤں

تیرے آستاں سے اٹھوں، تو میں جاؤں کس کے در پر
جو ہو بے مثال تجھ سا ، وہ خدا کہاں سے لاؤں

دلِ زار کی کہانی ، میں سناؤں کس کو یارب !
وہ سماں شکستگی کا ، وہ صدا کہاں سے لاؤں

یہ وسیع صحنِ گلشن، ہے قفس سے بڑھ کے واصفؔ
یہ سوادِ کوئے جاناں، وہ فضا کہاں سے لاؤں

(اس حمد کو زبانی یاد کیجئے)

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:29 PM

حاصل کلام

اس نظم میں شاعر کہتے ہیں کہ اے اللہ! میری خواہش ہے کہ میں آپ کی حمد وثنا بیان کروں اور آپ کے انعامات واحسانات کا اقرار و اعتراف کروں۔ مگر میرے زبان وقلم میں وہ قوت وہ طاقت نہیں ہے کہ آپ کی مکمل تعریف وتوصیف بیان کرسکوں۔ اور آپ کی نعمتوں اور عنایتوں کا مکمل احاطہ کرسکوں۔ میں کیا ساری دنیا کی مخلوق مل کر بھی آپ کی تعریف وتوصیف کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ اے اللہ! آپ ہی ہمارے خالق و مالک ہیں ہماری ساری حاجتیں آپ ہی پوری فرماتے ہیں۔ آپ کے در کے علاوہ ہمارا کوئی در نہیں ہے۔ یہ دنیا دوسروں کو چاہے لاکھ بھلی معلوم ہو، ہم مؤمنوں کے لئے تو یہ دنیا ایک قید خانہ سے کم نہیں ہے۔ اصلی ودائمی آرام تو ہمارے لئے آخرت اور جنت ہے، جہاں آپ کی دیدار وملاقات کی ابدی لذّتیں ہم کو حاصل ہوتی رہیں گی۔

I.(i) الفاظ معنی

ثنا	=	تعریف	رضا	=	رضامندی
جھوم اٹھنا	=	خوش ہونا، مست ہوجانا	در	=	دہلیز، دروازہ
دل زار	=	غم زدہ دل	سماں	=	منظر
وسیع	=	کشادہ	گلشن	=	باغ
قفس	=	پنجرہ	ندا	=	آواز
صدا	=	آواز	عالَمِ ملکوت	=	فرشتوں کے رہنے کا مقام
عنادل	=	بلبلیں	آواز	=	نغمہ
چوکھٹ	=	دہلیز، ڈیوڑھی	سوادِ کوئے جاناں	=	محبوب کے گلی کی تاریکی (راہ خدا کی مشکلات)

(ii) واحد جمع

عندلیب	+	عنادل
شکوہ	+	شکوے
ندا	+	ندائیں
صدا	+	صدائیں
ترانہ	+	ترانے
قضا	+	قضائیں

(iii) اضداد

وسیع	×	تنگ
رضا	×	ناراضگی
لائق	×	نالائق
پیار	×	نفرت
مثال	×	بے مثال

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:29 PM

(vi) مصرعے مکمل کیجیے:

1۔ ..... وہ رضا کہاں سے لاؤں

2۔ ..... جسے سن کے جھوم اٹھیں

3۔ دل زار کی کہانی .....

4۔ یہ سوادِ کوئے جاناں .....

(iv) ذیل کے اشعار کی بحوالہ متن تشریح کرتے ہوئے ردیف اور قافیے بتائیے:

1۔ نہ ہو لب پہ کوئی شکوہ ، وہ رضا کہاں سے لاؤں
کوئی سن سکے نہ جس کو، وہ صدا کہاں سے لاؤں

2۔ تیرے آستاں سے اٹھوں ، تو میں جاؤں کس کے در پر
جو ہو بے مثال تجھ سا ، وہ خدا کہاں سے لاؤں

3۔ دل زار کی کہانی ، میں سناؤں کس کو یارب !
وہ سماں شکستگی کا ، وہ صدا کہاں سے لاؤں

(v) جوڑ ملائیے :

الف	ب
ادبی بھول بھلیّاں	عنادل
واصفؔ	عالمِ ارواح
عندلیب	مولانا حفیظ الرحمٰن
خدا تعالیٰ کی تعریف	تخلّص
ملکوت	حمد

II. صحیح جواب منتخب کیجیے:

1۔ حمد میں تعریف کی جاتی ہے.....کی۔ (اللہ/رسول/ولی/استاد)

2۔ حمد کے شاعر کا نام.....ہے۔ (حفیظ الرحمٰن/ابوالبیان حمادؔ/علیم صبا نویدیؔ/مختار بدری)

3۔ ثنا کے معنی .....ہے۔ (مذمت/تعریف/برائی/اچھائی)

4۔ ندا کے معنی.....ہے۔ (چیخ/آواز/خاموشی/برائی)

5۔ فرشتوں کے رہنے کا مقام.....ہے۔ (عالم ملکوت/جنت/جہنم/عالم ارواح)

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:30 PM

6۔ عنادل جمع ہے.....کی۔ (عندلیب/عندل/عندلات/عنادلات)

7۔ صدا کا ہم قافیہ لفظ.....ہے۔ (ادا/کہاں/کب/غلام)

8۔ حفیظ الرحمٰن کا تخلص.....ہے۔ (حمادؔ / مختارؔ / جوشؔ / واصفؔ)

9۔ حفیظ الرحمٰن واصف کا تعلق.....شہر سے ہے۔ (دہلی /ممبئی /چینئی/کلکتہ)

10۔عام طور پر شاعر کا تخلص..... میں ہوتا ہے۔ (شروع/درمیان/مطلع/مقطع)

III. (الف) مختصر سوالات:

1۔ حمد کے شاعر کا نام کیا ہے؟

2۔ ''ملکوت'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

3۔ چند مشہور فرشتوں کے نام لکھئے۔

4۔ شاعر خدا کے آستاں سے ٹھکرا کر کہاں جاتا ہے؟

5۔ دل زار کی کہانی سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

6۔ اس حمد کے شاعر کے متعلق مختصر نوٹس لکھئے۔

7۔ ندا اور صدا کے معنی لکھئے۔

8۔ شاعر کے خیال میں یہ دنیا کیا ہے؟

9۔ شاعر اللہ تعالیٰ کی کس قسم کی تعریف سے اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا ہے؟

10۔ '' ملکوت کے عنادل'' کے ذکر سے شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

IV. تفصیلی سوالات:

1۔ شاعر نے خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کی تعریف کن الفاظ میں کی ہے؟

2۔ اس حمد کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

3۔ مولانا حفیظ الرحمٰن واصفؔ کی فنی خدمات اور اسلوب نگارش پر اظہار خیال کیجئے۔

عملی کام:

اس حمد کو زبانی یاد کیجئے۔ چند مشہور حمد گو شعرا کے کلام کو جمع کیجئے۔ آپ کی پسند کے کسی شاعر کے بارے میں تفصیلی معلومات اپنی نوٹ پر لکھئے۔ اپنے ساتھیوں کی مدد سے جلی حرفوں میں ایک حمد لکھ کر اپنے کمرۂ جماعت میں آویزاں کیجئے۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:30 PM

حمد اور مناجات میں فرق :

کیا تم جانتے ہو؟

خدائے تعالیٰ کی تعریف میں نظم کہی جاتی ہے تو اس کو حمد کہتے ہیں۔ جبکہ مناجات ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں شاعر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص دل کے ساتھ سرگوشی کے انداز میں اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے گڑگڑا کر دعائیں مانگتا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

تخلص کسے کہتے ہیں؟

وہ چھوٹا نام جو شاعر اپنے کلام کے آخری مصرعے (مقطع) میں پیش کرتا ہے۔

اس کی علامت ~ ہے۔ مثال : علامہ اقبالؔ ، مرزا غالبؔ ، واصفؔ

ڈھونڈئے اور تلاش کیجئے۔

تمل ناڈو کے بعض مشہور حمد گو شاعروں کے نام اور ان کے مجموعہ کلام کا نام معلوم کیجئے۔

V۔ لسانی سرگرمیاں۔

تصویر کو تحریری شکل دینا۔

ذیل میں ایک تصویر دی گئی ہے۔ اس کا اظہار خیال اپنی طرف سے پانچ جملوں میں کیجئے۔



1. .....
2. .....
3. .....
4. .....
5. .....

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:31 PM

حصّہ نثر

اکائی

1 اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جھلکیاں

مولانا مفتی سلمان صاحب قاسمی



اس مضمون کے مطالعہ سے ہم کو ہمارے نبی محمد ؐ کی پاکیزہ زندگی اور آپؐ کے عمدہ اخلاق و عادات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یقیناً حضرت محمدؐ اپنے عمدہ اخلاق و عادات کے ذریعہ دنیا کی ساری انسانیت کو الفت و محبت، سخاوت و شجاعت، رافت و رحمت کے جو پیغام دئے ہیں ان سے ہر شخص اپنی زندگی کو خوش گوار بنا سکتا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- طلبہ کے اندر عمدہ اخلاق و عادات پیدا کرنے کی کوشش کرنا
- طلبہ کو سنتوں پر عمل کرنے کی طرف رغبت دلانا
- سیرت نبی ؐ کی روشنی میں طلبہ کے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنا
- قرآن اور حدیث سے زیادہ سے زیادہ تعلق پیدا کرانا
- قرآن و حدیث کی عظمت کے جذبے کو طلباء کے دلوں میں پیدا کرانا
- صحابہ کرامؓ کی سیرت کے ذریعے طلبا کے دلوں میں ان کی عظمت پیدا کرانا

مصنف کا تعارف

اس مضمون کے لکھنے والے حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب قاسمی منصور پوری ہیں۔ آپ کا شمار ایشاء کی عظیم درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے مؤقر علما اور فضلا میں ہوتا ہے۔ آپ کی پیدائش ایک علمی ادبی اور روحانی خاندان میں ہوئی۔ آپ حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب کے بڑے صاحب زادے اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے نواسے ہیں۔ تدریس، تصنیف و تالیف آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ ۱۹۸۸ء میں دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی اور تا حال شاہی مراد آباد میں درس و تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کو عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر یکساں قدرت حاصل ہے۔ آپ کی جو تصانیف زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر مقبول ہوئیں ان میں ''کتاب المسائل'' اور ''فتویٰ نویسی کے رہنما اصول'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ ایک طویل عرصے سے ماہنامہ ''ندائے شاہی'' مراد آباد کی مستقل ادارت کی ذمہ داری بھی سنبھال رہے ہیں۔ یہ مضمون بھی آپ کے ماہنامہ ندائے شاہی کے ایک خصوصی شمارے سے لیا گیا ہے۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:32 PM

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا سرو کائنات فخر وجودات حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ کو تمام کائنات میں سب سے اعلیٰ اور کامل اخلاق فاضلہ سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپؐ نے اپنے شاندار اخلاق اور کردار سے دنیا کو انسانیت کا درس دیا۔ ظلم وعداوت وبربریت، بے حیائی، اور بدکرداری کی تاریک فضاؤں میں آپؐ نے عدل وانصاف، رافت ورحمت، عفت وعصمت، پاکیزگی اور پاکبازی اور اخلاق ومروت کی ایسی شاندار تعلیمات پیش کیں کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔

خود آپؐ نے ارشاد فرمایا "اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ" یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ میں عمدہ اور شاندار اخلاق کو مکمل کروں۔ اسی بنا پر قرآن کریم میں آپؐ کا تعارف اس طرح کرایا گیا۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ترجمہ اور بے شک آپؐ اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں۔ نیز آپؐ کی پوری حیات طیبہ قرآن مقدس کی اخلاقی تعلیمات کی عملی تفسیر تھی۔ چنانچہ جب حضرات صحابہؓ نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرآنَ ۔ یعنی آپؐ کے اخلاق فاضلہ قرآن مجید کی روشنی تعلیمات ہی کا عکس جمیل ہیں۔

سراپا شفقت

آنحضرتؐ سراپا شفیق اور مہربان تھے عام طور پر لوگ اپنے خدّام اور ملازمین کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ لیکن پیغمبرؐ کا اپنے خدام کے ساتھ کیا برتاؤ تھا، خادمِ رسولؐ سیدنا حضرت انسؓ کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں: میں نے پیغمبرؐ کی دس سال تک خدمت کا شرف حاصل کیا۔ قسم بخدا اس عرصے میں کبھی آپؐ نے مجھے اُف تک نہیں کہا، حتیٰ کہ یہ بھی نہیں کہا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا؟ اور یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا؟ (مسلم شریف)

منبع جود وسخا

ہمارے آقاؐ اعلیٰ درجے کے سخی تھے۔ کبھی آپؐ نے کسی سائل کو "نہیں" کہہ کر محروم نہیں فرمایا۔ بعض مرتبہ اگر اپنے پاس دینے کو نہ ہوتا تو قرض لے کر سائل کی ضرورت پوری فرماتے۔ متعدد مرتبہ ایسے واقعات پیش آئے کہ بعض دیہاتیوں نے آپؐ کی چادر پکڑ کر کھینچ لی اور آپؐ سے عطا کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اس نامناسب طرزِ عمل کے باوجود انھیں اپنی عطا سے محروم نہیں کیا، بلکہ مطالبہ کو پورا فرمایا۔

ایک مرتبہ ایک نومسلم شخص کو اس قدر بکریاں عطا فرمائیں کہ سارا میدان بکریوں سے بھر گیا۔ اس نومسلم نے اپنی قوم میں جا کر کہا کہ اسلام لے آؤ، اس لئے کہ پیغمبرِ اسلام کی عطا اس قدر ہے کہ بس، پھر زندگی بھر فقر وفاقہ کا کوئی اندیشہ نہیں۔ (مسلم شریف)

رحمت عالم (دشمنوں کے ساتھ عفو ودرگذر)

جب طائف کی سرزمین پر محبوب رب العالمین کے جسم اطہر کو لہولہان کیا جا رہا تھا۔ اوباش لڑکوں اور غنڈوں کا ٹولہ مجسم رحمت عالمؐ کے درپئے آزار تھا۔ پوشاک مبارک اور نعلین شریفین خون سے تربہ تر تھے۔ ایسے میں دل کے اندر جتنے بھی انتقامی جذبات آتے ہیں، کم ہی کم تھے، لیکن قربان جایئے رحمۃ للعالمینؐ پر کہ ان گستاخوں، ظالموں اور بدکرداروں کے بارے میں جوابی کارروائی تو درکنار، بددُعائیہ جملے بھی زبان پر نہ لائے، حتی کہ جب پہاڑوں پر مامور فرشتہ نے دست بستہ آکر عرض کیا کہ حضرت! اگر حکم ہو تو ابھی ان گستاخوں کو انہی دونوں پہاڑوں کو ملا

100
95
75
25
5
0
unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:33 PM

کر کچل دیا جائے اوران کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔تو پیغمبرؐ نے جواب دیا، وہ دنیائے انسانیت کی تاریخ میں لعل وگوہر بن کر ثبت ہوگیا۔ آپؐ گویا ہوئے!

میں ان کی تباہی نہیں چاہتا، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی نسلوں میں ایسے افراد پیدا فرمائے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اوراس کے ساتھ کسی کو شریک نہ قرار دیں گے۔

''نبیؐ کے وسعت اخلاق دیکھو کہ حق میں منکروں کے دُعا کی''

بہترین شوہر

عام طور پر لوگ گھر کے باہر بڑی عزت وعظمت کے حامل ہوتے ہیں۔ان کا اپنے گھر والوں کے ساتھ معاملہ اچھا نہیں ہوتا، بے جا سختی خشک مزاجی، اور بات بات پر جھنجھلاہٹ کے مظاہرے سے گھر والے عاجز رہتے ہیں۔اور ہر وقت یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ کیا بات پیش آجائے اور گھر کا ماحول کشیدہ ہوجائے۔مگر ہمارے آقا ومولیٰ سرور عالمؐ کی خارجی زندگی جس طرح شاندار تھی اس سے کہیں زیادہ آپ کی گھریلو اور معاشرتی زندگی شاندار تھی۔خود پیغمبرؐ کا ارشاد ہے '' تم میں سب سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کی نظر میں اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کی نظر میں سب سے اچھا ہوں۔ آپؐ باوجود انتہائی مشغولیت کے اپنے گھر والوں کے حقوق مکمل طور پر ادا فرماتے، حتی الامکان گھر والوں کی دلداری کا خیال فرماتے، ناگواری کی بات پر بھی نرمی سے پیش آتے۔یہی وہ اخلاق حسنہ ہیں جس کو اپنانے کی امّت کو تلقین کی گئی ہے۔

جامع الاخلاق

چالیس سال کی عمر مبارک میں آپؐ پر غارِحرا میں پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی اوراسی موقع پر پیش آمدہ صورتِ حال سے آپؐ فطری طور پر متاثر ہوکر گھر تشریف لائے اور سارا واقعہ اپنی حرم محترم ام المؤمنین سیدتنا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے بیان فرمایا تو حضرت خدیجہؓ نے کمال فراست کا ثبوت دیا اور آپؐ کو تسلی دینے کئے لئے آپؐ کے شاندار اخلاق فاضلہ کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا:

ہرگز نہیں! آپؐ خوشخبری قبول فرمایئے۔قسم بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رُسوا نہیں فرمائے گا۔اللہ کی قسم آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، سچ بولتے ہیں، مصیبت زدہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں، لاچاروں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی فرماتے ہیں، اور ناگہانی حادثات میں متاثرین کی مدد فرماتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ آنحضرتؐ کی طبیعت اخلاق حسنہ کے سانچے میں ڈھالی گئی تھی اور فطری طور پر آپؐ اخلاق حسنہ کا پیکر تھے۔صلی اللہ علیہ الف الف مرۃ۔

بلاشبہ آپؐ مجمع الاخلاق اور خاتم الاخلاق تھے، ان عظیم اخلاق والا انسان نہ آپؐ سے پہلے کبھی پیدا ہوا نہ آپؐ کے بعد کبھی پیدا ہوگا۔ تمام اخلاق کا منتہا آپؐ کی ذات اقدس ہے۔اللہ تعالیٰ ہم گنہ گاروں اور سیاہ کارامتیوں کو بھی آپؐ کے مبارک اخلاق کا کچھ حصہ اپنی رحمت سے عطا فرمادے۔اوراپنی رضائے کامل سے نواز دے۔ آمین یارب العالمین۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:35 PM



حاصل کلام

اس مضمون کے مطالعہ سے ہم کو ہمارے نبی ؐ کی زندگی کے تمام حالات اور پاکیزہ اخلاق کا علم حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ آپؐ کے اخلاق کے بارے میں فرماتی ہیں کہ " کان خلقه القرآن " (آپؐ کے اخلاق مکمل قرآن تھے)۔ ہمارے نبیؐ نے انسانیت کی خدمت کو اپنی زندگی کا ایک حصہ بنا لیا تھا۔ آپ کی زندگی قرآن پاک کا عملی نمونہ تھی۔ آپ کی پاکیزہ تعلیمات پر اگر کوئی خلوص سے عمل کرے تو اس کی دنیا و آخرت بن جائے گی۔

I. (i) الفاظ معنی

اخلاق فاضلہ	=	اچھی عادتیں	رافت و رحمت	=	مہربانی
عکس	=	سایہ/پرتو	جود و سخا	=	سخاوت
منبع	=	سرچشمہ	گستاخ	=	بےادب
جھنجھلاہٹ	=	غصہ	دست بستہ	=	ہاتھ جوڑ کر
دیہاتی	=	گاؤں والا	اوباش	=	شریر/غنڈہ
پوشاک	=	لباس	کشیدہ ماحول	=	خراب ماحول

(ii) مترادف الفاظ

شمار کرنا	=	گنتی کرنا
صاحب زادے	=	بیٹے
وراثت	=	خاندانی
یکساں	=	برابر
آراستہ ہونا	=	مزین ہونا
سرفراز	=	بلند مقام دینا
حیرت زدہ	=	تعجب زدہ
اُف کہنا	=	زبان نہ کھولنا
خُدام	=	کام والے، نوکر

(iii) واحد جمع

خادم	+	خدّام
مطالبہ	+	مطالبات
تسلی	+	تسلیاں
تصنیف	+	تصانیف
تفسیر	+	تفاسیر
درس	+	دروس
مضمون	+	مضامین
گستاخ	+	گستاخیاں
فرد	+	افراد

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:35 PM

(iv) جوڑ ملایئے

الف	ب
حضرت انسؓ	زوجہ مطہرہ
حضرت خدیجہؓ	وحی کی ابتدا
طائف	مولانا محمد سلمان قاسمی
غارِحرا	نبیؐ کے خاص خادم
کتاب المسائل	اوباش لڑکے

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ مولانا سلیمان قاسمی منصور پوری.....مدرسہ سے فارغ ہوئے.
(ندوۃ العلما لکھنو/علی گڑھ مسلم یونیورسٹی/ جامعہ ملیہ دہلی/ دارالعلوم دیوبند)

2۔ کتاب المسائل.....کی تصنیف ہے . (مولانا ابوالحسن ندوی/مولانا شبلی نعمانی/مولانا منصور پوری/مولانا حالی)

3۔ .....عمر میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی. (چالیس سال کی/ پچاس سال کی/بیس سال کی/تیس سال کی)

4۔ آپؐ کے خاص خادم کا نام.....ہے۔ (حضرت علیؓ/حضرت زیدؓ /حضرت انسؓ /حضرت حذیفہؓ)

5۔ ایک نومسلم صحابی کو آپؐ نے.....عطا فرمایا ۔ (بکریاں/اونٹنیاں/گائے/گھوڑے)

6۔ .....بستی والوں نے آپؐ کے جسم مبارک کو لہولہان کیا۔ (مکہ/ طائف/ جدہ/ مدینہ)

7۔ پہلی وحی سے جب آپؐ گھبرا گئے تو آپؐ کو تسلی دینے والی.....تھیں۔ (خدیجہؓ/ عائشہؓ / فاطمہؓ /حفصہؓ)

8۔ ”کان خلقه القرآن“ .....نے ارشاد فرمایا۔ (خدیجہؓ/ عائشہؓ / فاطمہؓ /امّ حبیبہؓ)

9۔ آنحضرتؐ سراپا.....تھے۔ (شفیق/شریف/رحم دل/نرم دل)

10۔ حضرت انسؓ نے حضورؐ کی.....سال خدمت کی۔ (نو سال/ دس سال/گیارہ سال/ بارہ سال)

III. مختصر ترین سوالات۔

1۔ سیرت نبویؐ کے مضمون نگار کا نام بتایئے۔

2۔ اللہ کے رسولؐ کی دو بیویوں کے نام لکھئے۔

3۔ رسول اکرم ﷺ اپنی بیویوں میں سب سے زیادہ کسے چاہتے تھے؟

4۔ رسول اللہ ﷺ کے غلام کا نام کیا ہے؟

5۔ طائف کے سفر میں جس باغ میں آپؐ رُکے، وہ کس کا باغ تھا؟

6۔ رسول اکرم ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کے لئے سب سے پہلا سفر کدھر کیا؟

7۔ رسول اکرم ﷺ کو کس سال نبوت سے سرفراز کیا گیا؟

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:36 PM

IV. مختصر سوالات:

1۔ قرآن مجید نے آپ ؐ کا تعارف کس طرح کرایا؟

2۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت محمدؐ کے اخلاق کے بارے میں کیا فرمایا؟

3۔ حضرت انسؓ نے حضرت محمدؐ کے برتاؤ کے تعلق سے کیا کہا ہے ؟

4۔ طائف والوں نے حضرت محمدؐ کے ساتھ کیا سلوک کیا، مختصر لکھئے۔

5۔ پہاڑوں کے فرشتوں نے حضرت محمدؐ سے کیا درخواست کی؟

6۔ حضرت محمدؐ نے طائف والوں کے ساتھ کیا اُمید باندھی؟

7۔ حضرت محمدؐ کی گھریلو زندگی پر چند جملے لکھئے۔

8۔ ''نبیؐ کے وسعت اخلاق دیکھو کہ حق میں منکروں کے دُعا کی'' ۔ اس شعر کا مطلب بتایئے۔

V. تفصیلی سوالات:

1۔ حضرت محمدؐ کے اوصاف جمیلہ اور اخلاق حمیدہ کا مکمل جائزہ لیجئے۔

2۔ ''اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جھلکیاں'' اس سبق کا مکمل خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیجئے۔

(i) دئے گئے انگریزی جملوں کو اردو میں ترجمہ کرو:

1. Your enemy's enemy is your friend
2. There is no rule for lying.
3. The mills of God grind slow but sure.
4. Slow and steady wins the race.
5. New broom sweeps well.

(ii) دئے گئے ضرب الامثال کے معنی لکھئے اور جملوں میں استعمال کیجئے:

1۔ ایک تو کڑوا کریلا دوسرا نیم چڑھا.

2۔ آدمی کا شیطان آدمی ہے.

3۔ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا.

4۔ آستین کا سانپ.

5۔ پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ہوتیں۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:36 PM



VI۔ جانئے اور سیکھئے

1۔ طائف کے سفر میں آپ ؐ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہؓ تھے جو آپ ؐ کی خدمت کرتے تھے۔

2۔ طائف کے بڑے بڑے سردار تین بھائی تھے، جن کو آپ ؐ نے دعوتِ اسلام دی اور ان بھائیوں سے امداد چاہی۔ تینوں بھائی بہت مغرور اور گھمنڈی تھے۔ انھوں نے بہت گستاخانہ جواب دے کر آپ ؐ کو مایوس کر دیا۔ ان کے نام یہ ہیں: ۱۔ عبد یالیل ۲۔ مسعود ۳۔ حبیب

3۔ عداس ایک عیسائی نوجوان غلام تھا جس نے طائف میں آپ ؐ کی حالت پر رحم کرتے ہوئے، آپ کی خدمت میں انگور پیش کئے تھے۔ بعد میں اس نے اسلام قبول کر لیا۔

4۔ پہلی وحی کے موقع پر جب آپ ؐ پریشان ہو گئے تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دی۔

5۔ پتھر کے زخموں سے چور آپ ؐ نے ایک کھجور کے باغ میں پناہ لی، جو ایک یہودی کا تھا۔

کیا تم جانتے ہو؟

- تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے سلسلے میں سب سے پہلے نبی حضرت آدمؑ ہیں اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ؐ ہیں۔
- رسول اکرم ؐ نے مکہ سے طائف کا سفر اس لئے کیا کہ شاید طائف والے آپ کے دین کو قبول کر لیں گے۔
- طائف کے بڑے بڑے سردار تین بھائی تھے، جن کو آپ ؐ نے دعوتِ اسلام دی تھی۔ ان بھائیوں نے بہت گستاخانہ جواب دے کر آپ ؐ کو مایوس کر دیا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں: ۱۔ عبد یالیل ۲۔ مسعود ۳۔ حبیب
- آسمان میں حضرت جبرئیلؑ اور میکائیلؑ آپ ؐ کے وزیر ہیں۔ اور زمین میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ وزیر ہیں۔
- رسول اللہ ؐ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں فرمایا کہ دنیا میں جن لوگوں نے مجھ پر احسان کئے ان کا بدلہ میں ادا کر دیا سوائے ابوبکرؓ کے۔ رسول ؐ نے ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے سوال پر فرمایا کہ اے عائشہؓ! حضرت عمرؓ کی نیکیاں آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔

مزید استفادہ کے لئے کتابیں



الرحیق المختوم – مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری

سیرتِ مصطفیٰ – مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی

سیرت نبوی ؐ – مولانا شبلی نعمانیؒ

مشعل راہ – مولانا محمد منصوری

محمد عربی ؐ – مولانا عنایت اللہ سبحانی

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:37 PM

غزلیات

اکائی 1

غزل

میر تقی میرؔ

غزل کی تعریف

اس نظم کو کہتے ہیں جس میں شاعر حبیب اور محبوب، عاشق اور معشوق اور پیار و محبت کی باتیں کرتا ہے۔ لیکن بعد میں غالبؔ نے غزل کے مفہوم کو اور وسیع کرتے ہوئے معاشرتی مسائل اور اصلاحی مضامین کو غزل کے موضوعات میں شامل کیا۔ غزل کے پہلے شعر کو مطلع اور آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں۔ غزل کا جو بہترین شعر ہوتا ہے، اسے بیت الغزل کہتے ہیں۔ غزل کے اشعار میں شاعر کسی ایک خیال کو پیش نہیں کرتا۔



میر تقی میرؔ

شاعر کا تعارف



میر تقی میرؔ آگرہ میں 1722ء میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں اُن کے والد کا انتقال ہوگیا۔ اس کم سنی میں انہیں تلاش معاش کے لئے دہلی جانا پڑا۔ حالات ناموافق گزرے۔ غم عشق اور غم روزگار دونوں کا بوجھ ہمیشہ اٹھاتے رہے۔ یہی دونوں غم کچھ اس طرح گھل مل گئے کہ ان کی شاعری کا سانچہ بن گئے۔

میرؔ کو شاعری میں خان آرزوؔ سے تلمذ حاصل تھا میرؔ کے اردو میں چھ دیوان شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا ایک رسالہ ''فیض میرؔ'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ خدائے سخن میر تقی میرؔ کے نمائندہ غزل گو شاعر کی حیثیت سے اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں میرؔ کی غزل گوئی کو تسلیم کرنے والوں میں اردو کے چوٹی کے شاعر جیسے: آتشؔ ، ناسخؔ، ذوقؔ، غالبؔ، حسرتؔ، وغیرہ شامل ہیں۔

میرؔ کی شاعری دل اور دلّی کی داستان ہے۔ اور ''میرؔ کی شاعری ان کی زندگی اور ان کی زندگی ان کی شاعری ہے''

کیا تم جانتے ہو؟

- غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں۔
- غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں۔
- غزل کے آخری شعر مقطع میں شاعر اپنا قلمی نام یعنی تخلص لکھتا ہے۔
- غزل کا بہترین شعر بیت الغزل کہلاتا ہے۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:38 PM

دیکھ تو دل کہ جاں سے اُٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اُٹھتا ہے

گور کس دل جلے کی ہے یہ فلک
شعلہ ایک صبح یاں سے اُٹھتا ہے

خانہء دل سے زینہار نہ جا
کوئی ایسے مکاں سے اُٹھتا ہے

نالہ سر کھینچتا ہے جب میرا
شور اک آسماں سے اُٹھتا ہے

لڑتی ہے اسکی چشم شوخِ جہاں
ایک آشوب واں سے اُٹھتا ہے

بیٹھے کون دے ہے پھر اس کو
جو ترے آستاں سے اُٹھتا ہے

یوں اُٹھے آہ اس گلی سے ہم
جیسے کوئی جہاں سے اُٹھتا ہے

عشق اک میرؔ بھاری پتھر ہے
کب یہ تجھ ناتواں سے اُٹھتا ہے

I. الفاظ معنی

گور = قبر
زینہار = ہرگز/کبھی نہیں
آشوب = شور وغل
نالہ = فریاد
فلک = آسمان

کیا تم جانتے ہو؟

اردو کا قدیم نام ''ریختہ'' ہے۔

سوالات:

1۔ میرؔ کی غزل گوئی کو تسلیم کرنے والے چند شعراء کے نام لکھئے۔
2۔ میرؔ کی حالاتِ زندگی پر تبصرہ کیجئے۔
3۔ ؎ یوں اٹھے آہ اس گلی سے ہم جیسے کوئی جہاں سے اٹھتا ہے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
4۔ اُردو زبان کا پرانا نام کیا ہے؟
5۔ ہر صبح شعلہ کہاں سے اٹھتا ہے اور کیوں؟
6۔ آسماں سے شور کب اٹھتا ہے؟
7۔ دوسرے شعر میں شاعر نے کس صنعت کو استعمال کیا ہے؟

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:39 PM

سر سری مطالعہ

اکائی 1

چاہ کن راچاہ درپیش (جیسی کرنی ویسی بھرنی)

ایک شخص کسی بادشاہ کا مقرب اور وفادار تھا۔اس وجہ سے وہ کافی اہم تھا۔وہ جب بھی بادشاہ کی محفل میں بیٹھتا تو عموماً یہ ضرب المثل بیان کرتا۔ اَحْسِنْ اِلَی الْمُحْسِنِ بِاِحْسَانِہٖ فَاِنَّ الْمُسِیْئَ سَیَکْفِیْکَہٗ اِسَاءَ تُہٗ یعنی اپنے محسن کے ساتھ اس کے احسان کی وجہ سے اچھا سلوک کرو۔برائی کرنے والا تو اس کی برائی ہی اس کو ختم کرنے کے لئے کافی ہے۔

درباریوں میں ایک شخص کو اس کے ساتھ بیر تھا۔خواہ مخواہ کا حسد۔اس کی پوری خواہش تھی کہ یہ بادشاہ کا مقرب نہ رہے اور کسی طرح اسے بادشاہ سے بدظن کر دیا جائے۔ اس لئے کئی کوششیں کیں، مگر ناکام رہا۔ چنانچہ اس نے ایک چال چلی۔ایک مرتبہ موقع پا کر اس نے بادشاہ کو بتایا کہ یہ شخص آپ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ آپ کے جوتے تک اُٹھاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں یہ آپ کا دشمن ہے۔ آپ سے محبت نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا کہنا ہے کہ آپ کے منہ سے نہایت گندی بدبو آتی ہے۔

بادشاہ بولا: تمہارے اس الزام کا ثبوت کیا ہے اور اس الزام کی تصدیق کیسے ہوئی؟ حاسد بولا۔ آپ اس شخص کو شام کے وقت بلوائیں اور اسے قریب کریں آپ خود ہی دیکھ لیں گے کہ وہ فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے گا تاکہ آپ کی بدبو نہ سونگھ سکے۔بادشاہ نے کہا: تم جاؤ ہم خود اس کی تصدیق کریں گے۔

وہ حاسد بادشاہ کی مجلس سے نکل کر سیدھا اس آدمی کے پاس گیا اور اُسے کھانے کی دعوت دی۔اس شخص کو حاسد کے حسد اور چال کا قطعاً علم نہ تھا۔ وہ تو اُسے دوست ہی سمجھتا تھا اور یوں بھی اس کے تعلقات سب کے ساتھ اچھے تھے۔حاسد نے اس کو کھانا کھلایا جس میں لہسن شامل تھا۔ کھانے کے بعد وہ بادشاہ کے دربار میں جا پہنچا بادشاہ چلنے لگا تو اس نے اس کے جوتے پکڑ لئے اور ساتھ اپنی عادت کے مطابق بولا۔ **احسن الی المحسن۔۔۔ترجمہ۔۔۔**

بادشاہ نے اس سے کہا۔ ذرا میرے قریب آؤ جب وہ بادشاہ کے قریب ہوا تو اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ مبادا بادشاہ اس کے منہ سے لہسن کی بدبو نہ سونگھ لے۔بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ میرے درباری نے بلاشبہ اس کے بارے میں درست ہی بیان دیا تھا۔

اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ بادشاہ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزا و سزا لکھتا تھا۔جب اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ شخص میرا مخلص نہیں بلکہ اندر سے میرا مخالف ہے تو اس نے ایک تحریر اپنے چیف سکریٹری کو لکھی جس کا مضمون یہ تھا۔

"جب اس تحریر کا حامل تمہارے پاس آئے تو اس کو قتل کرنے کے بعد اس کی کھال اتار دو اور اس میں بُھس بھر کر میرے پاس بھیجوا دو" بادشاہ نے اس شخص کو یہ خط دیا اور کہا اسے چیف سکریٹری کے پاس لے جاؤ وہ اس خط کو لے کر دربار سے باہر آیا تو اس کو وہی حاسد ملا۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:40 PM

حاسد نے اس خط کو دیکھا تو پوچھا۔ارے یہ تمہارے پاس کیسا خط ہے؟ ذرا مجھے دکھاؤ۔اس نے کہا بادشاہ نے مجھے صلہ کے طور پر یہ انعام دیا ہے اس حاسد نے اصرار کیا۔ خط مجھے دے دو۔ اس شخص نے کہا۔ یہ رہا خط یہ تمہارا ہو گیا۔ اس نے خط لیا اور خوشی خوشی چیف سکریٹری کے پاس جا پہنچا۔اس نے خط کو کھولا تو کہنے لگا اس خط میں لکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر کے اس کی کھال اتار کر اس میں بھونسا بھر کر بادشاہ کے پاس بھیجوادوں وہ حاسد بولا نہیں نہیں، یہ خط میرے لئے نہیں ہے۔ بلکہ میرے فلاں دوست کا ہے غلطی سے میں نے لے لیا ہے۔ چیف سکریٹری بولا: دیکھو اب تم یہاں سے نہیں جا سکتے۔خط میں واضح طور پر ہدایات ہیں کہ جو بھی اس کا حامل ہے اس کو قتل کر کے کھال میں بھُس بھرا دو۔اس نے بڑا واویلا مچایا کہ ایک مرتبہ مجھے بادشاہ کے پاس جانے کا موقع دو یہ میرے ساتھ دھوکا ہو گیا ہے۔چیف سکریٹری بولا: اس خط کے حصول کے بعد تمہارے پاس واپسی کی کوئی صورت نہیں ہے اور اب موت تمہارا مقدر ہے۔

چنانچہ چیف سکریٹری نے اس کو قتل کروادیا اور حسب ہدایت اس کی لاش بادشاہ کے پاس بھیجوادی وہ شخص جو بادشاہ کا مقرب تھا اپنی عادت کے مطابق دربار میں پہنچا اور اتفاق سے اپنی عادت کے مطابق اس نے وہ ضرب المثل بادشاہ کے سامنے دہرادی۔

بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا اور اس نے پوچھا میرے خط کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا جب میں آپ کا خط لے کر نکلا تو مجھے فلاں شخص ملا۔اس نے مجھ سے درخواست کی کہ یہ خط اس کو دے دوں چنانچہ میں نے خط اس کو بخش دیا۔

بادشاہ نے اس سے کہا اس شخص نے تو مجھے بتایا تھا کہ تم میرے بارے میں کہتے ہو کہ میرے منہ سے بدبو آتی ہے۔کیا یہ سچ ہے؟ اس نے کہا: حاشاہ وکلّا میں نے تو ایسی بات کبھی نہیں کی۔ بادشاہ نے کہا۔ اچھا یہ بتاؤ کل جب میں نے تمہیں بلایا تھا تو تم نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟

وہ کہنے لگا بادشاہ سلامت اس شخص نے مجھے کھانے کی دعوت دی جس میں مجھے خوب لہسن کھلایا۔ میں نے ہاتھ اس لئے منہ پر رکھا تھا کہ کہیں آپ کو اس ناگوار بو سے تکلیف نہ ہو۔

بادشاہ کہنے لگا۔ تم سچ اور درست کہتے ہو۔اپنی ڈیوٹی پر واپس چلے جاؤ۔ تمہارا قول درست تھا کہ "برائی کرنے والا اپنے کرتوت کا مزہ از خود چکھ لیتا ہے"۔اس کو کہتے ہیں "چاہ کن را چاہ در پیش" یعنی کنواں کھودنے والا خود ہی اس میں جا گرتا ہے۔

دھوبی اور کمہار کا قصہ:

کسی شہر میں ایک دھوبی رہتا تھا جو نیک طبیعت، ملنسار اور ہر دلعزیز تھا۔اس کا پڑوسی ایک کُمہار تھا جو دھوبی کی نیک نامی سے بہت حسد کرتا تھا۔ وہ دھوبی کو کسی طرح سے وطن سے باہر بھگانے پر تلا ہوا تھا۔اور ہمیشہ اسی تاک میں رہتا تھا۔ اس شہر کا بادشاہ ایک بیوقوف تھا۔اتفاقاً اس کی جانب سے یہ اعلان ہوا کہ بادشاہ کو ایک سفید ہاتھی پالنے کی خواہش ہے۔سفید ہاتھی کے بارے میں جانکاری دینے والے کے لئے انعام بھی دیا جائے گا۔

کُمہار کو یہ موقعہ اچھا لگا۔ وہ بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر کہنے لگا کہ جہاں پناہ سلامت! میرے پڑوس میں ایک دھوبی رہتا ہے جو کپڑوں کو سفید اور چمکیلا بنانے میں بڑی مہارت رکھتا ہے۔میرا مشورہ ہے کہ آپ کسی کالے ہاتھی کو اس کے حوالے کر دیں، وہ اپنی بہترین صلاحیت کے ذریعہ سے کچھ ہی دنوں میں کالے ہاتھی کو بھی کپڑوں کی طرح سفید اور چمکیلا بنا دے گا۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:42 PM

بادشاہ بیوقوف تو تھا ہی۔ اس کو کمہار کا یہ مشورہ پسند آ گیا اور اس نے دھوبی کو دربار میں حاضری کا حکم دے دیا۔ جب دھوبی حاضر ہوا تو بادشاہ نے اپنا حکم اُسے سنایا۔ دھوبی پہلے تو بادشاہ کا یہ انوکھا حکم سن کر بہت ہی حیران و پریشان ہو گیا۔ پھر یکا یک اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ ہو نہ ہو یہ چال میرے دشمن پڑوسی کمہار کی ہو۔ اس کا ذہن بہت تیزی سے کام کرنے لگا، اور اس نے من ہی من میں ایک تدبیر سوچ لی اور بادشاہ سے کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت! میں ہاتھی کو ضرور سفید کر دوں گا مگر یہ کام ذرا مشکل اور دیر طلب ہے اس کے لئے مجھے سب سے پہلے ہاتھی کو گرم پانی سے نہلانا ہوگا اور اس کو خوب رگڑ کر مالش بھی کرنی ہوگی، اس کے لئے مجھے ایک ایسا بڑا مٹی کا گھڑا چاہئے جس میں ہاتھی سما سکے۔ لہذا مجھ کو ایسے ایک گھڑے کا انتظام کر دیجئے۔

بادشاہ کو بات سمجھ میں آ گئی۔ اُس نے اس قسم کا ایک گھڑا تیار کرنے کے لئے اُسی حاسد کمہار کو بلایا اور گھڑا تیار کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر کیا تھا کمہار اپنی جان توڑ محنت سے ایک بہت بڑا مٹی کا برتن (گھڑا) تیار کیا۔ جب اس میں ہاتھی کو چڑھایا گیا تو گھڑا آن کی آن میں ٹوٹ گیا، بادشاہ سے اس کی شکایت کی گئی تو بادشاہ نے اس سے زیادہ مضبوط گھڑا بنانے کا حکم دیا۔ اس بار بھی وہ گھڑا ٹوٹ گیا۔ غرض اسی طرح کئی مرتبہ ہوا کئی مہینہ گھڑے کی تیاری میں گذر گئے اور بہت ساری محنت اور دولت غارت ہوگئی۔ کمہار گھڑا بنا نہ سکا تو بادشاہ کو بہت غصہ آ گیا۔ اس نے غصے سے یہ حکم صادر کیا کہ اس کمہار نا ہنجار کو جب ایک مٹکا (گھڑا) بنانے طاقت نہیں ہے۔ ایسے بے ہنر انسان کو ہمارے ملک میں رہنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ لہذا اس نااہل کمہار کو وطن سے باہر بھگا دیا جائے۔ بادشاہ کا حکم پا کر لوگوں نے اس حاسد کمہار کو بستی سے باہر نکال دیا۔

'' کمہار دھوبی کو وطن سے باہر نکالنا چاہتا تھا مگر خود وطن سے باہر ہو گیا''۔ اسی کو کہتے ہیں چاہ کن را چاہ در پیش یعنی کنواں کھودنے والا خود ہی کنویں میں جا گرا - یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی۔



I . مختصر سوالات:

1۔ بادشاہ کا مقرب وفادار شخص کونسی ضرب المثل زیادہ استعمال کرتا تھا؟
2۔ وفادار شخص کے بارے میں حاسد کی خواہش کیا تھی؟
3۔ حاسد نے وفادار شخص کو کھانے میں کیا چیز کھلائی؟
4۔ حاسد نے بادشاہ کے سامنے وفادار شخص کے بارے میں کیا کہا تھا؟
5۔ بادشاہ نے چیف سکریٹری کے نام کس مضمون کا خط تحریر کیا تھا؟
6۔ دھوبی کس مزاج کا آدمی تھا؟
7۔ کمہار دھوبی سے کس لئے دشمنی رکھتا تھا؟
8۔ بیوقوف بادشاہ کی کیا خواہش تھی اور اس نے کیا اعلان کروایا تھا؟
9۔ بادشاہ نے کمہار کو کیا فیصلہ سنایا؟
10۔ دھوبی نے بادشاہ سے ہاتھی کو سفید کرنے کے لئے کیا چیز مانگی ؟

III۔ تفصیلی سوالات:

1۔ ''چاہ کن را چاہ در پیش'' اس کہانی کے پس منظر کو واضح کرتے ہوئے اس کا مکمل خلاصہ تحریر کیجئے۔
2۔ کمہار اور دھوبی کی آپسی دشمنی و حسد کا انجام کیا ہوا، تفصیل سے لکھئے۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:44 PM

قواعد

اکائی 1

صنائع و بدائع

صنعتِ تضاد



ہندوستانی اہلِ قلم نے بہت بعد میں قواعد کی طرف توجہ فرمائی۔ سب سے پہلے انشاءاللہ خان انشاؔ نے بڑی جدوجہد سے اردو صرف ونحو پر ایک کتاب ''دریائے لطافت'' کے نام سے لکھی، جو 1848ء میں شائع ہوئی۔ مولوی امام بخش سہبائی نے ''حدائق البلاغت'' کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ ان کے علاوہ اردو قواعد پر منشی کریم الدین، نثار علی بیگ، فیض اللہ خان ، اور مولوی محمد احسن کی مختصر کتابیں خاص اہمیت رکھتی ہیں ان سب کے بعد مولانا محمد حسین آزاد نے ''جامع القواعد'' لکھی۔

صنائع و بدائع

انسان کی فطرت کا تقاضہ خوب سے خوب تر کی تلاش ہے۔ یہی نہیں بلکہ خوبصورت اور بہتر سے بہتر چیز کو بھی انسان طرح طرح سے آراستہ کر کے اس کے حسن کو مزید چار چاند لگانے کے کوشش کر رہا ہے۔ اسی بنیاد پر شعرائے کرام بھی اپنے کلام کو صرف شعری وزن اور دیگر ضروریات شعر سے ہی آراستہ نہیں کرتے، بلکہ لفظی اور معنوی خوبیوں کے ذریعہ بھی کلام میں حسن پیدا کرتے ہیں۔ کلام میں حسن پیدا کرنے کے اس طریقے کو اردو گرامر قواعد کی بنیاد پر صنائع و بدائع کہتے ہیں۔

جس طرح انسان، حسن میں مزید اضافہ کرنے کے لئے زیورات اور عمدہ لباس کا استعمال کرتا ہے، اسی طرح شعرائے کرام اپنے کلام میں مزید خوبصورتی اور لطف پیدا کرنے کے لئے صنائع و بدائع سے کام لیتے ہیں اور جس علم سے صنائع و بدائع کی بحث کی جاتی ہے اسے علم بدیع یا علم بلاغت کہتے ہیں۔ صنائع صنعت کی جمع ہے۔ اور بدائع بدیع کی جمع ہے۔ بدائع کے معنی ہیں نادر اور بے مثل چیزیں۔ لفظی خوبیوں کو صنائع اور معنوی خوبیوں کو بدائع کہتے ہیں۔ اس طرح صنائع بدائع کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ صنائع معنوی 2۔ صنائع لفظی

1۔ صنائع معنوی : کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن سے کلام کی معنوی خوبیوں میں مزید اضافہ ہو جائے اسے صنائع معنوی (بدائع) کہتے ہیں۔ اس کی تقریباً بائیس (22) اقسام ہیں. لیکن یہاں ہم چند اقسام کا ذکر کریں گے جس کو زیادہ تر شعرائے کرام اکثر کلام میں استعمال کرتے ہیں۔

2. صنائع لفظی : کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن سے لفظی حسن میں اضافہ ہو جائے، اسے صنائع لفظی کہتے ہیں۔ اس کی تقریباً پچیس (25) اقسام ہیں. لیکن یہاں ہم چند اقسام کا ذکر کریں گے جس کو زیادہ تر شعرائے کرام اکثر کلام میں استعمال کرتے ہیں۔

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:46 PM

صنائع معنوی (بدائع) کے چند اقسام:

1. صنعتِ تضاد : شعر کے ایک یا دونوں مصرعوں میں ایسے الفاظ کا لانا جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوں، صنعتِ تضاد کہلاتا ہے۔

مثال 1 : دردمنت کش دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہو برا نہ ہوا

اس شعر میں اچھا اور برا ایک دوسرے کے ضد الفاظ لا کر شعر کی حسن وخوبی کو بالاتر کیا ہے۔

مثال 2 : دل کا کیا ذکر تیرہ بختوں میں ایک رات آئی ایک رات گئی

اس شعر میں آئی اور گئی ایک دوسرے کے ضد الفاظ لا کر شعر کی حسن وخوبی میں اضافہ کیا گیا ہے۔

مثال 3 : طولِ غم حیات سے گھبرا نہ اے جگر ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہ ہو

اس شعر میں شام اور سحر (صبح) ایک دوسرے کے ضد الفاظ لا کر شعر کی حسن وخوبی کو بڑھایا ہے۔

سوالات :
1. صنائع بدائع کی تعریف کیجئے۔
2. صنائع لفظی اور صنائع معنوی کی تعریف کیجئے۔
3. صنعتِ تضاد کی تعریف مثال کے ساتھ پیش کیجئے۔

اوقاف PUNCTUATION

اوقاف یا وقفے اُن علامتوں کو کہتے ہیں جو ایک جملے کو دوسرے جملے سے یا کسی جملے کے ایک حصے کو دوسرے حصوں سے علٰحدہ کریں جس سے مطلب سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے

نام	علامت	انگریزی نام	مفہوم	موقعۂ استعمال	مثال
سکتہ	،	Comma	چھوٹا ٹھہراؤ	یہ علامت اسماء یا ضمائر یا جملے کے بیچ میں تمیز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔	جہانگیر، علامہ اقبال، غالب
وقفہ	؛	Semicolon	ٹھہراؤ	سکتہ سے زیادہ ٹھہراؤ کی جگہ استعمال ہوتا ہے سکتوں کے علاوہ وقفوں کا استعمال اس وجہ سے ضروری ہے کہ خلط مبحث نہ ہو جائے۔	حق یہ ہے کہ اس زمانے میں، جبکہ قومی تپش نما کا پارا ہر گھڑی گھٹتا ہے، بڑھتا رہتا ہے؛
					جو کرے گا، سو پائے گا؛
					آنا، تو خفا آنا؛ جانا، تو رُلا جانا؛

unit 1f
Monday, August 06, 2018 12:19:47 PM

حصّہ نظم

اکائی 2

نعت

ماہرؔ القادری



شاعری میں نعت ایسے موزوں کلام کو کہتے ہیں، جس میں آقائے نامدار سرورِ کونین ﷺ کی تعریف وتوصیف، بہ اخلاص نیت کی گئی ہو۔ نعت رسولؐ ایک صنف سخن ہی نہیں، بلکہ راہِ سعادت بھی ہے۔ شعراء کرام عموماً اس میں حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس اور ان کے خصائل اور شمائل کا نہایت ادب واحترام سے ذکر کرتے ہیں اور آپؐ ہی سے شفاعت طلب کرتے ہیں۔ ایک جگہ شاعر نے بہت ہی پر امید ہو کر کہا ہے۔ ؎

محمدؐ کریں گے شفاعت میری قیامت سے کہہ دو کہ آئے ابھی

نعت کے لئے کوئی خاص ہیئت مقرر نہیں، تقریباً ہر شعری صنف میں شاعروں نے نعت کہی ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- نعت کا تعارف کروانا
- نعت گوئی کے آداب سے روشناس کروانا
- کلام وصاحب کلام کا مکمل تعارف پیش کرنا
- نظم کی شعری، لفظی ومعنوی خوبیوں کو واضح کرنا۔
- حضرت محمدؐ سے محبت وعقیدت کے جذبات کو ابھارنا
- آپؐ کی پاکیزہ سیرت، اخلاق حسنہ اور زندگی کے حالات کی وضاحت کرنا۔
- شاعر کے مکمل خیالات کو طلبہ کے ذہنوں میں منتقل کرنا۔

نعت کی تعریف

نعت اس نظم کو کہا جاتا ہے، جس میں شاعر رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف، آپ کے اخلاق حسنہ اور آپ کی زندگی کے حالات کا تفصیل سے ذکر کرے۔ صوبہ تمل ناڈو کے نعت گو شعراء میں مولانا ابوالبیان حمادؔ، مختار بدریؔ، علیم صبا نویدیؔ، عتیق جاذبؔ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:14 PM

شاعر کا تعارف



اس نعت کے شاعر ماہر القادری ہیں۔ آپ کا پورا نام منظور حسین ہے اور تخلص ماہرؔ ہے۔ آپ 30/جولائی 1906ء کو قیصر کلاں، ضلع بجنور، اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ بجنور سے شائع ہونے والا رسالہ ''مدینہ'' کی ایک مدت تک ادارت بھی کی ہے۔ آپ کی چند خاص تصانیف کے نام یہ ہیں۔ ''آتش خاموش''، ''محسوسات ماہر القادری''، ''طلسم حیات''، وغیرہ۔ 12/مئی 1978 کو ایک مشاعرہ کے دوران جدہ (سعودی عرب) میں ان کا انتقال ہوا۔

رسول مجتبیٰ کہئے محمد مصطفیٰ کہئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں، پھر اس کے بعد کیا کہئے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہئے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہئے

جبیں و رُخ محمد کے تجلی ہی تجلی ہیں
کسے شمس الضحیٰ ؐ کہئے کسے بدر الدجیٰ کہئے

جب اُن کا ذکر ہو دنیا، سراپا گوش بن جائے
جب اُن کا نام آئے، مرحبا صلی اللہ کہئے

صداقت پر بنا رکھی گئی ہے دین فطرت کی
اسی تعبیر کو انسانیت کا ارتقا کہئے

میرے سرکار کے نقشِ قدم شمع ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہئے

محمد ؐ کی نبوت دائرہ ہے جلوہء حق کا
اُسی کو ابتدا کہئے اُسی کو انتہا کہئے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رُکتے
میری آنکھوں کو ماہرؔ چشمہ ء آبِ بقا کہئے

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:15 PM

حاصل کلام

شاعر ماہر القادری نے اپنی اس نعت میں حضورؐ سے اپنی بے انتہا عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ خدا کے بعد اگر کسی کا مرتبہ اور مقام ہے تو بس آپؐ کا ہے۔ جب بھی آپؐ کا ذکر ہمارے سامنے ہوتا ہے تو کائنات کا ہر فرد سراپا ادب بن جاتا ہے۔ آپؐ خاتم الانبیاء و المرسلین ہیں۔ آپؐ نے انسانیت کی ارتقاء کے لئے جو راہ شریعت بتلائی ہے، اس پر چل کر انسان اپنی منزل مقصود (رضائے الٰہی اور مغفرت) کو پالیتا ہے۔ مقطع میں شاعر نے اپنی دلی کیفیت و جذبہ کو اس طرح بیان کیا کہ جب بھی مجھے مدینہ طیبہ یاد آتا ہے، تو بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

I. (الف) معنیٰ و اشارے

مجتبیٰ	:	چنا ہوا
مصطفیٰ	:	انتخاب کیا ہوا
ختم الانبیاء	:	آخری نبی جن پر نبوت ختم ہوئی مراد حضورؐ
مرحبا	:	کلمۂ تحسین
جبیں ورخ	:	پیشانی اور چہرہ
اصرار کرنا	:	اڑنا
ضد	:	تقاضا
سراپا گوش بن جانا	:	پوری یکسوئی کے ساتھ سننا
صداقت	:	سچائی
ارتقا	:	ترقی
تجلی	:	چمک
مغفرت	:	بخشش
شمس الضحیٰ	:	چمکتا سورج مراد حضورؐ
صلی اللہ علیہ وسلّم	:	اُن پر اللہ کا درود و سلام
چشمۂ آبِ بقا	:	آب حیات کی نہر

(ب) واحد جمع

شریعت	+	شریعتیں
محبت	+	محبتیں
نبی	+	انبیاء
تجلی	+	تجلیات
ذکر	+	اذکار
صداقت	+	صداقتیں
نقش	+	نقوش
قدم	+	اقدام
منزل	+	منازل

(ج) اضداد

پہلے	×	بعد
محبت	×	نفرت
جنت	×	دوزخ
ارتقاء	×	تنزل
ابتدا	×	انتہا

(ب) قوسین میں دئے گئے الفاظ کو چن کر شعر مکمل کیجئے:

1۔ رسول مجتبیٰ کہئے، محمد ..... کہئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہئے

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:16 PM

2۔ شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہئے
محبت کا تقاضہ ہے کہ ..... کہئے

3۔ .....محمدؐ کے تجلی ہی تجلی ہے
کسے شمس الضحیٰ کہئے کسے بدرالدجیٰ کہئے

(ج) دئے گئے اشعار کی تشریح کیجئے۔

1۔ صداقت پر بنا رکھی گئی ہے دینِ فطرت کی
اسی تعبیر کو انسانیت کا ارتقا کہئے

2۔ محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے جلوۂ حق کا
اسی کو ابتدا کہئے اُسی کو انتہا کہئے

II۔ صحیح جواب تلاش کر کے لکھئے۔

1۔ نعت میں تعریف کی جاتی ہے۔ (نبی کی / اللہ کی / صحابہؓ کی / بادشاہ کی)

2۔ ماہرالقادری کا نام ..... ہے۔ (منصورحسین / منظورحسین /مسعودحسین/ مقصودحسین)

3۔ صداقت کے معنی ..... (بھلائی / ترقی / سچائی / برائی)

4۔ 'طلسم حیات' کے مصنف کا نام .....ہے۔ (ماہرالقادری / جلال کڑپوی / یعقوب اسلم / ابوالبیان حماد)

5۔ ''اسی تعبیر کو انسانیت کا ..... کہئے''۔ اس مصرعے کو مکمل کیجئے۔ (تعبیر / تفسیر / ارتقاء / ترقی)

6۔ ختم الانبیاء سے مراد ..... (موسیٰؑ / عیسیٰؑ / داؤدؑ / حضرت محمدؐ)

7۔ جبین کے معنی ..... ہے۔ (سر / بدن / پیشانی / ہاتھ)



III. مختصر سوالات:

1۔ دینِ فطرت کی بنیاد کس پر رکھی گئی ہے؟

2۔ محبت کا تقاضہ کیا کہنے پر مجبور کرتا ہے؟

3۔ محمدؐ کے جبین و رُخ کیسے ہیں؟

4۔ سرکارؐ کے نقشِ قدم کیسے ہیں؟

5۔ شاعر کو مدینہ یاد آنے پر اس کی کیا حالت ہوتی ہے؟

IV۔ تفصیلی سوالات :

1۔ نعت کی تعریف کرتے ہوئے اس کے شعری تقاضوں پر ایک نوٹ لکھئے۔

2۔ ماہرالقادری نے نعت کے ذریعہ سرکار دوعالمؐ کو کس عقیدت اور خلوص کے ساتھ یاد کیا ہے۔ مفصّل لکھئے۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:16 PM

بعض غیر مسلم نعت گو شعراء

1۔ کشن لال پرشاد
2۔ جگن ناتھ آزاد
3۔ وشنو کمار شوقؔ لکھنوی
4۔ چندر پرکاش جوہرؔ بجنوری
5۔ لالہ امر چند قیسؔ
6۔ ہری چند اخترؔ
7۔ پریم چند کلکتوی

نمونۂ کلام

یہ ہندو ہے لیکن پیغمبرؐ کا عاشق
جمالِ رُخِ پاک سرورؐ کا عاشق
(پریم چند کلکتوی)

کیا تم جانتے ہو؟

مرکبات :

دو یا دو سے زیادہ الفاظ اگر آپس میں ملیں تو انہیں مرکب کہا جاتا ہے۔ مرکب کا ہر لفظ بامعنی ہوتا ہے۔

محبوبِ خدا	=	محبوب	+	خدا	=	خدا کا دوست
جلوۂ حق	=	جلوہ	+	حق	=	اللہ کا جلوہ
دینِ فطرت	=	دین	+	فطرت	=	فطری دین
نقشِ قدم	=	نقش	+	قدم	=	پاؤں کے نشاں
شمعِ ہدایت	=	شمع	+	ہدایت	=	رہنمائی کا چراغ

کیا تم جانتے ہو؟

دوہا کسے کہتے ہیں؟

دوہے کی تعریف :

دوہا ہندی شاعری کی ایک صنف ہے اور یہ غزل کی بیت کی طرح دو مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں ایک مکمل خیال پیش کیا جاتا ہے۔ دوہے میں عام طور پر اخلاقی فلسفیانہ اور عشقیہ مضامین باندھے جاتے ہیں۔ مثال :

گودھن، گج دھن، باج دھن اور رتن دھن کھان
جب آئے سنتوش دھن، سب دھن دھوری سمان

یعنی گائیوں کی دولت، ہاتھیوں کی دولت، کھیتوں کی دولت اور ہیرے موتیوں کی دولت بڑی چیز نہیں۔
مگر جب انسان کے پاس سکون اور قناعت کی دولت آجاتی ہے تو یہ ساری چیزیں بے کار ہو جاتی ہیں۔

سورداس، رحیم، کبیر داس، امیر خسرو، کے دوہے بہت مشہور ہیں۔

منقبت :

اہل بیت، خلفائے راشدین، بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی شان میں کہی جانے والی نظم کو منقبت کہتے ہیں۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:17 PM

حصّہ نثر

اکائی 2

دلیر لڑکا

میر امّن دہلوی



اس مضمون میں حجاج بن یوسف کے ظلم وزیادتی کا ایک قصہ مکالمہ کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔تاریخی کتابوں میں جہاں کہیں بھی حجاج کا ذکر آتا ہے،اس کے ظلم وزیادتی کا ذکر بھی یقینی ہے۔ جس کسی نے بھی اس کے دور میں حق کی آواز بلند کی یا تو اسے قتل کر دیا گیا یا زہر دے کر مار دیا گیا۔اسی طرح کے قصوں میں ایک نڈر لڑکے کا قصہ اس مضمون میں شامل کیا گیا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- کہانی کو پڑھنے کے بعد اس سے حاصل کی ہوئی نصیحتوں پر عمل کرنا۔
- حجاج بن یوسف کی ظلم وزیادتی کے بارے میں جاننا۔
- حجاج بن یوسف کے اندر پائے جانے والی خوبیوں کو اجاگر کرنا۔
- اس سبق سے ہم کیا عبرت حاصل کر سکتے ہیں اس کا علم رکھنا۔
- جو دعائیہ کلمات اس میں استعمال کئے گئے ہیں ان کو یاد کرنا اور اپنی عملی زندگی میں لانا۔

مصنف کا تعارف

میر امّن نے باغ و بہار لکھ کر سادگی، صفائی، سہل نگاری کی راہ ہموار کی۔ باغ و بہار کوئی طبع زاد تصنیف نہیں، ترجمہ ہے لیکن سادگی نے اردو کے نثری ادب میں اُسے بلند مرتبہ عطا کیا، باغ و بہار کی اس خوبی کے اعتراف میں سرسید نے فرمایا تھا کہ:- میر امّن کو اردو نثر میں وہی مرتبہ حاصل ہے جو میر تقی میرؔ کو شاعری میں حاصل ہے۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:18 PM

قبیلہء ثقیف سے تعلق رکھنے والا حجاج بن یوسف تاریخ میں اپنے ظلم وزیادتی اور قتل وغارت گری کے لئے بہت مشہور ہے۔ایک دن وہ اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔کچھ عراقی حاشیہ بردار اردگرد موجود تھے۔ اچانک ایک لڑکے کو لایا گیا ۔لڑکے کی عمر کم وبیش بارہ تیرہ سال ہوگی،ابھی اس کی مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں،مگر چہرے سے ذہانت اور فطانت نمایاں تھی،اس کے سر پر لمبے لمبے بال تھے۔لڑکے نے حاضرین کی پروا کئے بغیر محل کی چیزوں کو دیکھنا شروع کیا۔ اسے قطعاً احساس نہ تھا کہ وہ حجاج بن یوسف کے دربار میں آیا ہے۔وہ گردن کو کبھی دائیں اور کبھی بائیں موڑ رہا تھا۔مگر اس کے چہرے پر مختلف چیزوں کو دیکھ کر تعجب کے آثار ضرور تھے۔غالباً وہ پہلی مرتبہ کسی محل کی زیب وزینت اور اس کی آرائش دیکھ رہا ہے۔

اچانک اس نے اپنے کان پر ہاتھ رکھا اور بلند آواز سے پکارا

اَ تَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ و تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ

" کیا تم ایک ایک ٹیلے پر بطورِ کھیل تماشا یادگار (عمارت) بنا رہے ہو اور بڑی صنعت والے (مضبوط محل) تعمیر کر رہے ہو، گویا کہ تم ہمیشہ یہیں رہو گے۔"

حجاج تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔لڑکے کی بات سنتے ہی فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔کہنے لگا: آؤ لڑکے! تمہارے چہرے سے ذہانت اور ذکاوت جھلکتی ہے۔" اَ حَفِظْتَ الْقُرْاٰنَ ؟ " "کیا تم نے قرآن حفظ کیا؟" مگر لڑکے نے الفاظ کو ان کے ظاہری معنیٰ (حفاظت) پر محمول کرتے ہوئے کہا:

"کیا تمہیں اس کے ضائع ہونے کا خوف ہے جو اس کو حفظ کروں۔اس کی حفاظت کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے۔"

حجاج : کیا تم نے قرآن کو جمع کیا ہے؟" مطلب وہی تھا کہ کیا تجھے قرآن یاد ہے؟

اس ذہین لڑکے نے الفاظ کو ظاہری معنی پر محمول کر کے اسے جواب دیا: "کیا قرآن بکھرا ہوا تھا جو میں اس کو اکٹھا کروں؟"

اب حجاج ذرا کھسیانا ہوا اور کہنے لگا: " کیا تم نے قرآن کو پختہ یاد کیا ہے؟ "

لڑکے نے پھر ان الفاظ کے ظاہری معنی لئے اور فوراً جواب دیا:

"کیا اللہ رب العزت نے اسے محکم اور پختہ نازل نہیں کیا ہے؟"

حجاج : " اَسْتَظْهَرْتَ الْقُرْاٰنَ ؟ " کیا تم نے قرآن کریم کا کچھ حصہ زبانی یاد کیا ہے؟"

لڑکے نے پھر ظاہری معنی لئے (ظاہری معنی پیٹھ دکھانا) " میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں قرآن کریم کو پیٹھ پیچھے ڈالوں۔"

اب حجاج سے کوئی جواب نہ بن پایا تو غصے میں بولا: تیری بربادی ہو! اللہ تجھے ہلاک کرے! میں کیا کہہ رہا ہوں، تو ہی بتا مجھے کیا کہنا چاہئے؟

لڑکا : ہلاکت اور موت مجھے نہیں بلکہ تجھے اور تیری قوم کو آئے۔تمہیں اس طرح کہنا چاہئے تھا: "اَوَعَيْتَ الْقُرْاٰنَ فِيْ صَدْرِكَ"

" کیا تم نے قرآن کریم کو اپنے سینے میں محفوظ کیا ہے؟"

حجاج : چلو، قرآن پاک کا کچھ حصہ تلاوت کرو۔

لڑکا : لڑکے نے يَدْخُلُوْنَ کی بجائے يَخْرُجُوْنَ کا لفظ استعمال کیا۔ " اور تم دیکھو کہ لوگ گروہ در گروہ اللہ کے دین سے نکلتے ہیں"

حجاج : تیری بربادی ہو، قرآن میں تو اللہ کے دین میں داخل ہونے کی بات ہے۔

لڑکا : ایک وقت تھا کہ لوگ دین میں فوج در فوج داخل ہوتے تھے مگر آج فوج در فوج دین سے نکل رہے ہیں۔

حجاج : آخر کیوں؟

لڑکا : لوگوں کے ساتھ تمہارے برے برتاؤ کی وجہ سے۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:20 PM

حجاج : تیرا ستیاناس ہو! تجھے معلوم ہے کہ تو کس سے مخاطب ہے؟

لڑکا : ہاں، میں ثقیف قبیلے کے شیطان حجاج سے مخاطب ہوں۔

حجاج : تیرا برا ہو! تجھے کس نے پالا پوسا اور تربیت کی ہے؟

لڑکا : جس نے تجھے پروان چڑھایا ہے؟

حجاج : تیری ماں کون ہے؟

لڑکا : جس نے مجھے جنا ہے۔

حجاج : تو کہاں پیدا ہوا تھا؟

لڑکا : جنگل میں۔

حجاج : اور پروان کہاں چڑھا؟

لڑکا : صحرا میں۔

حجاج : کیا تو دیوانہ ہے کہ تیرا علاج کراؤں؟

لڑکا : اگر میں دیوانہ ہوتا تو تیرے دربار تک رسائی نہ ملتی اور تیرے ساتھ اس طرح گفتگو نہ کرتا۔ بلکہ درباریوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے تیرے آگے کھڑا رہتا تاکہ میرے اوپر بھی تیرا کچھ انعام واکرام ہو، یا سزا کے خوف سے تیرے آگے عاجز ولاچار کی طرح پرامید نگاہیں لے کر کھڑا ہوتا۔

حجاج : امیر المومنین کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

لڑکا : اللہ تعالیٰ ابوالحسن حضرت علیؓ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

حجاج : میری مراد وہ نہیں جو تو سمجھا، میں تو عبدالملک بن مروان کی بات کر رہا ہوں۔

لڑکا : ارے وہ! وہ تو فاسق وفاجر ہے۔

حجاج : تیرے لئے بربادی ہو! تو نے امیر المومنین کو فاسق وفاجر کیوں کہا؟

لڑکا : وہ ایک ایسی غلطی کا مرتکب ہوا ہے کہ اس سے بڑی غلطی کوئی ہو نہیں سکتی۔

حجاج : وہ کونسی غلطی ہے؟

لڑکا : اس نے تجھ جیسے ظالم کو اپنی رعیت پر حاکم مقرر کر رکھا ہے، اور تو لوگوں کے اموال پر ناجائز قبضہ کرتا ہے اور ان کا ناحق خون بہاتا ہے۔

یہ سنتے ہی حجاج آگ بگولا ہو گیا اور اپنے درباریوں کی طرف متوجہ ہو کر بولا: بتاؤ اس گستاخ لڑکے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

درباریوں نے کہا : اس لڑکے کو قتل کروا دیجئے۔ اس کا قتل مباح ہے، کیونکہ اس نے اطاعت اور فرماں برداری کا طوق اتار دیا ہے۔

یہ سراسر بغاوت کا مرتکب ہوا ہے۔

لڑکا : اے حجاج سُن! تیرے درباری اور حاشیہ نشین، تیرے بھائی فرعون کے درباری اور امراء سے بھی برے ہیں۔

ارے! ان سے تو وہ اچھے تھے کہ جب ان سے فرعون نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو انھوں نے کہا:

'' اَرْجِہْ وَ اَخَاہُ '' '' اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے دو'' اور یہ تجھے میرے قتل کا مشورہ دے رہے ہیں۔

اللہ قسم! جب تو اللہ رب العزت کے دربار میں کھڑا ہوگا تو تیرے پاس کوئی دلیل اور کوئی وجہ نہیں ہوگی۔ اور تجھے خوب معلوم ہے کہ

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:21 PM

اس دن ظالم اور متکبر خوب ذلیل اور رسوا ہوں گے۔

حجاج : لڑکے سن! اپنی زبان سنبھال کر بات کر اور بڑوں سے بات کرنا سیکھ۔ میں نے تیرے بارے میں حکم دیا ہے کہ تجھے چار ہزار درہم عطا کئے جائیں۔

لڑکا : مجھے تیرے مال و دولت کی کوئی ضرورت نہیں..... '' اللہ تیرا چہرہ سفید کرے اور تجھے بلند کرے۔''

یہ دعائیہ کلمہ ہے، لیکن لڑکے نے بددعا مراد لی۔

حجاج نے اپنے درباریوں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا: تمہیں معلوم ہے کہ اس کا '' اللہ تیرا چہرہ سفید کرے اور تجھے بلند کرے۔'' کہنے سے کیا مراد ہے؟

درباریوں نے کہا : آپ ہی بتائیں۔

حجاج : '' سفید چہرے'' سے مراد برص (کوڑھ) کی بیماری اور اندھے ہونے کی بددعا ہے اور ''تجھے بلند کرے'' سے میرے سولی پر لٹکائے جانے کو مراد لیا ہے۔ پھر لڑکے کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا: بتا جو میں نے کہا ہے ٹھیک ہے یا غلط؟

لڑکا : اللہ تجھے غارت کرے.....تو کس قدر سمجھ دار ہے! یقیناً جو تو نے میرے الفاظ کی تفسیر اور شرح بیان کی ہے، وہ درست ہے اور یہی میری مراد تھی۔

حجاج : شدید غصے کے عالم میں اس کی طرف متوجہ ہوا، غصے سے اس کا جسم کانپ رہا تھا۔

گستاخ لڑکے! تیری یہ جرأت، تو ہمارے سامنے اس قسم کی بدزبانی اور بکواس کرتا ہے۔ لے جاؤ اور اس کو قتل کر دو!

دربار میں سناٹا چھا گیا، ایک بارہ تیرہ سال کا معصوم بچہ، جو ذہانت، عقل مندی، حاضر جوابی اور بہادری میں بے مثال ہے، قتل ہو جائے گا۔ لوگوں کو اس پر رحم آنے لگا۔ رقاشی نام کا ایک درباری جو حجاج کا چہیتا تھا، عرض کرنے لگا: اللہ امیر کو اور زیادہ عزت و شرف دے، یہ لڑکا مجھے عنایت کر دیں۔

حجاج : اچھا، تم مانگتے ہو تو یہ میں تم کو ہبہ کرتا ہوں۔ مگر سنو!

یہ درست ہے کہ اب یہ تمہارا ہو گیا۔ مگر میری دعا ہے کہ تمہیں اس میں برکت نہ ہو۔

لڑکا : مجھے معلوم نہیں، تم دونوں میں سے کون زیادہ احمق ہے، ہبہ کرنے والا یا مجھ کو طلب کرنے والا؟

رقاشی کہنے لگا: لڑکے! تم عجیب و غریب ہو، میں نے تمہیں قتل ہونے سے بچایا ہے اور تم میرا ہی مذاق اڑا رہے ہو اور مجھ پر ہی پھبتیاں کس رہے ہو!

لڑکا : مجھے شہادت مبارک ہو۔

حجاج : لڑکے! ہم نے تمہارے لئے ایک لاکھ درہم انعام کا حکم دیا ہے۔ تم نے جو کڑوی، کسیلی گفتگو کی ہے، اس کو ہم نے اس لئے معاف کر دیا ہے کہ تم ابھی بہت چھوٹے ہو۔ تمہارا ذہن صاف ہے اور تم اللہ پر بھرپور بھروسہ کرنے والے ہو اور دیکھو، میں تمہیں نصیحت کروں گا کہ تم کبھی اربابِ حکومت کے ساتھ اس قسم کی گفتگو مت کرنا! کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ برداشت نہ کر سکیں اور جس طرح ہم نے تمہیں معاف کیا ہے وہ معاف نہ کر سکیں۔

لڑکا : دراصل معافی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ تمہارے ہاتھ میں نہیں اور شکر بھی تمہارا نہیں، بلکہ اکیلے اللہ رب العزت کے لئے ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ کبھی میں اور تم کسی مجلس میں دوبارہ آمنے سامنے نہ ہوں۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:22 PM

لڑکا یہ گفتگو کر کے جب دربار سے باہر نکل رہا تھا تو سپاہیوں نے اسے جکڑ لیا۔ مگر حجاج نے انھیں کہا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو۔ میں نے ساری زندگی اس سے زیادہ فصیح اللسان، قادرالکلام اور بہادر لڑکا نہیں دیکھا اور شاید مستقبل میں بھی نہ دیکھوں گا۔ میرا دل کہتا ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو یقیناً یہ بہت بڑا آدمی بنے گا۔ اور یہ عجوبہء وقت ہوگا۔

تاریخ نگاروں نے لکھا ہے کہ یہ لڑکا زیادہ دیر تک زندہ نہ رہا۔ غالباً اس کو حجاج ہی کے اشارے پر زہر دے کر ختم کر دیا گیا۔ (واللہ اعلم)

حاصل کلام

اس کہانی میں حجاج بن یوسف کے زمانے کا ایک قصہ ذکر کیا گیا ہے جس میں ایک نڈر لڑکے کی دلیری کا ذکر ہے جو وقت کے ایک ظالم و جابر حکمران سے ٹکر لیتے ہوئے اس کے سامنے حق پیش کرتا ہے۔ یہ کہانی مناظرہ کی شکل میں پیش کی گئی ہے۔ دلیر لڑکا حجاج کے ہر سوال کا جواب تقریباً قرآنی آیات سے دیتا ہے۔ اور حجاج نے اس کی بے باکی دیکھی تو موت کی دھمکی دینے لگا۔ لڑکے نے حجاج کی تقرّری پر اعتراض کرتے ہوئے بغیر کسی خوف کے کہا کہ خلیفہ نے ہم پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ حجاج نے لڑکے کو دولت کی لالچ دیتے ہوئے کہا کہ میں تجھے چار ہزار درہم عطا کرتا ہوں۔ لڑکے نے اس کی پیش کش ٹھکرا دی اور حجاج کو بددعا دی۔

آخر میں حجاج نے کہا کہ میں تمہیں ایک لاکھ درہم انعام میں دیتا ہوں۔ آئندہ سے اس قسم کی گفتگو بڑے لوگوں کے ساتھ نہ کرنا۔ میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ اس لئے کہ ابھی تم چھوٹے ہو، تمہارا ذہن صاف ہے، اور تم اللہ پر بھروسہ کرنے والے ہو۔ اور دیکھو، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم کبھی اربابِ حکومت کے ساتھ اس قسم کی گفتگو مت کرنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ برداشت نہ کریں اور جس طرح ہم نے تمہیں معاف کیا ہے وہ معاف نہ کریں۔

لڑکے نے کہا معافی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تمہارے ہاتھ میں نہیں اور شکر بھی تمہارا نہیں۔ بلکہ اللہ رب العزت کے لئے ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ کبھی میں اور تم کسی مجلس میں دوبارہ آمنے سامنے نہ ہوں۔ یہ کہہ کر لڑکا دربار سے نکل گیا۔ حجاج نے کہا ''میرا دل کہتا ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو یقیناً ایک دن بہت بڑا آدمی بنے گا اور یہ عجوبہء وقت ہوگا۔ تاریخ میں ہے کہ یہ لڑکا زیادہ دن زندہ نہ رہا۔ حجاج نے ہی اسے زہر دے کر ختم کر دیا۔

I. (الف) الفاظ معنی

اردگرد	=	آس پاس	مسیں	=	مونچھیں
دائیں	=	سیدھے	آثار	=	نشانیاں
آرائش	=	سنوارنا	ذکاوت	=	ہوشیاری
ستیاناس	=	ہلاکت	فوج درفوج	=	جماعت در جماعت
ہاتھ دھرنا	=	ہاتھ باندھنا	فاسق	=	نافرمان
مرتکب ہونا	=	واقع ہونا	برص	=	کوڑھ کی بیماری / جذام

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:23 PM

پھبتیاں کسنا	=	برا بھلا کہنا	فصیح اللسان	=	بہترین زبان بولنے والا
صحرا	=	وہ جگہ جہاں ریت ہی ریت رہتی ہے	آثار	=	علامتیں
آرائش کرنا	=	سجانا ، سنوارنا	ستیاناس ہو	=	بربادی ہو
پروان چڑھنا	=	ترقی کرنا	باغی	=	نافرمان
امراء	=	امیر کی جمع	مالدار	=	خوش حال لوگ
کسیلی گفتگو	=	بے مزہ گفتگو	محمول کرنا	=	قیاس کرنا، مفہوم لینا

ہاتھ پر ہاتھ دھرنا (محاورہ) = بے کار رہنا، کوئی کام نہ کرنا

(ب) واحد کی جمع اور جمع کی واحد

قبیلہ	+	قبیلے	بربادیاں	-	بربادی
محل	+	محلات	صحراء	-	صحرائیں
جنت	+	جنّات	احساسات	-	احساس
برکت	+	برکتیں	افواج	-	فوج
پھبتی	+	پھبتیاں	گردنیں	-	گردن
شہادت	+	شہادتیں	اقسام	-	قسم
ٹیلہ	+	ٹیلے	عجائب	-	عجوبہ
مجلس	+	مجالس	تواریخ	-	تاریخ
لفظ	+	الفاظ	اشارے	-	اشارہ

(ج) جوڑ ملایئے:

الف	ب
1۔ حجاج بن یوسف	a) جماعت در جماعت
2۔ فوج در فوج	b) سیدھے
3۔ دائیں	c) جمع کرنا
4۔ اکٹھا کرنا	d) الفردوس
5۔ جنت	e) قبیلۂ ثقیف

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:24 PM

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ حجاج کا تعلق قبیلہء.....تھا۔ (ثقیف/ بنوتمیم/قریش/ بنوہاشم)

2۔ حجاج بہت زیادہ..... مشہور تھا۔ (رحم کے لئے/ظلم کے لئے/ ہمدردی کے لئے/سخاوت کے لئے)

3۔ لڑکے کی عمر.....تھی۔ (بارہ سال کی/بیس سال کی/تیس سال کی/ اٹھارہ سال کی)

4۔ لڑکے نے اپنی باتوں میں.....کا حوالہ دیا۔ (بزرگوں کے اقوال/قرآنی آیتوں/ اساتذہ کی باتوں/ والدین کی نصیحتوں)

5۔ لڑکے کی پیدائش.....میں ہوئی۔ (گھر/ہسپتال/ جنگل/صحرا)

6۔ امیرالمؤمنین سے مراد..... ہے۔ (غریب شخص/ مالدار شخص/مسلمانوں کا خلیفہ/ بادشاہ)

7۔ اس وقت کے خلیفہ کا نام.....تھا۔ (معتصم/عبدالملک بن مروان/عمر بن عبدالعزیز/ یزید)

8۔ امراء جمع ہے.....کی۔ (امیر/امیریں / امیراں/امیروں)

9۔ حجاج نے لڑکے کو.....انعام دینا چاہا۔ (ایک لاکھ درہم/ دس لاکھ درہم/ دولاکھ درہم/ ان میں سے کچھ بھی نہیں)

10۔ لڑکے کی موت..... سے واقع ہوئی۔ (قدرتی طور/ زہر دینے/ حادثہ/ بیماری)



III۔ مختصر ترین سوالات :

1۔ ''دلیر لڑکا'' یہ سبق کس کتاب سے لیا گیا ہے؟

2۔ ''دلیر لڑکا'' کے اہم کردار کون ہیں؟

3۔ حجاج بن یوسف نے قرآن مجید کی کیا خدمت کی ہے؟

4۔ حجاج نے لڑکے کو انعام میں کیا دینا چاہا؟

5۔ کیا لڑکا زیادہ دن زندہ رہا؟

IV. مختصر سوالات:

1۔ اس کہانی کے اہم کردار کون ہیں؟

2۔ بہادر لڑکے کی کیا خاص بات تھی؟

3۔ حجاج نے لڑکے سے کیا سوال کیا؟

4۔ امیرالمؤمنین سے کون مراد ہیں؟

5۔ لڑکے کی نظر میں امیرالمؤمنین نے کونسی غلطی کی؟

6۔ حجاج نے لڑکے کی گفتگو سن کر کتنی رقم دینی چاہی؟

7۔ ''اللہ تیرا چہرہ سفید کرے اور تجھے بلند کرے'' سے کیا مراد ہے؟

8۔ حجاج بن یوسف لڑکے کو کسے ہبہ کرنا چاہتا تھا؟

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:24 PM

V. تفصیلی سوالات:

1۔ لڑکے نے حجاج کے دربار میں کس طرح اپنی گفتگو کا آغاز کیا؟

2۔ حجاج اور لڑکے کے درمیان ہوئی بات چیت کو اپنے الفاظ میں پیش کیجئے۔

VI. (الف) دی گئی انگریزی عبارت کا مفہوم ادا کرتے ہوئے اردو میں ترجمہ کیجئے:

1. Union is Strength.
2. Where there is a will there is a way.
3. Work while you work , play while you Play.
4. Work is Worship.
5. The re is no rule for lying.

(ب) دئے گئے ضرب الامثال کے معنی بتایئے اور انھیں جملوں میں استعمال کیجئے:

1۔ جیسی نیت ویسی برکت

2۔ اللہ کی لاٹھی میں آواز نہیں

3۔ جب تک سانس تب تک آس

4۔ چراغ تلے اندھیرا

5۔ حرکت میں برکت ہے۔

عملی کام :

1۔ حجاج بن یوسف کے بارے معلومات فراہم کیجئے۔

2۔ حجاج بن یوسف کی چند خوبیوں کو کتابوں کے مطالعہ سے جمع کیجئے۔

3۔ آپ کے معلومات میں اس قسم کی کوئی کہانی یا واقعہ ہو تو اس کو اپنے ساتھیوں کو سنایئے۔

کیا تم جانتے ہو؟

- حجاج بن یوسف اموی دور کا ظالم حکمران تھا۔
- حجاج بن یوسف کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کو اعراب لگانا تھا۔
- حجاج بن یوسف جہاں ظالم و جابر تھا وہیں خداداد صلاحیتوں کا مالک بھی تھا۔
- اپنے مخالفین کو کسی بھی طرح حجاج ختم کر دیتا تھا۔ اور حق گو علما پر اس نے بہت ظلم ڈھائے۔
- حجاج بن یوسف کے متعلق مزید معلومات فراہم کیجئے۔

عقل مند آدمی اپنے آپ کو پست کر کے بلندی حاصل کرتا ہے اور نادان اپنے آپ کو بڑھا کر ذلت اٹھاتا ہے۔
دوسروں کے حال پر غور کرنے سے نصیحت حاصل ہوتی ہے۔
دولت، حکومت اور مصیبت میں انسان کی عقل کا امتحان ہوتا ہے۔
فضول امیدوں پر بھروسہ کرنے سے بچو، کہ یہ احمقوں کا سرمایہ ہے۔

حضرت علیؓ

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:25 PM

غزلیات

اکائی 2

غزل

مولانا ابوالبیان حمّاد

شاعر کا تعارف

نام عبدالرحمٰن خاں، قلمی نام ابوالبیان حماد 1924ء میں بمقام مالور پیدا ہوئے۔ آپ نے جامعہ دارالسلام عمر آباد میں 1936 میں داخلہ لیا اور یہیں سے مولوی فاضل کی سند حاصل کی۔ یہاں سے فراغت پانے کے بعد لاہور تشریف لے گئے جہاں آپ نے مدرسہ قاسم العلوم میں مولانا احمد علی صاحب سے تفسیر کا درس مکمل کیا۔ وہاں سے واپسی کے بعد 1946ء سے جامعہ دارالسلام میں درس و تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کو عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ آپ کا شمار ہندوستان کے جید علمائے دین میں ہوتا ہے۔ ایک پُر گو شاعر کی حیثیت سے بھی آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ شاعری میں آپ کو علاّمہ شاکر نائطی سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ کلام میں سوز و گداز اور تخیل میں بلندی اور گہرائی پائی جاتی ہے۔ ملک کے مقتدر جرائد ورسائل میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہتا ہے۔ آپ کی جو تصانیف زیور طبع سے آراستہ ہو کر مقبول ہوئیں ان میں ''توحید کی حقیقت''، ''تازیانے''، ''بھارت کی تاریخ کا ایک گم شدہ ورق'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ جامعہ دارالسلام سے نکلنے والے ماہنامہ رسالہ ''راہ اعتدال'' کے مدیر رہے ہیں۔

شاید نظام حق آرہا ہے — باطل بہت جو گھبرا رہا ہے
دنیا کا کیا اب انجام ہوگا — یہ سوچ کر دل پچھتا رہا ہے
انساں نے ایسے کرتب دکھائے — شیطان جس سے شرما رہا ہے
پھولوں کو جس پر رشک آرہا ہے — وہ غنچۂ دل کُملا رہا ہے
انسان ہے جو بے حد پریشان — اپنے کئے کا پھل پا رہا ہے
اسلام بڑھتا جا تا ہے ہر سو — طاغوت کچلا ہی جارہا ہے

حمّاد مجھ کو جو چاہتا تھا
وہ آج مجھ سے کترا رہا ہے

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:27 PM

I۔ الفاظ معنی

نظام = طریقہ

کرتب = کمال

رشک کرنا = حسد کرنا

قلب = دل

حزین = غم گین

تصور = خیال

ہر سُو = ہر طرف

طاغوت = سرکش

(ب) واحد جمع

کرتب	+	کراتب
غنچہ	+	غنچے
قلب	+	قلوب
تصور	+	تصورات
پریشانی	+	پریشانیاں



I۔ مختصر سوالات

1۔ شاعر ابوالبیان حمّاد کا پورا نام کیا ہے؟

2۔ حمّاد کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

3۔ ابوالبیان حمّاد کی چند مشہور تصانیف کے نام بتایئے۔

4۔ باطل کیوں گھبرا رہا ہے؟

5۔ دنیا کے بھیانک انجام کے خوف سے شاعر کے دلی جذبات کیا ہیں لکھئے۔

6۔ انسان اور شیطان کے ذکر سے شعر میں کس طرح کا حسن پیدا ہوا ہے؟

7۔ شاعر انسان کو کیوں پریشان دیکھ رہا ہے؟

کیا تم جانتے ہو؟

ماہیہ کسے کہتے ہیں؟

ماہیے کی تعریف :

ماہیے تین مصرعوں پر مشتمل ہے۔ نہایت مختصر نظم کو کہتے ہیں۔ یہ صنف جاپانی صنف ''ہائیکو'' سے مماثلت رکھتی ہے۔ ماہیے نظم کا پہلا اور تیسرا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔

مثال

موتی سے چمکتے ہیں
مٹی کے گھروندوں میں
کیا چاند دھکتے ہیں

شاعر اس ماہیے میں مہکتے ہوئے دانتوں اور موتیوں اور چاند سے تشبیہ دے رہا ہے، کیوں کہ منہ میں چمکتے ہوئے دانت موتی جیسے لگتے ہیں اور منہ مٹی کا ایک گھروندا جیسا لگتا ہے۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:27 PM

سرسری مطالعہ

اکائی 2

طوفان حیات کا ایک ورق

علامہ راشد الخیری

صادقہ بڑے باپ کی بیٹی تھی۔ اونچے گھر میں بیاہی گئی۔ ماں باپ کی چہیتی تھی، ساس سسروں کی عزیز ہوئی۔ میکے کی سرتاج تھی۔ سسرال میں راج کیا۔ تین ساڑھے تین سال شاندار زندگی بسر کرنے کے بعد پے در پے کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے، عمارت تو درکنار، دانت کریدنے کو تنکا تک نہ رہا۔ انعام اس کے چچازاد بھائی کو علم نہ تھا کہ ایک گھر پر حکومت اور خاندان پر سلطنت کرنے والی بیگم آج دو دانوں کی محتاج ہے۔ گھر پر جا کر آواز دی تو معلوم ہوا کہ گلی میں رہتی ہے۔ وہاں گیا تو ٹوٹی ہوئی کچی دیواریں اور پرانے کواڑ مصیبت کی ماری بہن کی غربت کا پتہ دے رہے تھے۔ کنڈی کھٹ کھٹائی تو ایک عورت نے دراڑوں میں آ کر جھانکا اور کہا ''اندر آ جاؤ'' اندر گیا تو عجیب سماں تھا۔ باپ کی پیاری اور سسرال کی راج دلاری اس ٹوٹے ہوئے کھنڈر میں زندگی بسر کر رہی تھی۔ میلے چکٹ کپڑے، جا بجا پیوند، چاروں طرف سے دوپٹہ سمٹ کر اوڑھا کہ پائجامہ کے پیوند ظاہر نہ ہوں۔ اور سلام کو جھک گئی۔ انعام نے تین برس بعد صادقہ کو دیکھا اس کا اگلا دور دورہ اور عروج آنکھوں کے سامنے تھا۔ کل کی بات تھی کہ رانی کی طرح زیور میں لدی اعلیٰ اور نفیس لباس پہنے تین تین چار چار مامائیں آگے، راج کر رہی تھیں۔ آج وہ سماں کوسوں دور تھا اور عیش کی یادگار صرف وہ دیکھنے والے رہ گئے تھے جنھوں نے انقلاب کی اس تصویر کا اقبال اس طرح پامال ہوتے دیکھا۔ دو پونے دو برس کا ایک بچہ گود میں تھا، اور یہ ننھی سی جان خدا کی شان یاد دلا رہی تھی کہ جس کی پیدائش میں بیسیوں جوڑے غربا کو تقسیم ہوئے اب کڑکڑاتے جاڑوں میں صرف آفتاب اس کے جسم کو سردی سے بچاتا تھا۔ چاہتی تھی کہ پان بنا کر بھائی کو دوں مگر خیال آیا کہ خود ہی شام سے خالی زردہ کھا رہی ہوں۔ پٹاری میں پان اللہ کا نام ہے۔ اس وقت صادقہ کی عجیب حالت تھی۔ ندامت کے مارے زمین میں گڑی جاتی تھی۔ آنکھیں نیچی، زبان بند، ہاتھ پاؤں ساکت، ایک بے جان جسم تھا جو سامنے کھڑا تھا۔ دو تین لمحے حالت طاری رہی اور پھر انعام نے کہا۔

یہ تمہاری حالت میں کیا انقلاب ہو گیا۔ سید صاحب کہاں ہیں؟

صادقہ : '' ان کا انتقال ہو گیا، مقروض تھے جو کچھ چھوڑا سب قرض میں چلا گیا''۔

انعام : ''مجھے تو اس کا علم ہی نہیں''

صادقہ : اپنی اپنی پریشانیوں میں سب گرفتار رہتے ہیں۔ کس کے پاس اتنا وقت ہے کہ دوسروں کی پریشانیاں معلوم کرے۔ آپ کے ہاں سب خیریت ہے؟

انعام : ''ہاں خدا کا شکر ہے کہ آج تمہاری بھابی جان کی گود بھر آئی ہے۔ تمہیں لینے آیا ہوں۔''

صادقہ : خدا مبارک کرے۔ میں نہایت خوشی سے چلتی، لیکن اب میں اس قابل نہیں رہی۔ اتنا کہہ کر صادقہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مگر ضبط کیا اور کہنے لگی۔ انشاءاللہ اور کسی موقع پر شرکت کی کوشش کروں گی۔

انعام : ''میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تم آج ہی شریک ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے چلی چلو۔ ایسا ہی ہے تو شام کو چلی آنا''۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:29 PM

صادقہ : دیر کا خیال نہیں ہے۔ کچھ اور سبب ہیں جن کی وجہ سے میں آج اس وقت مجبور ہوں۔''

انعام : ''تم یقین کرو۔ تمہاری شرکت سے مجھے بے حد خوشی ہوگی اور تمہارا انکار مجھے اس مسرت سے محروم کرنا ہے۔ جس کی میں تم سے توقع رکھتا ہوں''۔

صادقہ : حقیقت یہ ہے کہ جس شخص نے رفاقت کا وعدہ اور ہمیشہ ہمیشہ کے نباہ کا اقرار کیا تھا، اس کی مفارقت میری تمام اُمیدوں کو ختم کر گئی۔ خدا اس کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ میرے دل میں اب کوئی ارمان باقی نہیں۔ ہاں میرے چلنے سے اگر آپ کو خوشی میسر آسکتی ہے تو میں بسر وچشم حاضر ہوں۔ جس طرح بیٹھی ہوں چلی چلوں گی، مگر انعام بھائی تمہارے سسرال کے لوگ بھرے ہوں گے۔ میرے اس طرح چلنے سے آپ کی بے عزتی ہوگی۔ میرا خیال نہ کیجئے۔ آپ اپنی عزت اور بے عزتی تو سوچ لیجئے۔

انعام : کیا کہہ رہی ہو صادقہ! مال اور دولت انسان کے لئے وجہ عزت نہیں۔ تم تمام خاندان کے لئے مایہ ناز ہو۔ باپ دادا کی لاج اور بڑوں کی آن بان لئے بیٹھی عزت آبرو سے زندگی بسر کر رہی ہو۔ میں ڈولی لاتا ہوں۔ تمہارے چلنے سے ہمارا گھر منور ہو جائے گا اور یہ چھوٹی سی شادی یقیناً تم جیسی خاتون پر فخر کرے گی۔

صادقہ : اپنے بوسیدہ مکان سے چل کر بھائی کے ہاں پہنچی تو کیا دیکھتی ہے کہ عالی شان محل ہے جو عورتوں سے کھچا کھچ بھرا ہے۔ سونے چاندی کے زیور، گوٹے کے کپڑے چاروں طرف جگمگا رہے ہیں۔ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور زرق برق پوشاکوں نے گھر بھر کی رونق دوبالا کر دی ہے۔

صادقہ اس آرائش ظاہری سے قطعاً محروم تھی۔ مگر اس کی روح مسرت حقیقی سے لبریز اور دل عارضی جلوؤں پر ہنس رہا تھا۔ بھاوج کی طرف سلام کو چلی۔ مگر کپڑے میلے تھے جواب تو مل گیا، لیکن کوئی اور نہ ملا۔ بچہ کو لئے باہر انگنائی میں ایک پرانے تخت پر بیٹھ گئی۔ کھانے کا وقت آیا تو کیسی خاطر اور کس کی مدار۔ کسی نے جھوٹوں بھی بات نہ پوچھی۔ بھاوج کی اس غفلت کا احساس فطرت تھی۔ مگر اس کے سوا چارہ کیا تھا کہ بچہ جب بھوک سے بے تاب ہو کر زیادہ پھر کا تو بہلا کر سلا دیا۔ اور خاموش ہوگئی۔ دن بھر مارا مارا پیر جی کا جوڑا تیار ہوا۔ شام کو گود بھرائی ہوئی تو ہاجرہ کی بڑی بہن کی چار سال کی بچی کے دونوں دمکتے ہوئے سونے کے کڑے کسی نے صاف کر دئے۔

گھر بھر میں ڈھنڈیا مچ گئی۔ کونہ کونہ اور چپہ چپہ دیکھ ڈالا۔ مگر بیس تولے کے کڑے، سوئی تھوڑے ہی تھے کہ چھپ جاتے دفعتاً پیر کی آمد کا غلغلہ بلند ہوا تو سب بیویاں جس کا جدھر منہ اٹھا۔ کونے کھدروں میں جا گھسیں۔ پیر جی آئے تو دسترخوان بچھنے کی تیاریاں ہوئیں، لیکن انھوں نے منظور نہ کیا اور کہا: میں تو صرف آدھی رات کو ایک ٹکیا جوار کی کھاتا ہوں۔ تم لوگوں کا اصرار تھا اس لئے آ گیا۔

ہاجرہ کی ماں: ہمارا تو منہ نہیں کہ حضور کا شکریہ ادا کریں۔ آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے کہ خدا نے یہ دن دکھایا۔ ہم تو ناامید ہو چکے تھے۔ اب دیا ہے تو عمر کا دیجئے گا۔ چراغ کا جو حکم دیا تھا جلا دیا ہے۔

پیر جی : سب دیکھ لی جائے گی۔ تم لوگ پہلے تو احتیاط کرتے نہیں پیچھے ہم کو ستاتے ہو۔ ہم کو ہاجرہ کے علاج میں بہت دِقّت ہوئی۔

ہاجرہ کی ماں: خدا حضور کی عمر دراز کرے۔ ہماری تو اگر کھال کی جوتیاں بھی حضور پہنیں تو عذر نہیں۔ یہ کپڑے جوڑ کے لائق تو نہیں ہیں مگر ہمارا دل بڑھ جائے گا۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:30 PM

پیر جی : اچھا اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو خیر کسی نہ کسی کے کام آ ہی جائیں گے۔

ہاجرہ کی ماں: حضور آج ایک واردات ہوگئی۔ابھی ابھی حضور کے آنے سے پہلے کسی کمبخت نے بچی کے کڑے اتار لئے۔کس نے کیا ہے ہم کو خود اچھی طرح معلوم ہے۔اب حضور وہ نکلوا دیں۔

پیر جی : (کچھ تامل کے بعد) ابھی تو کڑے اس کے پاس موجود ہیں اس سے کہہ دو کہ اگر ہنسی خوشی نہ دے گی تو تہس نہس کر دوں گا۔ کیوں تم ایسے چوروں کو گھر میں گھسنے دیتے ہو۔

ہاجرہ کی ماں: حضور سگے چچا کی بیٹی ہے۔اس لئے بلا لیا تھا۔صادقہ! اری صادقہ یہاں تو آ حضور فرما رہے ہیں۔کہ اگر سیدھی طرح کڑے نہ دئے تو غارت کر دوں گا۔

پیر جی : ایک کوری بدھنی پانی بھر کر لاؤ۔کاغذ،قلم،دوات دو اور سب مہمانوں کے نام لکھوا دو۔میں ابھی چور کا نام نکال دیتا ہوں۔

پانی بھری ہوئی بدھنی ایک طرف سے پیر جی نے دوسری طرف سے انعام نے انگلی پر رکھی اور پیر جی کچھ پڑھتے گئے۔ٹونٹی میں ایک ایک کر کے ناموں کے پرزے ڈالتے جاتے تھے۔ایک نام پر بدھنی کی گردش پر پرزہ نکال کر دیکھا تو صادقہ کا نام تھا۔پیر جی کی فال اور کچھ چوری چھپے نہیں،سب کے روبرو اور ہر ایک کے سامنے۔اب صادقہ کو چور سمجھنے میں کیا کسر باقی رہ گئی تھی یقین کامل ہو گیا۔اپنے اپنے طور پر سمجھا کر بجھا کر ڈانٹ کر ڈپٹ کر،غصہ سے پیار سے جس سے جس طرح ہو سکا،کڑوں کے نکلوانے کی کوشش کی۔جب کامیابی نہ ہوئی تو خود انعام نے کہا:

صادقہ دو چار روپیہ کا مال ہوتا تو مضائقہ نہیں تھا۔چار ساڑھے چار سو کے کڑے ہضم کر لینا آسان بات نہیں ہے۔میں خدا سے ڈر کر اور تم پر رحم کھا کر لایا تھا۔یہ خبر نہ تھی کہ تم اللہ کی عنایت سے سب گنوں پوری ہو اور ایسا کلیجے میں ہاتھ ڈالو گی کہ سب تڑپتے ہی رہ جائیں گے۔اتنا کچھ کہا جا رہا ہے اور تم پر خاک اثر نہیں ہوتا۔یہ میں جانتا ہوں کہ کچی نہیں دھاڑی چور ہو پہلا موقع نہیں جو ڈرانے میں آ جاؤ گی۔مگر یاد رکھو میں بھی داروغہ ہوں۔ دم بھر میں اگلوا لوں گا۔ ابھی تو منہ ہی سے کہہ رہا ہوں۔پھر تم جانتی ہو میرا غصہ کیسا ہے۔اب بھی کچھ نہیں گیا۔کسی بہانہ سے اِدھر اُدھر ڈال دو، آئندہ تم کو اختیار ہے۔

صادقہ کو اس وقت دین و دنیا کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔آنکھیں نیچی تھیں۔جس سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔اس کی گود میں بچہ تھا جو بے خبر پڑا سو رہا تھا۔وہ ساکت تھی خاموش تھی اور بس نہیں چلتا تھا کہ زمین میں گڑ جائے۔سیکڑوں عورتوں کی نگاہیں اس کے چہرہ پر تھیں۔اس کی حالت ظاہری،اس کے میلے کچیلے کپڑے،اس کی افلاس و مصیبت،چوری کا پورا یقین دلا رہے تھے۔اس کے دل میں رہ رہ کر جوش اٹھتا تھا اور وہ سوچتی تھی اب اس سے زیادہ نازک وقت اور مصیبت کا دن کیا ہوگا۔شوہر گیا،دولت گئی،چین گیا،آرام گیا،پہننے کو چیتھڑا نہ رہا،رکھنے کو تھیلی نہ رہی ماں باپ، ساس سسر، سب رخصت ہوئے۔ ایک تھوڑی سی آبرو باقی تھی آج وہ بھی چلی گئی۔ جو لوگ عیش کرتے تھے جن کی آنکھوں نے گھر والی اور بااختیار دیکھا تھا، اب ان کے سامنے چور بنی کھڑی ہوں۔اللہ اللہ کیسا دردانگیز سماں ہے۔ دفعتاً اس نے آنکھ اوپر اٹھائی،انعام کی طرف دیکھا اور کہا:

''کچھ شک نہیں خدا نے آپ سب کو جو عزت دی ہے میں اس وقت اس سے محروم ہوں۔میری بابت جو کچھ کہا جائے ٹھیک ہے۔میں مفلس ہوں مجھ پر الزام لگ سکتا ہے۔بے وارثی ہوں جس کا جو جی چاہے کہہ لے۔آپ کے گھر پر ہوں۔جو کچھ سنوں درست۔ آپ کے قبضہ میں ہوں جو کہا جائے ٹھیک۔مگر وہ بدنصیب جس نے خدا سے کیا کسی بندے سے بھی جھوٹ نہ بولا، تم کو یقین دلاتی ہے کہ چھ پہر کی بھوکی صرف اس کونے میں بیٹھی رہی۔میں نے تمہاری خوشیاں،تمہاری رسمیں آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں۔تم نے مجھ کو گھر پر بلا کر میری آبرو لی۔ میں بے گناہ

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:31 PM

ہوں گو اس قابل نہیں ہوں کہ تمہارے برابر بیٹھ سکوں مگر چور نہیں ہوں ۔ میں نے تمام عمر کبھی قسم نہیں کھائی ۔لیکن اس وقت کہتی ہوں کہ میری بے گناہی کا شاہد صرف وہ ہے جس کی نگاہ میں میرا افلاس اور تمہارا مال دونوں برابر ہیں ۔ سب کھو چکی ۔میرے سر سے وارث اٹھ گیا ۔ میری جائداد برباد ہوئی ۔میری کمائی لٹ گئی ، لیکن عمر بھر کی پونجی ، زندگی کا سرمایہ، دنیا کی کل کائنات ،صرف یہ ایک معصوم لال میری گود میں ہے ۔تم صاحب اولاد ہو۔میری مامتا کی قدر کرو۔ میں اس بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتی ہوں ۔ میں نے تمہارے کڑے نہیں لئے ۔ میں جب سے آئی ہوں تمہارے گھر سے باہر نہیں نکلی ۔ میں تنہا ہوں ۔ میرا بچہ بغیر میری مدد کے چل بھی نہیں سکتا ۔تم میری تلاشی لے لو اور اس جرم کی سزا دو کہ جب میں اس لائق نہ رہی تو کیوں تم لوگوں کی خوشی میں شریک ہونے کی خواہش مند ہوئی ۔

مجھ کو گھر سے نکال دو ۔میرے پاس کچھ نہ تھا ۔ ہاں یہ تھوڑی سی عزت باقی رہ گئی تھی وہ یوں ختم ہوگئی ۔باپ دادا کی وقعت ، بزرگوں کی آن شوہر کی لاج ،سسرال کی عزت ،اس وقت مجھ بدنصیب نے گنوادی ۔میری مصیبت ہمدردی کی محتاج ہے ۔اپنے بچوں کا صدقہ مجھ کو اب زیادہ رسوا نہ کرو ۔ اگر تمہارا ظلم میری ذات تک رہتا تو شکایت نہ تھی ۔تم نے اس بے زبان پر اس ننھی سی جان پر ، اس معصوم روح پر ستم توڑا ۔اگر یہ زندہ رہا تو اس کی عمر برباد ہوئی ۔عزیزی اس سے نفرت کریں گے ۔ دوست اس پر لعنت بھیجیں گے اور ماں کی چوری اس کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہوگا ۔تم با اختیار ہو قدرت رکھتے ہو ۔عزت رکھتے ہو ۔خدا نے تم کو دولت دی حکومت دی اطمینان دیا ۔راحت دی ۔جس نے تم کو خوشی کا دن دکھایا ، اسی کا واسطہ دیتی ہوں میرے درپے نہ ہو ۔ میں دنیا کی بدترین مخلوق اور انقلاب کی بہترین تصویر ہوں ۔ میرا دل زخمی ہے ۔ میرے زخم ہرے ہیں میرا کلیجہ چھلنی ہے ۔ میرے زخم تازے ہیں ۔ میں بے بس ہوں ۔ بے کس ہوں ۔ دکھیاری مصیبت کی ماری ۔ میری حالت قابلِ رحم ہے مجھ پر رحم کرو ۔ مالک ہو مختار ہو ، کہہ سکتے ہو ۔تمہاری عنایت و کرم کی محتاج ہوں بے قصور ہوں ۔ میں نے تمہارے کڑے نہیں دیکھے ۔انعام بھائی میرے وارثِ شرعی ہو ۔ خدارا مجھ کو بچاؤ ۔اس مصیبت سے نجات دلواؤ ۔ میری مشکل آسان کرو ۔ اللہ تم پر رحم کرے گا ۔ میں عہد کرتی ہوں کہ آج کے بعد اب کہیں آنے جانے کا نام نہ لوں گی ۔ مجھ کو ڈولی لا دو ۔ میں چلی جاؤں ۔

پیر جی : کیا چاتر عورت ہے ۔قینچی کی طرح زبان چل رہی ہے ۔خدا کا کلام جھوٹا ہے جھوٹے ۔کم بخت ، چور ، مکّار ۔

جس جس کے منہ میں جو کچھ آیا کہنے میں اور سنانے میں کمی نہ کی ۔ بدنصیب حسرت سے ایک ایک کا منہ تکتی تھی کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ ایمان کی بھی بولے ۔مگر چاروں طرف سے لعنت و پھٹکار پڑ رہی تھی ۔ گیارہ بجے کے قریب نذر دنیا ہو چکی ۔تو پیر جی اپنا جوڑا نقد روپیہ اور کھانا لے کر چلتے بنے ۔ مگر چلتے چلتے اتنا اور کہہ گئے ۔ ''خدا کی شان ہے ولیوں کے ہاں بھوت ، مولویوں کے ہاں ایسی سپوت لڑکی پیدا ہو ، جو اچھے اچھے دہاڑیوں کے کان کترے صبح تک راہ دیکھ لو دے دے تو خیر ۔نہیں تو تھانہ دار کے سپرد کر دینا''

تھانہ دار کا نام سنتے ہی صادقہ تھرّا اٹھی ۔ جانتی تھی کہ پیر جی کا حکم ٹل نہیں سکتا ۔صبح ہوتے ہی تھانہ دار آجائے گا ۔اس بکرے کی طرح جو قصائی کی آبدار چھری سے ڈر کر چاروں طرف چھپنے کی کوشش کرے ، تھر تھر کانپ رہی تھی ۔ ہر طرف نگاہ دوڑاتی تھی مگر کوئی ایسا نظر نہ آتا کہ اس آڑے وقت میں کام آجائے ۔ پیٹ میں ہول اٹھ رہے تھے ۔اٹھتی تھی ، ٹہلتی تھی ، بیٹھتی تھی ، سوچتی تھی ، بیٹھتی تھی ۔خیال آیا کہ اے بدنصیب ! تجھ سے بڑھ کر بے عزت کون ہوگا ۔ دنیا کو موت آرہی ہے ۔ کیسے کیسے پیارے آنکھوں کے سامنے سے اٹھ گئے اور میں کمبخت اس دن کو زندہ رہ گئی ۔ کہ باپ دادا کی ناک کاٹ دوں تیری شان تجھی کو سزاوار ہے ۔جس کی پالکی پر دوہرے پردے پڑے دیکھے اسے تھانے دار کے سامنے برقع بھی نصیب ہوتا ہے یا نہیں ۔سجدہ میں گری اور گڑگڑا کر کہا ۔'' آقا ! بدنصیب لونڈی تیرے حضور میں حاضر ہے ۔ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی ۔ دنیا بے خبر ہے مگر تو باخبر سب سوتے ہیں اور تو جاگتا ہے ۔صبح قریب ہے اور آرہا ہے وہ وقت جب ایک غیر مرد کا آمنا سامنا اور نامحرم نگاہیں میرے چہرے پر ہوں

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:33 PM

گی۔جس کا پلّہ بھی محلّے والوں نے نہیں دیکھا۔جس کی پرچھائیں تک نوکروں کو دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔آج دنیا اس کے ساتھ یہ سلوک کرتی ہے۔ اس وقت ظالموں سے بچانے والا کوئی نہیں۔مولا تیرے سامنے آئی ہوں۔میری فریادسن! دلوں کے حال دیکھنے والے! آنے والا وقت مجھ کو نہ دکھا۔بچا بچا مولا بچا!!۔

ماں باپوں کی بیٹیاں اور عفت وعصمت کی وہ دیویاں جن کے دامنوں پر فرشتے نماز پڑھیں۔زندگی کی کسوٹی پر سونے کی طرح چمکیں اور کندن کی طرح دمکیں۔صادقہ بظاہر بے وارثی محتاج،فقیر،سب ہی کچھ تھی۔مگر اس کے میلے کپڑوں پر مصالحہ دار پوشاکیں قربان اس کے افلاس پر تمول نثار اور اس کے ننگے بدن پر جھالے بالے فدا تھے، اس کی التجاؤ کھتے ہوئے دل سے نکلی اور عرش بریں پر پہنچی۔کہتے ہیں زخمی دل کی صدا خالی نہیں جاتی۔یہ تھا یا جو کچھ تھا۔بھائی کی جانب سے نا اُمید ہوکر جب حقیقی وارث سے التجا کی تو اس کی دعا قبول ہوئی۔ سجدہ میں تھی کہ جی متلایا۔،قے ہوئی، اور ایک تین ہی گھنٹے میں دو دن کی بھوکی مہمان کی حالت بھائی کے در پر خراب ہونی شروع ہوگئی۔تین بجے کے وقت جب زیادہ طبیعت بگڑی اور ہلنے کی طاقت نہ رہی تو بچہ کی مفارقت کا خیال آیا۔دل نے بے ساختہ صدا دی۔کہ کلیجہ کا ٹکڑا ماں کے پکھولے سے ہمیشہ کو چھوٹتا ہے۔پرورش تو درکنار کوئی اتنا بھی نہیں کہ سر پر ہاتھ پھیر دے گا۔کچھ عمر بھی تو نہیں نگوڑا تیسرے ہی سال میں ہے۔بات بھی کرنی نہیں آتی آج اس کی ضدیں اور ہٹ سب ختم ہوتی ہیں۔ابھی میرے ہوش وحواس درست ہیں ایک دفعہ کلیجہ سے لگالوں آ میری جان آ۔پیار کی نگاہیں اور محبت بھری نظریں آج ہمیشہ کو بند ہوتی ہیں۔ سینہ سے لگانے والی ماں اور اس کے چاند سے مکھڑے پر قربان ہونے والی خدمت گزار رخصت ہوتی ہے لپٹالوں۔لپٹالوں۔کوئی اتنا نہیں۔جس کے ہاتھ میں دوں خیر سب سے بہتر وارث خدا ہے۔پیاس کی شدت زیادہ ہوئی۔اٹھنے کا ارادہ کیا۔جوں توں اٹھی بھی مگر دو ہی قدم چلی تھی کہ سر چکرایا اور دھڑ سے گری۔

بیس بائیس برس کی زندگی کا نتیجہ صرف بچہ تھا جو اس وقت ماں کے پاس تھا۔اسی کا سہارا لے کر اٹھی اور پھر لپٹی اس کے ننھے ننھے ہاتھ آنکھوں سے لگائے پیار کیا۔گلے میں ہاتھ ڈال کر زور سے بھینچا۔کہنے لگی ''الٰہی زندہ رکھنا ہے تو عزت سے ورنہ بے عزتی کی زندگی سے موت بہتر''۔

مؤذن اذان دے رہا تھا کہ دروازہ پر چند آدمیوں کی آواز آئی اور ایک شخص نے بآواز بلند کہا مولانا! باہر آیئے۔تھانے دار صاحب آئے ہیں۔یہ آپ کی ماما کڑے بیچتے ہوئے پکڑی گئی ہے۔تھانے دار کا نام سنتے ہی صادقہ کی حالت اور بھی ردی ہوگئی۔بھائی کو پاس بلا کر ہاتھ جوڑے اور کہا۔ خدا کا واسطہ مجھ پر رحم کرو۔میں نے تمہارے کڑے نہیں لئے۔



I. **مختصر سوالات:** 1۔ ''طوفانِ حیات کا ایک ورق'' اس کہانی کے اہم کردار کون ہیں؟

2۔ راشد الخیری کے بارے میں چند جملے لکھئے۔

3۔ انعام اور صادقہ کے درمیان کیا رشتہ تھا؟

4۔ انعام کے گھر والوں نے صادقہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

5۔ انعام کے گھر میں کونسی چیز چوری ہوگئی تھی؟

6۔ چوری کا الزام کس پر ڈالا گیا؟

7۔ آخر کار گم شدہ چیز کہاں سے ملی؟

II. **تفصیلی سوالات:**

1. اس کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔
2. راشد الخیری نے اردو زبان وادب کی کیا خدمات کی ہیں تفصیل سے لکھئے۔

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:35 PM

اکائی 2

صنائع وبدائع

حسن تعلیل

حُسنِ تعلیل

تعلیل کا مطلب ہے وجہ اور سبب بیان کرنا، صنائع معنوی میں شاعر کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے کسی بات کا وہ سبب بیان کرتا ہے جو حقیقت میں اسکا سبب نہیں ہوتا. (جو شاعر بیان کرتا ہے)

مثال : i) پیاسی تھی جو سپاہ خدا تین رات کی ساحل سے سر پٹکتی تھیں موجیں فرات کی (انیسؔ)

تشریح : ساحل سے موجوں کا ٹکرانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ ہوا کی وجہ سے ہے لیکن شاعر نے یہاں ان کی ایک نئی وجہ بتاتے ہوئے کلام میں جدت پیدا کی ہے کہ حضرت امام حسینؓ اور ان کے رفقاء پر تین دن سے پانی بند ہے۔ وہ پیاسے تھے۔ اس لئے اُن کے غم میں اُن کی پیاس بجھانے کے لئے دریائے فرات کی موجیں تڑپ تڑپ کر ساحل سے اپنا سر ٹکرا رہی تھیں۔ اسی کو صنعت حسنِ تعلیل کہتے ہیں۔

مثال : ii) خدا جانے صبا ہر روز کیا پیغام لاتی ہے کہ پہروں کانپتے رہتے ہیں تنکے آشیانوں کے

تشریح : ہوا کے ساتھ آشیانے کے تنکوں کا ہلنا لازمی بات ہے۔ مگر شاعر اپنے کلام میں ندرت پیدا کرنے کے لئے کہتا ہے کہ صبا (ہوا) معلوم نہیں کہ کونسا ایسا پیغام لائی ہے جس کو سن کر تنکے خوف سے کانپنے لگتے ہیں۔ یہ صرف شاعر کی اختراع ہے ورنہ تو حقیقت یہ ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے تنکے ہلتے ہی ہیں۔ مگر یہاں کلام میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے ہوا کے ذریعہ پیغام سن کر کانپنا حسین توجیہ ہے۔

اوقاف PUNCTUATION

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے

نام	علامت	انگریزی نام	مفہوم	موقعۂ استعمال	مثال
تفصیلیہ	:-	Colon and dash	رابطہ اور خط یعنی تفصیل بتانے والا	یہ علامت عام طور پر کسی طویل اقتباس کو یا کسی فہرست کو پیش کرتے وقت استعمال ہوتی ہے	مرزا غالب فرماتے ہیں :- ہندوستان کے بڑے شہر یہ ہیں:- ممبئی، چنئی

unit 2ff
Monday, August 06, 2018 12:31:36 PM

حصّہ نظم

اکائی 3

تعلیم سے بے توجّہی کا نتیجہ

خواجہ الطاف حسین حالؔی (مسدّس حالؔی)



اس نظم کے شاعر الطاف حسین حالؔی ہیں۔ شاعر نوجوانوں کو علم و ہنر کی طرف رغبت دلا کر اس سے بے توجہی اور غفلت کے نتائج سے آگاہ کرا رہے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ تعلیم ہی وہ دولت ہے جس کے ذریعہ سے آدمی عزت، شرافت اور ترقی کے اعلیٰ منازل طے کر سکتا ہے۔ جس کے پاس یہ دولت نہیں، وہ بے ہنر ہے۔ ایسا آدمی ہمیشہ دوسروں کی مدد کا محتاج رہتا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- صنف نظم مسدس کا تعارف کرانا۔
- نظم کی لفظی و معنوی خوبیوں کو واضح کرنا۔
- کلام اور صاحب کلام کا مکمل تعارف کرانا۔
- علم و ہنر کی ضرورت اور اہمیت کو طلبہ کے دلوں میں اجاگر کرنا۔
- طلبہ کے اندر عمدہ عادات و اطوار پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔
- جہالت کے دائمی نقصانات سے طلبہ کو متنبہ کرانا۔



خواجہ الطاف حسین حالؔی

مسدّس کی تعریف

مسدس اس نظم کو کہتے ہیں، جس میں چھ چھ مصرعوں کے بند پائے جاتے ہوں۔ ان چھ مصرعوں میں چار ہم قافیہ یا ہم ردیف ہوتے ہیں اور باقی دو مصرعوں، یعنی پانچواں اور چھٹا مصرعہ الگ قافیہ اور ردیف رکھتا ہے۔ مسدس کو اردو شاعری میں بہت مقبولیت حاصل ہے۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:46 AM

مصنف کا تعارف



خواجہ الطاف حسین حالؔی 1837ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ جوانی میں دہلی آئے ، جہاں غالبؔ اور شیفتہؔ کی صحبت سے استفادہ کیا۔ شاعری کی ابتدا غزل سے کی۔ لاہور میں نئی نظم کی تحریک سے وابستہ رہے۔ وہ سرسید تحریک کے سب سے اہم اراکین میں تھے۔ وہ اردو کے اولین نقاد تھے۔ ساتھ ہی مستند سوانح نگار اور صاحب طرز انشاء پرداز بھی تھے۔ ''مقدمہ شعر و شاعری'' حالؔی کی مشہور کتاب ہے، جسے اردو تنقید کی پہلی کتاب مانا جاتا ہے۔ انھوں نے اصلاحی موضوعات پر بہت سی نظمیں کہیں جن میں ''چپ کی داد''، ''بیوہ کی مناجات'' اور ''مدوجزر اسلام'' خاص اہمیت کی حامل ہیں۔

حالؔی انگریزی سے بھی واقف تھے۔ ان کی طبیعت پر مغربی خیالات کا بہت اثر ہوا۔ نئے نئے عنوانات اور موضوعات پر نظمیں لکھیں جن میں سادگی روانی اور تاثیر پائی جاتی ہے۔ حالؔی ایک اچھے نثر نگار بھی تھے۔ ان کی نثری تصانیف میں ''حیات جاوید'' ''یادگار غالب'' اور ''مقالاتِ حالی'' کو اردو ادب میں خاص مقام حاصل ہے۔ 1914ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

جنھوں نے کہ تعلیم کی قدر و قیمت — نہ جانی مسلّط ہوئی ان پہ ذلّت
ملوک اور سلاطیں نے کھوئی حکومت — گھرانوں پہ چھائی امیروں کے نکبت
رہے خاندانی نہ عزّت کے قابل
ہوئے سارے دعوے شرافت کے باطل

نہ چلتے ہیں واں کام کاریگروں کے — نہ برکت ہے پیشہ میں پیشہ وروں کے
بگڑنے لگے کھیل سوداگروں کے — ہوئے بند دروازے اکثر گھروں کے
کماتے تھے دولت جو دن رات بیٹھے
وہ ہیں اب دھرے ہاتھ پر ہاتھ بیٹھے

یہ ہیں ترک تعلیم کی سب سزائیں — وہ کاش اب بھی غفلت سے باز اپنی آئیں
مبادا رہِ عافیت پھر نہ پائیں — کہ ہیں بے پناہ آنے والی بلائیں
ہوا بڑھتی جاتی سرِ رہ گذر ہے
چراغوں کو فانوس بن اب خطر ہے

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:47 AM



حاصل کلام

شاعر مولانا الطاف حسین حالؔی نوجوانوں سے مخاطب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ علم و ہنر ایک ایسی دولت ہے جس کے ذریعہ انسان ترقی کے اعلیٰ مقام کو پہنچ سکتا ہے۔ جس کے پاس یہ دولت نہیں، وہ سست، کاہل اور نااہل ہو جاتا ہے۔ ایسا آدمی نہ خود ترقی کر سکتا ہے اور نہ قوم و ملت اور ملک کی ترقی میں کوئی مدد کر سکتا ہے۔ ایسا آدمی ہمیشہ دوسروں کا محتاج بن جاتا ہے۔ اس طرح وہ جہالت کا بوجھ تو خود اٹھاتا ہی ہے، اور دوسروں پر بھی ایک بوجھ بن جاتا ہے۔ اس لئے ہر انسان کو علم و ہنر حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جہالت سے دور رہنے کی فکر کرنی چاہئے۔

I۔ i) معنی اور اشارے

ذلت	=	رسوائی	ناظم	= انتظام کرنے والا
نکبت	=	افلاس / بدحالی	تاراج	= حکومت
شرافت	=	بزرگی	اثاثہ	= سرمایہ
طبیب	=	ڈاکٹر/حکیم	عاریت	= قرض / ادھار
مطب	=	دواخانہ	فانوس	= شمع دان
مسلّط ہونا	=	وہ جو کسی پر غالب کر دیا جائے	نشتر	= زخم چیرنے کا اوزار
فلسفی	=	محقق / فلاسفر	مَلِک	= بادشاہ
مناظر	=	بحث کرنے والا		

ii) واحد جمع

ملک	+	ملوک
سلطان	+	سلاطین
طبیب	+	اطباء
زیور	+	زیورات
اثاثہ	+	اثاثے

iii) اضداد

امیر	×	غریب
شرافت	×	رزالت
پست	×	بلند
مشرق	×	مغرب
عزت	×	ذلت
حق	×	باطل

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:47 AM

iv۔ جوڑ ملایئے۔

i) چپ کی داد	a) حکومت
ii) حق کی ضد	b) غالب وشیفتہ
iii) تاراج	c) تنقید
iv) دہلی	d) الطاف حسین حالی
v) مقدمہ شعروشاعری	e) باطل

II۔i) ذیل کے اشعار کی تشریح کیجئے۔

(a) کماتے تھے دولت جو دن رات بیٹھے
وہ ہیں اب دھرے ہاتھ پر ہاتھ بیٹھے

(b) نہ برکت ہے پیشہ میں پیشہ وروں کے
ہوئے بند دروازے اکثر گھروں کے

(c) ہوا بڑھتی جاتی سرِ رہ گذر ہے
چراغوں کو فانوس بن اب خطر ہے

ii) مصرعے مکمل کیجئے

رہے خاندانی نہ عزت کے .....
ہوئے سارے دعوے شرافت کے .....
یہ ہیں ترک تعلیم کی سب .....
وہ کاش اب بھی غفلت سے باز اپنی .....



III. صحیح جواب تلاش کیجئے اور لکھئے:

1۔ حیات جاوید کے مصنف ..... ہیں۔ (غالبؔ / حالیؔ / سرسیّدؔ / میرؔ)
2۔ تعلیم سے بے توجہی یہ نظم.....کی شکل میں ہے (مسدّس/مخمس/مثلث/رباعی)
3۔ ''ملوک'' کا واحد ..... ہے (مالک/ملک/املاک/ممالک)
4۔ سلاطین کا واحد ..... ہے (سلطان/سلطانین/سلطنت/سلطنتیں)
5۔ نکبت کے معنی..... (بے غیرتی / بے عزتی / بدحالی / بدنصیبی)

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:48 AM

IV. مختصر ترین سوالات۔

1۔ مولانا الطاف حسین حالؔی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ مسدس میں کتنے مصرعے پائے جاتے ہیں؟

3۔ حالؔی کی چند مشہور نظموں کے نام لکھئے۔

4۔ دہلی میں حالؔی نے کن عظیم شخصیتوں کی صحبت سے استفادہ کیا؟

5۔ 'مدوجذر اسلام' کے مصنف کون ہیں۔

V۔ مختصر سوالات:

1۔ حالؔی کی چند نثری تصانیف کا تذکرہ کیجئے۔

2۔ حالؔی کے مطابق تعلیم کے ناقدروں کا حال کیا بنا؟ لکھئے۔

3۔ '' الطاف حسین حالؔی اردو کے اولین نقاد ہیں'' اس خیال پر تبصرہ کیجئے۔

VI۔ تفصیلی سوالات:

1۔ حالؔی نے ترک تعلیم کے نقصانات اور اس کی سزاؤں کو جس ترکیب و ترتیب سے بیان کیا ہے اُ کا احاطہ کیجئے۔

2۔ ''تعلیم سے بے توجہی کا نتیجہ'' اس نظم کے تناظر میں تعلیم کی اہمیت و افادیت کو اُجاگر کیجئے۔



VII۔ عملی کام

i) اس نظم میں قافیے اور ردیف کا استعمال بہت ہی خوبصورت طریقے اور سلیقے سے ہوا ہے۔ جیسے

؎ رہے خاندانی نہ عزت کے قابل ہوئے سارے دعوے شرافت کے باطل

اس شعر میں 'عزت اور شرافت' قافیہ، اور' قابل اور باطل' ردیف ہیں۔ آپ بھی اس نظم میں اس طرح کے چند اور قوافی و ردائف کی نشاندہی کر کے اپنی کاپی پر لکھئے اور اپنے استاذ کو دکھایئے۔

ii) الطاف حسین حالؔی کو ''سرسید تحریک'' کا ایک اہم رکن مانا جاتا ہے۔ آپ اس تحریک کے دوسرے اراکین کے بارے میں معلومات جمع کر کے اُسے ایک تحریری شکل دیجئے۔



مخمس کسے کہتے ہیں؟

پانچ مصرعوں میں لکھی جانے والی نظم مخمس کہلاتی ہے۔



مزید استفادہ کے لئے کتابیں

حیات جاوید مولانا الطاف حسین حالؔی

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:49 AM

حصّہ نثر

اکائی 3

آسمان جنوب کے سات ستارے



پیش لفظ

اس مضمون میں صوبہ تمل ناڈو سے تعلق رکھنے والے ممتاز ادباء وشعراء کی زندگی کے حالات اوران کی علمی وادبی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں نہ صرف مرد حضرات، بلکہ خواتین نے بھی ادبی دنیا میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

سیکھنے کے مقاصد

- مضمون میں ذکر کئے گئے ادباء وشعرا کی زندگی کے حالات معلوم کرنا۔
- ان کی علمی وادبی خدمات کے متعلق معلومات فراہم کرنا۔
- ان کی اچھی نظموں اور غزلوں کے سلسلے میں طلباء جانکاری حاصل کرنا۔
- ان کے افسانوں اور کہانیوں میں پائی جانے والی خوبیوں کو اجاگر کرنا۔
- ان کے افسانوں اور کہانیوں کے ذریعہ سماج، سوسائٹی کے اصلاحات کی نشاندہی کرنا۔
- طلباء کے اندر مذکورہ شخصیات کی طرح علمی وادبی صلاحتیں پیدا کرنے کے جذبہ کو اُبھارنا۔

مصنف کا تعارف

یہ مضمون تمل ناڈو کے ایک مشہور ومعروف شاعر، نقاد اور مضمون نگار محمد یعقوب اسلم کی تصنیف ''مٹی کی خوشبو'' سے ماخوذ ہے۔ اس میں انہوں نے تمل ناڈو کے بعض اہم علمی اور ادبی شخصیتوں کا تعارف کرایا ہے۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:49 AM

(1) کوی کوعبدالرحمٰن

عبدالرحمٰن کی مادری زبان اردو اور تعلیمی و تدریسی زبان تمل ہے۔انہوں نے چودہ برس کی عمر ہی سے مشاعروں میں شرکت کی۔ ابتداء ہی سے آپ کی شاعری اور آپ کی جدت اور اظہار کی جرات نے بڑے بڑے شاعروں کو چونکنے پر مجبور کر دیا۔تمل عوام نے آپ کو ''کوی کو'' (سلطان الشعراء) کا خطاب دیا جو ادبی دنیا میں آپ کی ایک مستقل شناخت بن گیا۔اس بے مثال شاعر کا جنم 09.11.1937 کو مدورائی میں ہوا۔ان کے والد سید احمد مہدی تھے اور ان کے دادا سید اشرف اردو اور فارسی کے عالم اور شاعر تھے۔ دادی عزیزہ بیگم کا تعلق نوابین آرکاٹ کے خاندان سے تھا اس طرح عبدالرحمٰن کا تعلق ایک باوقار مذہبی اور علمی گھرانے سے تھا۔

''کوی کو'' کو تمل کی اکثر بڑی ادبی تقریبات، مشاعروں اور کانفرنسوں میں مدعو کیا جاتا تھا۔ممبئی، کلکتہ، نئی دہلی اور سری لنکا کے علاوہ عالمی ادبی کانفرنسوں میں بھی انہوں نے شرکت کی اور مقالے پڑھے ہیں جشن جمہوریت کے موقع پر نئی دہلی کے بین اللسان مشاعرہ میں تمل زبان کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے بہترین اشعار سے سامعین کو محظوظ کیا ہے۔ان کی تمل نظموں کا پہلا مجموعہ ''پال ویری'' 1974ء میں شائع ہوا تھا اور اردو کے مشہور شاعر ڈاکٹر مظفر شہ میری نے ''کہکشاں'' کے نام سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اردو کی غزل کو تمل زبان میں لکھ کر کامیاب تجربے کئے۔عبدالرحمٰن نے اردو غزل کا براہِ راست مطالعہ کیا ہے۔ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ غزل کو تمل میں متعارف کرایا جائے۔



کوی کوعبدالرحمٰن

- کوی کوعبدالرحمٰن کے شائع شدہ شعری مجموعوں میں سے چند اہم کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

(1) ''کہکشاں'' یہ آپ کا شعری مجموعہ اور نئی شاعری کا انوکھا نمونہ ہے۔

(2) ''الاپ'' اس مجموعہ کو ساہتیہ اکاڈمی سے ایوارڈ ملا ہے۔

(3) ''جو بیج بن کر گرا'' اس مجموعے میں تمل ناڈو کے عظیم سیاسی رہ نما ''ارنجرانا دورائے'' کو نئی شاعری کے انوکھے انداز میں خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

(4) ''تمل ادب کا نشانِ راہ'' اس مجموعے میں 'ڈاکٹر کرونانندھی کی ادبی سیاسی سماجی خدمات' کو شعری پیکروں میں سراہا ہے۔

تاریخ وفات: 2/ جون 2017ء

کیا تم جانتے ہو؟

- ''کوی کو'' عبدالرحمٰن نے جشن جمہوریت کے موقع پر نئی دہلی کے بین اللسان مشاعرہ میں تمل زبان کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے بہترین اشعار سے سامعین کو محظوظ کیا۔

- کوی کوعبدالرحمٰن نے 2004 میں اپنی اولین تمل غزلیہ اشعار کا مجموعہ ''جگنوؤں سے ایک خط'' کے نام سے شائع کیا۔ اس کے پیش لفظ میں غزل کی خصوصیات اور منفرد انداز بیان نیز فنی لوازمات سے متعلق ضروری نکات کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:51 AM

2. مولانا حکیم یعقوب اسلم عمری

آپ کا نام محمد یعقوب اور اسلم آپ کا اختیار کردہ تخلص ہے۔ پیدائش 18 جولائی 1945ء اور آبائی وطن آلنگائم ضلع ویلور، ہے۔ آپ کی تعلیم جامعہ دارالسلام عمرآباد میں ہوئی۔ 1967 میں تعلیم کے ساتھ ساتھ مدراس یونیورسٹی سے منشی فاضل اور پنڈت ٹریننگ کی اسناد بھی حاصل کیں جن کی بنیاد پر اسلامیہ ہائی اسکول وانمباڑی میں بحیثیت استاد مقرر ہوگئے۔ مدرسی آپ کو اتفاق سے نہیں ملی، بلکہ یہ آپ کا پسندیدہ مشغلہ رہا۔ اسی معزز پیشے سے منسلک رہ کر آپ 2004ء میں وظیفہ یاب ہوگئے۔

یعقوب اسلم کی ذات ایک ہمہ گیر شخصیت رکھتی ہے۔ آپ اردو زبان وادب کے ایک خاموش خدمت گذار اور مستغنی قلم کار ہیں کبھی خود کو بہ حیثیت شاعر یا ادیب منوانے کی کوشش نہیں کی۔ آپ کو ہمیشہ اردو زبان کے مسائل اور اردو زبان وادب کی ترقی کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔ کئی کانفرنسوں اور ادبی جلسوں میں شریک ہوکر اپنی تقریروں اور مقالوں کے ذریعہ اردو کی ترقی اور سربلندی کے لئے کوشش کرتے رہتے تھے۔

یعقوب اسلم ایک متحرک اور فعال شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ہمیشہ طلبہ کے فائدے کے لئے کچھ نہ کچھ سوچتے اور کرتے رہتے تھے بلکہ ان کی طویل تدریسی زندگی کا بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ اور تدریس لازم وملزوم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے اسکول کے طلبہ کے علاوہ تمام ریاست کے اردو طلبہ کی مشکلوں کا اندازہ کر کے کتابیں لکھیں جو اردو طلبہ میں بے حد مقبول ہوئیں اس کے علاوہ ان کی گرامر کی کتاب آج بھی نہ صرف طلبہ میں مقبول ہے بلکہ اسکولوں اور مختلف کالجوں کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت ساری کتابیں، زبان وادب بچوں کی ضرورتوں اور تدریسی ضرورتوں اور تدریسی تقاضوں کے ماتحت تحریر فرمائی ہیں۔ چند کتابوں کا ذکر یہاں ضروری ہے:



مولانا حکیم یعقوب اسلم عمری

(ا) ''اردو گرامر'' جس کے ذریعہ صحیح لکھنا، پڑھنا اور بولنا آتا ہے۔

(2) ''اردو خطوط اور مضامین'' کتاب کے پہلے حصے میں خطوط نویسی کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اور دوسرا حصہ مضمون نویسی سے متعلق ہے۔

(3) ''محاورات اور ضرب الامثال''۔ محاورات اور ضرب الامثال میں آپ نے روزمرہ زندگی اور ادبی گفتگو میں استعمال ہونے والے محاوروں کو سلیقے سے یکجا کیا ہے۔

اس کے علاوہ ''اردو سیکھئے''، ''ہندی سیکھئے''، ''تمل سیکھئے'' وغیرہ طلبہ میں مقبول ہیں۔ ان کتابوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی زبان بہت عام فہم اور سادہ ہے جس سے طلبہ کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

''مٹی کی خوشبو'' میں یعقوب صاحب اسلم نے صوبۂ تمل ناڈو کے مشہور شعراء وادبا کی خدمات کا جامع انداز میں ذکر کیا ہے۔ تمل ناڈو کی سرزمین میں جامع الکمالات محمد یعقوب اسلم کا نام ایک شاعر، مصنف، نقاد، ماہر تعلیم، ادیب اور ایک کامیاب استاذ کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:52 AM

3 ۔ جلال مدنی

جلالؔ مدنی کا آبائی وطن سیلم (دھارا پورم) ہے، جہاں ان کی پیدائش یکم جولائی 1931ء کو ہوئی۔ ان کے والد زین العابدین مدنی دھارا پورم کے ایک قدیم تعلیم یافتہ زمیندار تھے۔ جنہیں فارسی اور اردو کے بہت سے شعر زبانی یاد تھے۔ جلال کا اصلی نام جلال الدین اور قلمی نام جلال مدنیؔ ہے۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر B.Com اور آگے C.A کے امتحانات پاس کئے ۔

جلال مدنی ایک سدا بہار شخصیت تھی جو پیشے کے اعتبار سے ایک کامیاب آڈیٹر تھے۔ رہائش سیلم جیسے تمل ناڈو کے اردو مراکز سے دور دراز علاقے میں تھی جہاں اردو پڑھنے اور سمجھنے والا تو دور کی بات، اردو بولنے والے بھی خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کہا جائے کہ وہ اپنی ہستی کے اندر ہی اندر ایک انجمن کو سموئے ہوئے تھے تو بے جا نہ ہوگا۔ جلال مدنی سلیس اور شگفتہ بحروں میں غزلیں کہنے والے شاعر تھے۔ یہ اپنی شخصیت اور مزاج کے اعتبار سے بھی نہایت شگفتہ اور شاداب تھے۔

کیا تم جانتے ہو؟

- جلال مدنیؔ ایک بہترین شاعر ہونے کے ساتھ پیشے کے لحاظ سے آڈیٹر تھے۔
- جلال مدنیؔ کا مجموعہ کلام ''افکار جلال مدنی'' کے نام سے مولانا محمد یعقوب اسلم نے شائع کیا ہے۔

جلال مدنیؔ نے غزلیں، نظمیں اور قطعات لکھے ہیں۔ ان کے تمام کلام میں سوز و گداز اور خلوص نظر آتا ہے۔ ایک درد بھری نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں، جو انہوں نے اپنی شریک حیات کی ناگہانی موت پر لکھی تھی۔



جلال مدنی

ملے ہم جو دونوں مسرت لئے
رہِ زیست میں ہنستے گاتے چلے
چمن زندگی کا سجاتے چلے
خوشی ہر قدم پر مٹاتے چلے
زمانے کی چوٹیں بھی کھاتے چلے
ہر اک غم خوشی سے اٹھاتے چلے
مگر آج کسی موڑ پر آ گئے
یکا یک بچھڑ کر جدا ہو گئے

اس کے علاوہ جلال مدنی نے تمل زبان کے شہرہ آفاق اصلاحی، اخلاقی صحیفہ ''ترو کرل'' کے پہلے باب ''حمد'' کے اشعار کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ جس کا ایک شعر ہے۔

ابجد ہر اک کے جیسے الف سے ابتداء
آغاز کائنات کا ہے ذات کبریا

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:54 AM

4 رازؔ امتیاز

جنوبی ہندوستان میں صحافت اور اخبار نویسی کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود زبان اردو کی تاریخ۔ اردو زبان وادب کے آغاز کے ساتھ ساتھ جنوبی ہند کی سرزمین پر صحافت اور اخبار نویسی کا کام بھی شروع ہو جاتا ہے ۔تقریباً ڈیڑھ سو 150 سال پہلے ہی سے یہاں کے مختلف اردو ناولوں، ہفت روزہ اخبارات اور ماہناموں کے نام تاریخ کے صفحات پر نظر آتے ہیں۔ بقول علیم صبا نویدی، ''جنوبی ہند میں سب سے پہلا اخبار ''جامع الاخبار'' یکم ذی الحجہ 1287ھ یعنی 1841ء میں مدراس سے شائع ہوا''۔

رازامتیاز ایک کامیاب صحافی ہیں۔ آپ کی پیدائش 4/جنوری 1934ء میں میلا پور، چنئی میں ہوئی۔ آپ کا اصلی نام خطیب حیدر حسین تھا۔ مسلم ہائی اسکول، مدراس سے لیس. یل. بی.، تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایک کلرک کی حیثیت سے کمرشیل ٹیکس ڈپارٹمنٹ میں بطور سرکاری ملازم اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ آپ کو یہ فضا اور رشوت خوری کا ماحول بالکل پسند نہیں آیا۔ اس کے علاوہ اردو دوستی اور صحافت کی محبت نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے کر صحافت اور ادب کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ والد انہیں ٹیچر اور والدہ وکیل بنانا چاہتے تھے۔ لیکن قسمت اور حالات نے انہیں صحافت کے میدان کا شہسوار بنا دیا۔

رازامتیاز کم عمری ہی میں اپنے بعض ساتھیوں کے اشتراک سے ایک قلمی رسالہ کا اجرا کیا تھا۔ راز صاحب کو اردو کے علاوہ انگریزی زبان پر بھی بھرپور عبور حاصل تھا۔ کسی زمانے میں روزنامہ ''پاسبان''، بنگلور کے دو صفحات انگریزی میں بھی شائع کئے جاتے تھے۔ جن کی ترتیب راز امتیاز ہی دیا کرتے تھے۔

راز صاحب کو سیاست اور ملکی وغیر ملکی حالات اور احوالِ عالم پر اتنی گہری نظر تھی کہ اگر وہ چاہتے تو خود آزاد صحافی Freelance Journalist بن کر یا کوئی نیوز ایجنسی قائم کر کے اس فن کے ذریعہ معقول آمدنی کا سامان فراہم کر سکتے تھے، لیکن ان کی لاابالی طبیعت نے اس کو گوارہ نہیں کیا۔

سرکاری ملازمت چھوڑنے کے بعد رازامتیاز 1956ء میں روزنامہ ''مسلمان'' سے وابستہ ہو گئے۔

اس دوران انہوں نے خود بھی پندرہ روزہ، ''ساون'' ہفتہ وار ''اتحاد'' وغیرہ رسائل واخبارات مدراس سے جاری کئے۔

راز صاحب اپنے پیشے سے بہت محبت کرتے تھے۔ اسی سلسلے میں آپ کو مدراس سے بنگلور بنگلور سے مدراس کا چکر لگانا پڑتا تھا۔ اس مقدس پیشے نے ان کو ہر جگہ سربلندی اور مقبولیت عطا کی۔ 1990ء میں انہیں کرناٹک راجیو اتسوا ایوارڈ، اُس وقت کے وزیر اعلیٰ ایس بنگارپا کے ہاتھوں عطا ہوا۔ وہ اردو زبان وادب کی تاریخ میں یہ ایوارڈ حاصل کرنے والے پہلے صحافی تھے۔

صحافت کے میدان میں اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑنے والی یہ عظیم الشان شخصیت 16 ستمبر 2009 کو صبح دس بجے اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی۔ بہرحال شہرت پسندی، خودنمائی اور نام ونمود سے بے پرواہ اس بے نیاز فن کار کو آج بھی اگر ادبی دنیا یاد کرتی ہے تو صرف ان کی خداداد صلاحیتوں اور محنت کی وجہ سے ہے۔ اللہ ان کی مغفرت کرے۔

اردو زبان وادب کی تاریخ میں ''راجیو اتسوا ایوارڈ'' حاصل کرنے والے پہلے صحافی رازامتیاز تھے۔

کیا تم جانتے ہو؟

''جنوبی ہند میں سب سے پہلا اخبار ''جامع الاخبار'' یکم ذی الحجہ 1287ھ یعنی 1841ء میں مدراس سے شائع ہوا''۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:56 AM

(5) زہرہ بتول

علم وحکمت شعروادب کسی ایک قوم وصنف کے ساتھ مخصوص نہیں۔ ہر ملک و ہر زبان میں جہاں مردوں نے شعروادب میں اپنا نام کمایا ہے وہیں بے شمار خواتین نے بھی اپنی علمی وفنی صلاحیتوں سے اردو شعروادب کو مالا مال کیا ہے۔ ایسی ہی ایک سلجھے ہوئے ذہن کی شاعرہ ہیں، آپا۔ محترمہ بتول النساء زہرہ جو مورخہ 10 جنوری 1935ء کو مالور تعلقہ، ضلع اور کرناٹک میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد جناب عبدالرزاق مرحوم ایک معمولی پڑھے لکھے آدمی تھے۔

ابتداء ہی سے آپا کو نئی نئی معلومات حاصل کرنے، جاننے اور سیکھنے سکھانے کا شوق تھا۔ اپنی مسلسل جدوجہد اور بے پایاں جذبہ شوق سے کام لیتے ہوئے ایک نہایت کم مدت میں انہوں نے اونچی سے اونچی ڈگری تک پہنچ کر ہی دم لیا۔ چنانچہ 1967ء میں جامعہ علی گڑھ سے ادیب کامل، 1968 میں ادیب ماہر اور 1978 میں محکمہ تعلیمات حکومت تمل ناڈو کا امتحان پنڈت ٹریننگ بھی پاس کر دیا۔ آگے کی اعلیٰ تعلیمات ڈگریاں اور MA بھی پاس کرلیا۔

جہاں تک آپ کی شاعری کا تعلق ہے، بنیادی طور پر آپ نظم کی شاعرہ ہیں۔ آپ کی زبان نہایت صاف وشستہ ہے۔ الفاظ نہایت عام فہم اور آسان استعمال کرتی ہیں۔ خیالات میں اصلاح معاشرہ اور خاص طور پر اصلاح نسوان کا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے۔ وہ مسلم خواتین اور قوم کی بچیوں کو دنیا کے ہر میدان میں کامیاب دیکھنا چاہتی تھیں۔

حصول علم کا جوش بچپن ہی سے ان کے اندر موجود تھا۔ اسے وہ اپنی طالبات اور نئی نسل کی جوان لڑکیوں کے دلوں میں موجود دیکھنا چاہتی تھی۔ ان کے دلی جذبات ان کے اشعار کی زبانی سنئے۔

علم سے بڑھ کر زمانے میں کوئی دولت نہیں
یہ وہ نعمت ہے کہ پھر ایسی کوئی نعمت نہیں
علم کو حاصل بھلا وہ کونسی عظمت نہیں
علم والوں سے زیادہ کوئی خوش قسمت نہیں

اسلامی شعروسخن کی دنیا میں زبردست انقلاب لانے والی اور صالح خیالات کا طوفان برپا کرنے والی اس شاعرہ کا مجموعہ ''مہکتے پھول'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ جس کے شعروسخن میں مؤمنانہ حکمت وفراست اور اصلاحی جذبات کارفرما نظر آتے ہیں۔

آپ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ نہ صرف تقریر وتحریر، درس وتدریس کے موقع پر، بلکہ گھر کے اندر اپنے بچوں کی تربیت کے موقع پر بھی فصیح وبلیغ اور صحیح اردو زبان استعمال کرتی تھی۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے بھی ان کی زبان سے واحد مخاطب کا صیغہ جیسے آبا۔۔ جابا۔۔ یا آرے۔۔ جارے۔۔ قسم کے کلمات کبھی نہیں سنے گئے۔

آسمان جنوب کا یہ روشن ستارہ 3/اکتوبر 2008 کو عیدالفطر کے دوسرے دن غروب ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

کیا تم جانتے ہو؟

زہرہ بتول کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا۔ انھوں نے نئی نسل کی لڑکیوں میں حصول علم کا جوش وجذبہ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اس میں کامیاب بھی رہی۔ ان کا شعری مجموعہ ''مہکتے پھول'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:57 AM

(6) امیر النساء

محترمہ امیر النساء صاحبہ تمل ناڈو کے ضلع ویلور کے ایک شہر گڑیاتم میں 1950 میں پیدا ہوئیں۔ یہ شہر اپنی بیڑی اور ماچس کی صنعت کے لئے مشہور ہے۔ آپ کے آباء واجداد کا پیشہ بھی یہی تجارت ہے۔ آپ کے والد کا نام اے۔ حبیب الرحمٰن ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گڑیاتم میں ہی حاصل کی۔ امیر النساء کو بچپن ہی سے مطالعہ کے شوق نے انہیں زبان اور بیان پر پوری دسترس عطا کردی۔ امیر النساء کے گھرانے میں بھی اردو زبان وادب کا شوق ہمیشہ سے رہا ہے۔ چنانچہ اس کا اثر یہ پڑا کہ امیر النساء آگے چل کر ایک بہترین افسانہ نگار، ناول نویس اور اردو زبان وادب کی ایک بے مثال صاحب اسلوب انشاء پرداز بن کر ابھریں۔

مطالعہ کے شوق نے ہی امیر النساء کی ادبی تربیت کا کام انجام دیا اور رفتہ رفتہ ان کے قلم میں توانائی پیدا ہونے لگی۔ اس طرح 1981ء امیر النساء کا ایک اصلاحی اور معاشرتی ناول ''عنبریں'' کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس ناول کے لفظ لفظ سے ان کی اصلاح پسندی اور صالح جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ امیر النساء کی دوسری تصنیف ''بند کتاب'' ہے، جو 1998ء میں حافظ پبلی کیشنز، جمیل آباد میل وشارم سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کا ایک بہترین اقتباس پیش خدمت ہے۔

> ''میرے افسانوں کے خاص کردار اکثر اخلاق کی اعلیٰ چوٹی پر ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک خوش اخلاقی ہی آدمی کو انسان بناتی ہے یا انسانیت کی معراج پر پہنچاتی ہے۔ ایک انسان کا دوسرے انسان سے غلط سلوک ہی برائی کے بیج بوتا ہے۔ سارے انسان برابر ہیں۔ ایک انسان کا دوسرے انسان سے امتیازی سلوک میری برداشت سے باہر ہے''۔

امیر النساء صرف افسانہ نویس اور ناول نگار ہی نہیں بلکہ اردو کی ایک صاحب اسلوب انشاء پرداز بھی ہیں۔ ان کی انشاء پردازی کے خوبصورت نمونے ان کے تین سفرناموں میں ملتے ہیں جو انہوں نے تحریر کئے ہیں: پہلا سفرنامہ ''ارض مقدس میں چند روز'' جس میں انہوں نے اپنے سفر حج بیت اللہ شریف کی تفصیلات بیان کی ہیں۔

دوسرا سفرنامہ ''سفر حجاز'' اور تیسرا سفرنامہ ''سرحد کے اس پار'' ہے۔

تعلیمی وتربیتی امور سے امیر النساء اور ان کے خاندان کو خاص دلچسپی ہے اردو زبان وادب سے تو اس خاندان کو اتنی محبت ہے کہ اس سلسلے میں وہ اپنے سارے وسائل اور تمام تر صلاحیتیں اسی زبان کی ترقی اور بقا کے لئے صرف کررہے ہیں۔ آپ کی یہ تمام خدمات ان شاءاللہ ہمیشہ مقبول اور ناقابل فراموش رہیں گی۔

کیا تم جانتے ہو؟

امیر النساء کے افسانوں میں عورتوں کے حقوق کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ان کے مشہور افسانوں میں ''بند کتاب''، ''کڑوا سچ''، ''ارمانوں کی نگری'' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اردو ادب کی بے لوث خدمت انجام دینے والی بعض خواتین :

ڈاکٹر ذاکرہ غوث، چنّئی	ڈاکٹر ذاکرہ اُم شہلہ، چنّئی	ڈاکٹر پروین شاکر، چنّئی
منور سلطانہ، وانم باڑی	نعیمہ پرویز، وانم باڑی	حجاب علی امتیاز، وانم باڑی
قرۃ العین حیدر	ڈاکٹر فریدہ رحمت اللہ، بنگلور	

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:44:58 AM

(7) عرفانہ تزئین شبنم

عرفانہ تزئین کی پیدائش 19/جولائی 1973ء کو ہوئی۔انہوں نے اسلامیہ گرلز ہائیر سکنڈری اسکول، وانمباڑی میں تعلیم پائی اور بعد میں جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب کامل کی سند حاصل کی۔ان کے گھر میں علمی اور ادبی ماحول تھا اور ان کے والد نری فضل الرحمٰن معدنی مرحوم ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے شاعر ادیب اور خوش نویس بھی تھے جن کی صحبت اور تربیت سے عرفانہ کے اندر مطالعہ اور مشاہدہ کا ذوق پیدا ہوا جو رفتہ رفتہ تخلیق ادب اور افسانہ نگاری کی وادیوں تک لے گیا اور عرفانہ تزئین شبنم کی شکل میں ایک کامیاب اور باصلاحیت افسانہ نگار بن کر ابھرا۔

''جائے پناہ'' کے نام سے انہوں نے اپنا پہلا افسانوی مجموعہ ترتیب دیا تھا۔جسے اپریل 1999 میں ''وانمباڑی اردو اکیڈمی'' نے زیور طبع سے آراستہ کیا تھا۔دوسو صفحات کی اس کتاب میں صرف چھ کہانیاں شامل ہیں۔جس میں صرف 'جائے پناہ' نامی کہانی 73 صفحات پر مشتمل ہے۔

عرفانہ ایک حساس طبیعت کی مالک افسانہ نگار ہیں،لیکن جذبات میں بہہ جانا انہوں نے سیکھا نہیں۔ان کی طبیعت میں ایک طرح کا سکون اور مکمل ٹھہراؤ نظر آتا ہے۔صالح خیالات اور اصلاح معاشرہ سے بھرپور بیانات عرفانہ کی کہانیوں میں جابجا نظر آتے ہیں جو انہیں ایک بامقصد فن کار بنانے میں اہم رول انجام دیتے ہیں۔

عرفانہ کا ایک مکمل ناول ''جان عالم'' ماہنامہ 'بیسویں صدی، نئی دہلی' میں قسط وار شائع ہو چکا ہے اور نہ جانے کتنے چھوٹے بڑے افسانے بڑے بڑے اخبارات ورسائل میں کہاں کہاں اور کب کب چھپ چکے ہیں ان کا عرفانہ کے پاس حساب بھی نہیں ہے اور تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ افسانوں کی نقلیں بھی ان کے پاس موجود نہیں ہیں۔تاہم فراہم شدہ افسانوں کو ترتیب دے کر انہوں نے ''شہر تخیل'' کے نام سے ایک اور افسانوی مجموعہ ترتیب دیا جو نومبر 2007 میں تمل ناڈو اسٹیٹ اردو اکاڈمی کے مالی تعاون سے شائع ہو چکا ہے۔

عرفانہ تزئین کے ناول کے ایک اقتباس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شہر وانمباڑی کی ایک خاتون افسانہ نگار کو کس درجہ اردو زبان وادب پر دسترس حاصل ہے اور آپ کا مطالعہ ومشاہدہ کس قدر گہرا اور بلند ہے۔پیش ہے 'ایک محشر اضطراب' اردو ڈائجسٹ کا ایک اقتباس:

> ''اصل رشتے تو دلوں کے ہوتے ہیں۔جو لوگ اس رشتہ کی معراج پالیتے ہیں وہ نام ونمود اور ظاہری خوبصورتی جیسی عارضی باتوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔انسانیت، خوب سیرتی، بلند کردار اور اعلیٰ اقدار ہی انسان کو ازلی سکون سے نوازتے ہیں اور زندگی میں سچی خوشیاں بھر کر اسے جنت بناتے ہیں''۔

کیا تم جانتے ہو؟

''جائے پناہ'' عرفانہ کا پہلا افسانوی مجموعہ ہے۔'شہر تخیل'' ان کا ایک اور افسانوی مجموعہ ہے۔

''جان عالم'' کے نام سے ایک مکمل ناول ماہنامہ 'بیسویں صدی، دہلی' میں قسط وار شائع ہو چکا ہے۔

حاصل کلام

اس مضمون کو پڑھنے سے تملناڈو سے تعلق رکھنے والے سات ممتاز ادباء وشعراء کی خدمات، زندگی کے حالات ان کی تصانیف، شعری مجموعے، مشہور افسانوں ونظموں کے نام، حکومتوں کی جانب سے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے عطا کیے اعزازات وغیرہ کے متعلق کافی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:01 AM

I (الف) الفاظ معنی

جرأت	=	ہمت کرنا	فراست	=	ذہانت
سلطان الشعراء	=	شعراء کے بادشاہ	سلطان	=	حکمران
مدعو کرنا	=	بلانا	جنم لینا	=	پیدا ہونا
نمائندگی کرنا	=	قائم مقامی	سلیس	=	آسان
نُکات	=	اہم باتیں	اجراء کرنا	=	جاری کرنا
عقیدت	=	ماننا	لا اُبالی ہونا	=	بے پرواہ ہونا
وظیفہ یاب ہونا	=	سبکدوش ہونا	دسترس حاصل ہونا	=	عبور حاصل کرنا
نقّاد	=	تنقید کرنے والا / پرکھنے والا	شستہ زبان	=	آسان زبان
خال خال نظر آنا	=	بہت کم نظر آنا			

(ب) واحد جمع اور جمع کے واحد

سلطان	+	سلاطین	کتب	–	کتاب
شاعر	+	شعراء	مضامین	–	مضمون
نکتہ	+	نکات	انجمنیں	–	انجمن
عقیدہ	+	عقائد	اخبارات	–	اخبار
وظیفہ	+	وظائف	مدارس	–	مدرسہ
ادیب	+	ادباء	اسناد	–	سند
پیشہ	+	پیشے	تخیلات	–	تخیل
ستارہ	+	ستارے	وسائل	–	وسیلہ
شعر	+	اشعار	اصناف	–	صنف
مشغلہ	+	مشاغل	خوبیاں	–	خوبی
مشکل	+	مشکلات	خواتین	–	خاتون

اَقوالِ زرّیں

تین آدمی صرف تین موقعوں پر ہی پہچانے جاسکتے ہیں۔ بہادر لڑائی میں، دانا غصہ میں اور دوست بوقت ضرورت۔

عقل مند سوچ کر بولتا ہے، جب کہ بے عقل بول کر سوچتا ہے۔

انکساری یہ ہے کہ آدمی کو غصہ ہی نہ آئے۔

حضرت ابوبکرؓ

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:01 AM

(ج) جوڑ ملایئے۔

الف	ب
1۔ آسمان جنوب کے	a۔ یعقوب اسلم
2۔ اردو خطوط	b۔ وانم باڑی
3۔ رازامتیاز	c۔ کڑواسچ
4۔ عرفانہ تزئین	d۔ مشہور صحافی
5۔ امیرالنساء	e۔ سات ستارے

II۔ صحیح جواب منتخب کیجئے۔

1۔ کوی کو عبدالرحمٰن کا تعلق صوبہ ..... سے ہے۔ (تمل ناڈو / کیرلا / کرناٹکا / پانڈی چیری)

2۔ حکیم محمد یعقوب اسلم نے یہاں تعلیم حاصل کی۔ (دارالعلوم دیوبند/مدرسہ باقیات الصالحات/جامعہ دارالسلام/ لطیفیہ ویلور)

3۔ مٹی کی خوشبو کے مصنف ..... ہیں۔ (یعقوب اسلم / رازامتیاز / کوی کو / زہرہ بتول)

4۔ جلال مدنی پیشہ کے اعتبار سے ..... تھے۔ (استاد / آڈیٹر / پرنسپل / تاجر)

5۔ رازامتیاز کے ہفتہ وار رسالے کا نام ..... تھا۔ (اتحاد / انقلاب / سالارویکلی / بیسویں صدی)

6۔ عرفانہ تزئین شبنم کے افسانوں کا مجموعہ ..... ہے۔ (بندکتاب / جان عالم / جائے پناہ / مہکتے پھول)

7۔ امیرالنساء کے افسانے کا نام ..... ہے۔ (کڑواسچ / نام دیومالی / دوبیل / سرحد)

8۔ سلیس کے معنی .....۔ (مشکل / بہت مشکل / آسان / بہادر)

III. مختصر ترین سوالات :



1۔ کوی کو عبدالرحمٰن کا تعلق کس صوبہ سے ہے؟

2۔ کوی کو عبدالرحمٰن کے تمل غزلیہ اشعار کے مجموعے کا نام کیا ہے؟

3۔ یعقوب اسلم صاحب کی اس کتاب کا نام لکھئے جس میں انھوں نے شعراء وادبا کے حالات کا تذکرہ کیا ہے؟

4۔ یعقوب اسلم نے کس عربی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی؟

5۔ جلال مدنی کی ابتدائی تعلیم کہاں ہوئی؟

6۔ جلال الدین کا علمی نام کیا تھا؟

7۔ رازامتیاز کو کس فن میں عبور حاصل تھا؟

8۔ رازامتیاز پیشے کے لحاظ سے کیا تھے؟

9۔ عرفانہ تزئین کے ناول کا نام کیا ہے اور وہ کس سال شائع ہوا ہے؟

10۔ عرفانہ تزئین کا تعلق کس شہر سے ہے؟

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:02 AM

11۔ زہرہ بتول کہاں پیدا ہوئیں؟

12۔ زہرہ بتول کے افسانوں کا مجموعہ کیا تھا؟

13۔ امیر النساء کا تعلق کس شہر سے ہے؟

14۔ افسانہ 'کڑوا سچ' کا موضوع کیا ہے؟

IV۔ مختصر سوالات:

1۔ کوی کو عبدالرحمٰن نے کن ملکوں کا سفر کیا ہے؟

2۔ کوی کو نے اپنی تدریسی خدمات کہاں انجام دیں؟

3۔ یعقوب اسلم کی چند کتابوں کے نام لکھئے۔

4۔ یعقوب اسلم کی کسی مشہور غزل کے چند اشعار لکھئے۔

5۔ جلال مدنی کے غزل کے چند اشعار لکھئے۔

6۔ جلال مدنی بہ حیثیت غزل گو شاعر چند جملے لکھئے۔

7۔ راز امتیاز بحیثیت صحافی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

8۔ راز امتیاز کے رسائل واخبارات کے نام کیا ہیں؟

9۔ عرفانہ تزئین شبنم کا افسانہ ''جائے پناہ'' کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

10۔ عرفانہ تزئین شبنم کے افسانوں اور ناول کا نام لکھئے۔

11۔ زہرہ بتول نے مسلم بچیوں کو کیا پیغام دیا ہے؟

12۔ زہرہ بتول کے شعری مجموعہ کا نام کیا ہے؟

13۔ امیر النساء نے اپنے افسانوں میں خصوصی طور پر کس موضوع کا انتخاب کیا ہے؟

14۔ امیر النساء کے چند افسانوں کے نام لکھئے۔



V. تفصیلی سوالات:

1۔ تملناڈو سے تعلق رکھنے والے کوئی تین مرد ادیبوں، شاعروں کی خدمات، زندگی کے حالات پر روشنی ڈالئے۔

2۔ تملناڈو سے تعلق رکھنے والے کوئی تین خواتین ادیبوں، شاعروں کی خدمات، زندگی کے حالات پر روشنی ڈالئے۔

VI۔ عملی کام ۔ دئے گئے محاوروں اور ان کے محل استعمال پر غور کیجئے اور ان محاوروں کو آپ اپنے جملوں میں استعمال کیجئے۔

1۔ آٹے میں نمک کے برابر – بہت کم مقدار میں : سیاست میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

2۔ آسمان کے تارے توڑ کر لانا – مشکل کام کرنا : میں آپ کی خوشی کے لئے آسمان کے تارے توڑ کر لاسکتا ہوں۔

3۔ آگ بگولہ ہونا – سخت غصہ میں آنا : میں نے کونسی خطا کی کہ آپ یوں آگ بگولہ ہو رہے ہیں۔

4۔ آنکھیں بچھانا – عزت کرنا : تشریف لایئے! ہم آپ کی راہ میں آنکھیں بچھائے ہوئے ہیں۔

5۔ ناک میں دم کرنا – بہت زیادہ پریشان کرنا : ماں کے آنے تک بچوں نے دادی کی ناک میں دم کر دیا۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:03 AM

غزلیات

اکائی 3

غزل

سید عظمت اللہ سرمدؔی

شاعر کا تعارف



آپ کا نام سید عظمت اللہ اور تخلص سرمدؔی تھا۔ جنوبی ہند کے ایک ذی علم خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ 1919ء میں ضلع کوئمبتور کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ جامعہ دارالسلام عمر آباد سے مولوی فاضل کی سند حاصل کی۔ مدراس یونیورسٹی سے افضل العلماء، منشی فاضل اور پھر تاریخ اسلام میں یم.اے. کرنے کے بعد گورنمنٹ محمڈن کالج میں پروفیسر ہو گئے۔

آپ کو عربی، فارسی، اردو اور انگریزی پر عبور حاصل تھا۔ آپ کا شمار شہر کے صف اول کے شعراء میں ہوتا ہے۔ فن شعر سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ مولانا سید غضنفر حسین شاکر نائطیؒ کے قابل شاگردوں میں سے تھے۔ سرمدی نے تقریباً تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ غزل آپ کی پسندیدہ صنف تھی۔ تاریخ گوئی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ ایک اچھے نثر نگار اور صحافی بھی تھے۔

اہل مدراس نے آپ کو سلطان الشعراء کے خطاب سے نوازا۔

اردو ادب کے لئے آپ کی غیر معمولی ادبی و علمی خدمات کے اعتراف میں 1973ء میں تمل ناڈو نیشنل لینگویجز اکیڈمی نے مدراس اور بزم ادب کرشنگری نے جشن سرمدی کا اہتمام کیا۔ 1978ء میں شہر بنگلور میں وفات پائی۔

ہر مسرت غم میں ڈھل کر رہ گئی
دل کی دنیا ہی بدل کر رہ گئی

کیا ترے رتبے کو پائے گی نظر
آسماں تک یہ اچھل کر رہ گئی

زندگی کو ہم سفر سمجھا تھا میں
دو قدم یہ ساتھ چل کر رہ گئی

کس سے پوچھیں سرگزشت بزم شب
شمع تھی سو وہ بھی جل کر رہ گئی

پر لگا کر اڑ گئی وہ آپ ہی
بات جو منہ سے نکل کر رہ گئی

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:03 AM

زبان و بیان:

I. الفاظ معنی

مسرت = خوشی

رتبہ = مرتبہ/مقام

ہم سفر = ساتھی

سرگذشت = گذرا ہوا حال

بزم = محفل/مجلس

شب = رات



I. مختصر سوالات:

1۔ شاعر کی نظر کیوں آسماں تک اچھل کر رہ گئی؟

2۔ ''زندگی کو شاعر نے کیا سمجھا تھا اور کیا پایا؟

3۔ ''سرگزشت بزم شب'' کی وضاحت کیجئے۔

4۔ شاعر کے دل کی دنیا کیوں بدل گئی؟

5۔ '' سلطان الشعراء'' کون ہیں مختصر تعارف کیجئے۔

6۔ سید عظمت اللہ سرمدی کی ادبی خدمات کا مختصر جائزہ لیجئے۔

7۔ ؎ ''پر لگا کر اُڑ گئی وہ آپ ہی بات جو منہ سے نکل کر رہ گئی'' ۔ اس شعر کا مطلب واضح کیجئے۔

فکر و عمل:

1۔ ''کس سے پوچھیں'' میں کون سا جذبہ ظاہر ہو رہا ہے؟

2۔ ''ہائے وہ برق تبسم'' میں کیا کیفیت ہے؟

3۔ استاد سے معلوم کیجئے کہ اس غزل میں ذیل کے الفاظ کن معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

بزم شب ، اوروں کی بات ، شمع ، برق تبسم ، کائنات، عشق۔

ہائیکو کی تعریف ہائیکو ایک قدیم جاپانی صنف سخن ہے۔ اس کے صرف تین مصرعے ہوتے ہیں۔ اس میں بحر کی بجائے سلیبلس (Syllables) استعمال ہوتے ہیں۔ تین مصرعوں والی اس نظم کے پہلے مصرعے میں پانچ سلیبل، دوسرے مصرعے میں سات سلیبل اور تیسرے مصرعے میں پانچ سلیبل پائے جاتے ہیں۔ تیسرا مصرعہ جاندار ہوتا ہے، جو نظم کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

مثال :

لمحوں کی تتلی (پانچ سلیبل)

میرے من کے آنگن میں (سات سلیبل)

جانے کیوں آئی (پانچ سلیبل)

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:04 AM

سرسری مطالعہ

اکائی 3

مرزا دھڑکن نے شکار کھیلا

حکیم محمد یعقوب اسلم

اخباروں میں جلی حرفوں میں خبر شائع ہوئی۔ ''شیر کا شکار کرنے والے کو پچاس ہزار روپے انعام''

آدم پور کے علاقہ میں ایک جنگلی آدم خور شیر نے اودھم مچا رکھا ہے۔ سرکاری اطلاعات کے مطابق اب تک وہ پندرہ سے زیادہ گائے بیلوں، بارہ مردوں اور اٹھارہ عورتوں پر حملہ کر کے ان کو ہضم کر چکا ہے۔ آدم پور اور اس کے آس پاس کے علاقوں کے رہنے والے لوگ اس درندے کی وجہ سے بے حد پریشان ہو چکے ہیں اور اپنے گھر بار اور کھیتوں کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرنے لگے ہیں۔ اس شیر کو پکڑنے کی محکمۂ جنگلات کی کوششیں بھی بے کار ثابت ہو رہی ہیں۔ اس لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو شخص اس شیر کو مارے گا، اس کو حکومت کی طرف سے پچاس ہزار روپے نقد انعام دئے جائیں گے۔

جب مرزا دھڑکن نے یہ خبر پڑھی تو ان کے منہ میں پانی بھر آیا۔ انہوں نے سوچا۔ صرف ایک شیر کا شکار اور نقد پچاس ہزار روپے! سچ مچ آج کے اخبار میں یہ بڑی اچھی خبر شائع ہوئی ہے۔

وہ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ گھر میں برسوں سے پڑی ہوئی دادا میاں کے زمانے کی پرانی بندوق اٹھائی جو تقریباً پچاس سال کے عرصہ سے بے کار پڑی رہنے کی وجہ سے سیاہ اور زنگ آلود ہو چکی تھی، اسے جھاڑ پونچھ کر صاف کیا اور تھوڑا سا تیل اس پر لگا کر چمک دار بنا دیا اور ایک پرانا شکاری تھیلا اور چاقو لے کر بیوی کے سامنے پہنچ گئے۔ مرزا کو اس حالت میں دیکھ کر بیگم کے ہاتھوں سے بیلن گر پڑا اور وہ روٹی بناتے بناتے حیران سی ہو کر سیدھی بیٹھ گئیں۔ پھر ان کی نظریں اس بندوق پر پڑیں جو مرزا کے ہاتھوں میں تھی۔ آخر بڑی ہمت کر کے انہوں نے پوچھ ہی لیا۔

''خیریت تو ہے، آخر کیا بات ہے؟!.....

خوشی کے مارے مرزا کا چہرہ دمک رہا تھا۔ ان کی زبان سے آواز بھی بڑی مشکل سے نکل رہی تھی۔ آخر انہوں نے جوں توں کر کے ہانپتے کانپتے بیوی کو سارا قصہ سنایا۔ ان کی باتیں سنتے ہی بیگم سناٹے میں آ گئیں۔ سچ تو یہ تھا کہ ان کی سات پشتوں میں بھی کبھی کسی نے شیر کا تو کیا بلی تک کا شکار نہیں کھیلا تھا۔ ان کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے لگے اور ان کی کشادہ پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے جھلملانے لگے۔ انہوں نے مرزا کو روکنے کی بہت کوشش کی، بہت سمجھایا منایا اور اپنے ننھے ننھے بچوں کی زندگی کا واسطہ دیا۔ مگر مرزا پر تو اس وقت پچاس ہزار روپیوں کا بھوت سوار تھا۔ بیوی کی بات وہ کب ماننے والے تھے۔ آخر تھک ہار کر بیگم نے کئی دعائیں پڑھ کر ان پر دم کیں۔ ان کی جان کی سلامتی اور صحیح سالم واپسی کے لئے بے شمار منتیں مانیں اور امام ضامن باندھ کر انہیں رخصت کیا۔

مرزا جب آدم پور کے قریب ایک گاؤں میں پہنچے تو رات ہو چکی تھی۔ وہاں کوئی شخص مرزا کی جان پہچان کا نہیں تھا۔ رات کی خاموشی میں جنگل کی طرف سے آنے والی ''سائیں سائیں'' کی بھیانک آوازیں ان کا دل دہلا دے رہی تھیں۔ اب مرزا کو محسوس ہونے لگا کہ کس مصیبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ زندگی میں پہلی مرتبہ اپنے گاؤں سے باہر نکلے تھے اور وہ بھی پچاس ہزار کے لالچ میں۔ ورنہ دنیا کی کوئی طاقت انہیں گاؤں چھوڑنے پر آمادہ نہیں کر سکتی تھی۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:05 AM

آخر وہ بڑی ہمت کر کے گاؤں کی چوپال میں پہنچے۔ گاؤں کے مکھیا نے ان کے کندھے پر بندوق لٹکتی دیکھی تو آگے بڑھ کر بڑی عزت اور احترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور انہیں بہت بڑا شکاری سمجھ کر ان کی خوب آؤ بھگت کی۔ آدم خور شیر کا شکار ہونے والوں میں اس گاؤں کے بہت سے آدمی شامل تھے۔ اس وقت چوپال میں شیر ہی کے متعلق بات چیت ہو رہی تھی۔ چنانچہ انہوں نے مرزا کو رحمت کا فرشتہ سمجھ کر انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خوب کھلایا پلایا اور ایک آرام دہ مکان میں ان کے لئے رات کے بستر کا انتظام کر دیا۔

صبح سویرے جب مرزا کا خوف کچھ کم ہوا تو انہوں نے گاؤں والوں پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ گاؤں والے ان کی ہئیت دیکھ کر پہلے ہی سمجھ چکے تھے، مگر ڈر کے مارے زبان سے نہ کہا جاتا تھا۔ اب مرزا کی زبان سے ان کا ارادہ سن لینے کے بعد ان کی تسلی ہوگئی اور انہوں نے مرزا کی بہت تعریف کی۔ پھر ایک شخص نے کہا۔ ''جو ر، آپ جرور اس شیر کا سکار کیجئے''۔

دوسرے نے کہا: ''آپ کو دیکھ کر تو ہماری جان میں جان آئی ہے''۔

مگر تیسرے من چلے نے کہا، ''صاحب ! جرا ہوسیار رہئے۔ یہ سیر براجالم ہے۔ کہیں خود شکار نہ ہو جائیں''

یہ سنتے ہی مرزا کی بھنوئیں تن گئیں۔ غصہ کے مارے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر انہوں نے اپنی دلیری اور بہادری کے ایسے ایسے من گھڑت قصے بیان کئے کہ گاؤں والوں کو ان کی طاقت اور بہادری پر ایمان لانا ہی پڑا۔ اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے انہوں نے کہا،

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں اکیلا جنگل کے راستہ سے گزر رہا تھا کہ اچانک مجھے سامنے سے پانچ شیر آتے ہوئے دکھائی دئے۔ اس وقت اتفاق سے میرے پاس بندوق موجود نہیں تھی۔ پہلے تو میں ذرا ڈرا، مگر پھر شکار کے اپنے پرانے تجربوں کی یاد تازہ کر کے ایک پتھر اٹھا لیا اور اس غضب کا نشانہ لگایا کہ ایک ساتھ دو شیر ڈھیر ہو گئے۔ پتھر پھینکنے کے ساتھ ہی میں نے منہ سے بالکل ایسی ہی آواز نکالی جیسی بندوق چلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو شیر تو پتھر کی چوٹ لگنے سے ختم ہو گئے اور باقی تین شیروں پر بندوق کی آواز سننے کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اس کے بعد میں آہستہ آہستہ ہمت کر کے شیروں کے قریب پہنچا اور اپنی پٹی کھول کر اس سے تینوں شیروں کے پاؤں ملا کر باندھ دئے اور تینوں کو کندھے پر لاد کر گھر لے آیا۔ بعد میں میرے پاس زندہ شیر موجود ہونے کی اطلاع ملی تو شہر کے چڑیا گھر والوں نے منہ مانگے دام دے کر ان کو خرید لیا اور آج بھی وہ تینوں شیر شہر کے چڑیا گھر کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اتنا ہی نہیں، ان تینوں میں سے دو شیرنیاں تھیں جنہوں نے ایک ساتھ چار چار بچے دے کر چڑیا گھر کی آبادی میں اضافہ کر دیا ہے''۔

گاؤں کے معصوم دیہاتی حیرت کے ساتھ آنکھیں پھاڑ ان کی بکواس سنتے رہے۔ مرزا کی بہادری اور قوت کا اندازہ لگانے کے لئے یہی ایک واقعہ کافی تھا۔

مرزا نے جب یہ داستان سنائی تو کسی نے پوچھا۔ ''جناب ! کیا راستہ میں کسی شیر نے حرکت نہیں کی''

مرزا نے بھی جھٹ سے جواب دیا۔

''کیوں نہیں ! دو شیروں نے میرے کندھے پر ہی کروٹ بدلنی چاہی، اس لئے میں نے پھر اپنی بندوق والی آواز نکالی اور شیر پھر بے ہوش ہو گئے''۔

اس کے بعد ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر مرزا وہاں سے رخصت ہو گئے۔ اب وہ آدم پور کی طرف جا رہے تھے۔ وہاں پہنچ کر سیدھے انہوں نے ڈاک بنگلے کا رُخ کیا۔ وہاں دن بھر وہ آرام کرتے رہے اور پھر شام ہوتے ہی جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔

راستہ میں انہوں نے دیکھا کہ سرِ شام ہی بستی پر ایک طرح کا سنّاٹا چھایا ہوا تھا۔

سارے لوگ دروازے بند کئے اپنے گھروں میں یا تو سو رہے تھے، یا شیر کے بارے میں دبی دبی آوازوں میں باتیں کر رہے تھے۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:07 AM

مرزا جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ان کے کندھے پر تھیلا اور ہاتھ میں بندوق تھی۔مگر بدحواسی اور انعام کے لالچ کی جلدی میں وہ بندوق کے لئے گولیاں لانا بھول گئے تھے۔اور ابھی تک انہیں یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ کسی بندوق کو چلانے کے لئے گولیوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔

چلنے کو تو وہ جنگل کی طرف جا رہے تھے،مگر ان کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ذرا سا پتہ بھی کھڑکتا تو وہ چونک پڑتے۔ایک ایک قدم انہیں کئی کئی من بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا۔

بہر حال جیسے تیسے وہ جنگل پہنچ ہی گئے۔جنگل کے درمیان پہنچ کر وہ ایک بڑے درخت پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ان کی حالت اب بھی انتہائی خراب تھی۔خوف کے مارے بدن کا سارا خون خشک ہو گیا تھا اور بدن پسینہ سے شرابور ہو رہا تھا۔جسم پر کپکپی طاری ہو گئی تھی۔ اگر وہ جلد ہی اپنے اوپر قابو نہ پا لیتے تو قریب تھا کہ درخت سے نیچے ہی گر پڑتے۔

رات کا کارواں دھیرے دھیرے اپنی نامعلوم منزلوں کی طرف آگے بڑھنے لگا۔

اچانک مرزا نے دیکھا کہ دور سے سرخ انگاروں کی طرح چمکتی ہوئی دو آنکھیں نظر آ رہی ہیں۔اب کیا تھا؟ خوف کے مارے ان کا سارا بدن بے حس و حرکت ہونے لگا۔ مگر حالت یہ تھی کہ اس وقت اتر کر بھاگنا بھی مشکل تھا۔

بڑی ہمت کر کے انہوں نے بندوق سنبھالی اور اس کا رخ شیر کی طرف کر کے اپنے خیال میں بالکل ٹھیک نشانہ باندھا اور لبلبی دبا دی۔مگر وہاں تھا ہی کیا؟۔.....اگر گولی ہوتی تو چلتی، نہ گولی چلی اور نہ شیر مرا۔پھر انہیں اپنی غلطی کا احساس ہونے میں کچھ زیادہ دیر نہ لگی اور ان کے دور اندیش ذہن میں یہ بات آئی کہ ایک چاقو بھی ان کے تھیلے میں پڑا ہوا ہے۔انہوں نے بڑی مشکل سے تھیلا کھول تو لیا،مگر اندر ہاتھ ڈال کر چاقو باہر نکالنا ان کے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔ وہ سوچنے لگے تھے کہ اگر اس ظالم شیر نے نیچے سے حملہ کر دیا تو وہ کیا کر سکیں گے؟ وہ شیر کی طرف سے نگاہیں پھیر بھی نہیں سکتے تھے۔ آخر جوں توں کر کے انہوں نے چاقو نکال ہی لیا اور ٹھیک نشانہ باندھ کر اپنی پوری قوت کے ساتھ شیر کی طرف پھینکا۔مگر یہاں بھی ان کی بدقسمتی ان کے ساتھ رہی۔چاقو اتنا کند اور بے کار تھا کہ نشانہ ٹھیک ہونے کے باوجود شیر کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکا۔

شیر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔وہ ٹھیک اس درخت کے نیچے پہنچ گیا جس پر مرزا بیٹھے ہوئے تھے اور جبڑے پھاڑے ہوئے بار بار اچھل اچھل کر مرزا پر حملہ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔خوف اور دہشت کے مارے ان کے منہ سے آواز نکل رہی تھی اور نہ ہاتھ پاؤں ہلانے کی طاقت ہی ان کے اندر باقی رہ گئی تھی۔ان کے سارے بدن پر کپکپی سی طاری تھی۔

ع کاٹو تو لہو نہیں بدن میں

کا عالم تھا اور اسی عالم میں ان کے ہاتھوں سے وہ زنگ آلود اور دقیانوسی بندوق چھوٹ کر ٹھیک شیر کے منہ میں جا گھسی۔اب ان کے پاس نہ چاقو رہ گیا تھا اور نہ زنگ آلود بندوق۔ایسی حالت میں وہ اپنے آپ کو انتہائی مجبور اور بے دست و پا محسوس کرنے لگے۔

لیکن اب شیر کی غرّاہٹ اور گرج ختم ہو چکی تھی۔مرزا کو اس کا رتی برابر بھی احساس نہیں تھا۔وہ اپنی دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے مضبوطی کے ساتھ ایک ڈالی سے چمٹے ہوئے تھے۔ان کے خوف اور تھرتھراہٹ میں کچھ بھی کمی نہیں واقع ہوئی تھی۔اب وہ بھی انتظار کر رہے تھے کہ کب شیر کا حملہ ہوتا ہے اور کب وہ عالمِ بالا کی طرف کوچ کر جاتے ہیں۔

اسی خوف اور دہشت کے عالم میں مرزا پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔وہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے،اس لئے وہ ڈالی سے لپٹے ہی سو گئے۔

وہ خواب میں دیکھ رہے تھے کہ ان کے ہاتھوں میں ایک بہترین قیمتی نئی رائفل ہے۔ایک بہت بڑے جنگل میں وہ پانچ چھ خوفناک شیروں کے درمیان کھڑے ہوئے ہیں۔آدھی رات کا وقت ہے۔چاروں طرف سنّاٹے کا عالم ہے۔لیکن وہ ذرا بھی ڈرے بغیر سب کا نشانہ باندھ رہے ہیں اور ان کی گولی کھا کر ایک ایک شیر نیچے گر رہا ہے۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:08 AM

مگر نہ معلوم کس طرف سے ایک شیر نے اچانک پیچھے سے آ کر بے خبری کے عالم میں ان پر حملہ کر دیا، جس کی وجہ سے بندوق ان کے ہاتھوں سے چھوٹ پڑی اور وہ شیر کو اپنے مکوں سے مار مار کر بھگانے کی کوشش کرنے لگے۔.....اچانک ان کی آنکھ کھل گئی۔

صبح کا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ سچ مچ ایک مردہ شیر کے اوپر پڑے ہوئے اس کے سر پر گھونسے برسا رہے ہیں۔ مرزا کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے ڈرتے ڈرتے شیر کو چھو کر دیکھا، ذرا نیچے اتر کر اس کو ہلانے جلانے کی کوشش کی۔ پھر ایک چھلانگ لگا کر دوبارہ وہ بڑی شان کے ساتھ شیر کی پیٹھ پر سوار ہو گئے۔

ان کی مہم کامیاب ہو چکی تھی۔

جب سورج اچھی طرح نکل گیا تو آدم پور کے دو تین چرواہوں نے دور سے اس منظر کو دیکھا۔ پہلے تو انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا، لیکن جب ذرا قریب ہو کر مردہ شیر اور مرزا صاحب کو اس پر سوار دیکھا تو ان کی مستی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ وہ دوڑتے ہوئے گاؤں کی طرف بھاگے اور بہت سے آدمیوں کو لئے ہوئے جنگل میں آئے۔ مردہ شیر اور مرزا صاحب کو اپنے ساتھ گاؤں لے گئے۔

آدم پور کے ڈاک بنگلے میں دو تین دن تک شیر کو نمائش کے لئے رکھا گیا۔ بڑے بڑے شکاریوں اور جنگلی جانوروں سے دلچسپی رکھنے والے ماہرین حیوانات نے اس کا معائنہ کیا۔ گولی مار کر اس کی کھال کو عیب دار بنائے بغیر بندوق اس کے منہ میں گھسیڑ کر اتنے بڑے آدم خور شیر کو مار ڈالنے کے کارنامے پر مرزا صاحب کو خوب داد دی۔

ایک ہفتہ بعد ایک شاندار جلسے میں کلکٹر صاحب نے حکومت کی طرف سے مرزا صاحب کو بہادری کا سرٹیفکٹ اور پچاس ہزار روپیوں کا چیک پیش کیا۔ مرزا صاحب بڑی شان و شوکت کے ساتھ سیکڑوں آدمیوں کے جلوس کے ساتھ اپنے گھر پہنچے۔ اخباروں میں ان کی تعریف کے ساتھ ان کی تصویریں شائع ہوئیں۔ چند رسالوں نے بھی ان کی بہادری کی داستان کا ایک نیا سلسلہ شروع کر دیا۔ کئی پریس رپورٹروں نے ان سے انٹرویو بھی لئے۔

مگر مرزا صاحب کے اندر کا خوف ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ وہ دل ہی دل میں کہہ رہے تھے۔ ع جان بچی لاکھوں پائے

آئندہ کبھی شکار کا نام بھی لوں تو مجھ پر ہزار بار لعنت۔

II. مختصر سوالات:

1۔ اخباروں میں کیا خبر شائع ہوئی تھی؟
2۔ آدم پور کے لوگ کیوں پریشان ہو رہے تھے؟
3۔ حکومت کی طرف سے شیر کو مارنے والے کے لئے کیا انعام مقرر کیا گیا تھا؟
4۔ درخت پر چڑھنے کے بعد مرزا دھڑکن کی کیا حالت ہوئی؟
5۔ درخت کی ڈالی سے لپٹ کر مرزا دھڑکن نے کیا خواب دیکھا؟
6۔ مردہ شیر کو نمائش کے لئے کہاں رکھا گیا؟
7۔ کلکٹر صاحب نے مرزا دھڑکن کی بہادری کا اعتراف کرتے ہوئے کیا انعام دیا؟
8۔ شیر کے شکار کے لئے مرزا دھڑکن نے کیا کیا ہتھیار اپنے ساتھ لئے؟
9۔ ''جان بچی لاکھوں پائے'' اس کہاوت کا مطلب بیان کیجئے۔

III۔ تفصیلی سوالات:

1۔ آدم پور کے لوگوں کے سامنے مرزا دھڑکن نے اپنی دلیری اور بہادری کے جو من گھڑت قصے بیان کئے تھے ان کا احاطہ کیجئے۔
2۔ '' مرزا دھڑکن نے شکار کھیلا'' اس کہانی کا پس منظر ذکر کرتے ہوئے خلاصہ تحریر کیجئے۔

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:10 AM

قواعد

اکائی 3

صنائع وبدائع

لف و نشر

لف و نشر کی تعریف: لف کا مطلب لپٹنا اور نشر کا مطلب بکھیرنا۔ لف ونشر کا مطلب ہوا کہ بکھرے ہوئے کو لپیٹنا۔ کلام میں شاعر چند چیزوں کو لائے جس کو "لف" کہتے ہیں۔ پھر اُسی مناسبت کو دوسرے مصرعے میں بیان کرنا "نشر" کہلاتا ہے۔

لف ونشر مرتب کی مثال : نہ ہمت، نہ قسمت، نہ دل ہے، نہ آنکھیں نہ ڈھونڈا، نہ پایا، نہ سمجھا، نہ دیکھا

اس شعر کے پہلے مصرعے میں چار چیزیں لائی گئی ہیں۔ (i) ہمت (ii) قسمت (iii) دل (iv) آنکھیں

ان چار چیزوں کی مناسبت سے دوسرے مصرعے میں چار چیزیں لائی گئی ہیں۔ (i) ڈھونڈا (ii) پایا (iii) سمجھا (iv) دیکھا

ہمت کا تعلق ڈھونڈا سے، قسمت کا تعلق پایا سے، دل کا تعلق سمجھا سے اور آنکھیں کا تعلق دیکھا سے قائم کیا گیا ہے۔

اس طرح شعر میں پہلے چند چیزوں کا ذکر کیا جائے اور اس کے بعد ان میں سے ہر ایک کی مناسبت سے دوسرے مصرعے میں الفاظ لائے جائیں تو اس صنعت کو لف ونشر کہتے ہیں۔

کبھی یہ تعلق بالترتیب ہوتا ہے اور کبھی ترتیب الٹ دی جاتی ہے یا آگے پیچھے ہو جاتی ہے۔ جب ذکر بالترتیب ہوتا ہے اسے لف ونشر مرتب کہتے ہیں۔ اوپر دیا ہوا شعر لف ونشر مرتب کی مثال ہے۔

اگر یہ ترتیب آگے پیچھے ہو جائے یا اُلٹ جائے تو اسے لف ونشر غیر مرتب کہا جاتا ہے۔ جیسے

لف ونشر غیر مرتب کی مثال : نہ ہمت، نہ قسمت، نہ دل ہے، نہ آنکھیں نہ پایا، نہ ڈھونڈا، نہ دیکھا، نہ سمجھا

سوالات : 1. لف ونشر مرتب کی تعریف کیجئے اور مثال دیجئے۔

2. لف ونشر غیر مرتب کی تعریف مثال کے ساتھ پیش کیجئے۔

اوقاف PUNCTUATION

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے

نام	علامت	انگریزی نام	مفہوم	موقعۂ استعمال	مثال
رابطہ	:	Colon	مجمل سے مفصل کو ملاؤ۔	ملاؤ (یعنی) اس کا ٹھہراؤ وقفے سے زیادہ ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کا استعمال جملے کی کسی بات کی تشریح کے لئے ہوتا ہے۔	کسی حکیم کا قول ہے : آپ کا جج مہا کاج بقولِ شاعر : عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے سچ ہے : گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

unit 3
Monday, August 06, 2018 11:45:10 AM

حصّہ نظم

اکائی

4 پھول کی فریاد

احمد علی شوقؔ قدوائی



اردو کے شعراء نے بعض اوقات اللہ کی پیدا کردہ چیزوں میں درختوں پھولوں اور جانوروں کو اپنی نظموں کا موضوع بنایا ہے۔ پھول کی فریاد بھی انھیں میں سے ایک بہترین نظم ہے جس میں شاعر نے اپنے الفاظ میں پھول کی فریاد اور اس کا دکھ درد ظاہر کیا ہے۔ اس نظم میں شاعر نے شاخ سے پھول کے توڑے جانے پر، پھول پر کیا گذرتی ہے اور وہ کس طرح اپنے دکھ درد کی داستان سناتا ہے۔ بہترین انداز میں اس کی منظر کشی کی ہے۔

علاّمہ اقبالؔ نے بھی اس طرح کی کئی نظمیں لکھی ہیں، جیسے ایک پہاڑ اور گلہری، چاند اور شاعر، گائے، وغیرہ

سیکھنے کے مقاصد

- اس نظم کے ذریعہ شاعر کے خیالات اور جذبات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔
- نظم میں پائے جانے والے نئے الفاظ کے معنوں کو سمجھنے اور اسے ضرورت پر استعمال کرنے کا اندازہ ملتا ہے۔
- اس نظم سے شاعر کی دلی کیفیات و جذبات کا اندازہ ہوتا ہے۔

''اس نظم کے ذریعے خدا کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے'' کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

شاعر کا تعارف

احمد علی نام اور شوقؔ تخلص تھا۔ 1882 کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی زندگی مشکلات میں گذری۔ اسی وجہ سے تعلیم مکمل نہ کر سکے۔ ملازمت کے سلسلے میں ایک اخبار سے وابستہ ہوئے۔ بعد میں بھوپال چلے گئے۔ وہاں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ آخر عمر میں رام پور کے سرکاری کتب خانے میں ملازمت اختیار کی۔ ان کو اپنی مثنوی ''ترانۂ شوق'' سے شہرت ملی، لیکن ان کی شاہ کار مثنوی ''عالم خیال'' ہے۔ انہوں نے اخلاقی اور قومی شاعری بھی کی ہے۔ بچوں کے لئے بھی نظمیں لکھی ہیں۔ ان کا انتقال 1952 کو گونڈہ میں ہوا۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:05 PM

کیا خطا میری تھی ظالم ، تو نے کیوں توڑا مجھے
کیوں نہ میری عمر ہی تک شاخ پر چھوڑا مجھے

جانتا گر اس ہنسی کے درد ناک انجام کو
میں ہوا کے گد گدانے سے نہ ہنستا نام کو

شاخ نے آغوش میں کس لطف سے پالا مجھے
تو نے ملنے کے لئے بستر پہ لا ڈالا مجھے

تو نے میری جان لی دم بھر کی زینت کے لئے
کی جفا مجھ پر فقط تھوڑی سی فرحت کے لئے

دیکھ میرے رنگ کی حالت بدل جانے پہ ہے
پتی پتی ہو چلی بے آب ، مرجھانے پہ ہے

جس کی رونق تھا میں، بے رونق وہ ڈالی ہوگئی
حیف ہے بچے سے ماں کی گود خالی ہوگئی

تتلیاں بے چین ہوں گی جب نہ مجھ کو پائیں گے
غم سے بھونرے روئیں گے اور بلبلیں چلائیں گے

دودھ شبنم نے پلایا تھا، مِلا وہ خاک میں
کیا خبر تھی یہ کہ ہے بے رحم گلچیں تاک میں

مہر کہتا ہے مری کرنوں کی سب محنت گئی
ماہ کو غم ہے کہ میری دی ہوئی رنگت گئی

دیدۂ حیراں ہے کیاری، باغباں کے دل پہ داغ
شاخ روتی ہے کہ ہائے گل ہوا میرا چراغ

میں بھی فانی تو بھی فانی سب ہیں فانی دہر میں
اک قیامت ہے مگر مرگِ جوانی دہر میں

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:06 PM

خلاصہ

''پھول کی فریاد'' احمد علی شوقؔ کی ایک خوبصورت نظم ہے۔اس میں شاعر نے پھول کی فریاد کو پھول کی زبانی نہایت ہی موثر الفاظ میں بیان کیا ہے۔ یہاں شاعر نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ جب پھول کو ڈالی سے جدا کر دیا جاتا ہے تو پھول پر کیا گذرتی ہے اور وہ کس طرح اپنے دکھ درد کی داستان سناتا ہے۔شاعر کا انداز بیان نہایت ہی دلچسپ، مترنم اور بڑا ہی دلکش ہے۔ پھول اپنے توڑے جانے پر کہتا ہے۔ چند لمحات کی زینت کے لئے مجھے شاخ سے الگ کر دیا گیا۔میرے نہ ہونے پر تتلیاں بے چین ہوں گی۔شاخ یہ کہہ کر رو رہی ہے کہ میرا چراغ بجھ گیا۔ آخر میں شاعر پھول کے ذریعہ یہ پیغام دیتا ہے کہ اس دنیا میں میں ،تو اور سب فنا اور ختم ہونے والے ہیں لیکن جوانی کی موت مرنا قیامت سے کم نہیں۔ ذوقؔ نے کہا تھا

؎ ''موت سے کس کو رُستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے''۔

I. (i) الفاظ معنی

گل	=	پھول	گلچیں	=	پھول چُننے والا
خاک میں مل جانا	=	برباد ہو جانا	خطا	=	غلطی
تاک میں رہنا	=	موقع کی تلاش میں رہنا	دیدۂ حیراں	=	حیرت سے دیکھنے والی آنکھ
منتشر ہو جانا	=	بکھر جانا	مہر	=	سورج
ماہ	=	چاند	مرگِ جوانی	=	جوانی کی موت
زینت	=	سجاوٹ	حیف	=	افسوس
دہر	=	دنیا	فانی	=	فنا ہونے والی

(ii) واحد جمع

گل	+	گلیں
خطا	+	خطائیں
موت	+	اموات
خیال	+	خیالات
مثنوی	+	مثنویاں
جذبہ	+	جذبات
موقع	+	مواقع
تکلیف	+	تکالیف

(iii) اضداد

رنج	×	خوشی
پھول	×	کانٹے
نظم	×	نثر
دلچسپ	×	غیر دلچسپ
جدا کرنا	×	ملانا
مؤثر	×	غیر مؤثر
دنیا	×	آخرت
مشکل	×	آسان

امت کے اتحاد سے متعلق علامہ اقبالؒ کا ایک قطعہ

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصاں بھی ایک — ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی ، اللہ بھی، قرآں بھی ایک — کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلماں بھی ایک

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:07 PM

(iv) دیے گئے شعر کی تشریح کیجئے۔

1۔ تتلیاں بے چین ہوں گی جب نہ مجھ کو پائیں گے
غم سے بھونرے روئیں گے اور بلبلیں چلائیں گے

2۔ مہر کہتا ہے مری کرنوں کی سب محنت گئی
ماہ کو غم ہے کہ میری دی ہوئی رنگت گئی

(v) جوڑ لگایئے:

(الف)		(ب)
احمد علی	-	سورج
مہر	-	مثنوی کا نام
پھول کی	-	شوق
1952	-	فریاد
عالم خیال	-	احمد علی شوق کا انتقال

(vi) شعر مکمل کیجئے:

1۔ شاخ نے آغوش میں کس لطف سے ..... مجھے
تو نے ملنے کے لئے بستر پہ لا ..... مجھے

2۔ جس کی رونق تھا میں، ..... وہ ڈالی ہوگئی
حیف ہے بچے سے ماں کی گود .....ہوگئی



II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ نظم ''پھول کی فریاد'' کے شاعر کا نام ..... ہے. (احمد علی/عظمت اللہ/علیم صبا نویدی/مختار بدری)

2۔ کیا.....میری تھی ظالم تو نے کیوں توڑا مجھے (ادا/صدا/خطا/جفا)

3۔ ہنسنا کی ضد.....ہے. (غم/خوشی/درد/رونا)

4۔ احمد علی شوق کا تعلق.....سے ہے (دہلی/لکھنو/چینئی/دیوبند)

5۔ فریاد کی جمع.....ہے (فریادات/فرائد/فریادیں/فریادوں)

6۔ میں بھی فانی کا مطلب.....ہے (نہ ختم ہونا/فنا ہونا/شروع ہونا/ان میں سے کچھ نہیں)

7۔ احمد علی کی پیدائش سن.....ہے (1895/1882/1900/ 1890)

8۔ احمد علی کا تخلص.....ہے (اقبالؔ/ فانیؔ / کاوشؔ/ شوقؔ)

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:08 PM

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ پھول کی فریاد کے شاعر کا نام کیا ہے؟

2۔ اس نظم میں شاعر کس کی فریاد سناتا ہے؟

3۔ بستر پر مَلنے کے لئے کس نے پھولوں کو توڑا؟

4۔ پھول کس کے آغوش میں پل رہا تھا؟

5۔ پھول کے توڑے جانے پر اس کا رنگ کیا ہوا؟

IV. مختصر سوالات:

1۔ پھول کس بات پر فریاد کر رہا تھا؟

2۔ پھول کس دردناک انجام کے ڈر سے کھلنا نہیں چاہتا تھا؟

3۔ پھول کو گل چیں سے کیا شکایت تھی؟

4۔ پھول کی ماں کون ہے؟

5۔ پھول کو دودھ کس نے پلایا؟

6۔ تتلیاں اور بھونرے پھول کے ٹوٹ جانے پر کیا کریں گے؟

7۔ مہر و ماہ کو کس بات کا غم ہے؟

8۔ آخر میں شاعر کیا پیغام دیتا ہے؟

IV.(الف) تفصیلی سوالات:

1۔ اس نظم میں شاعر نے پھول کی زبانی گل چیں سے جو شکایتیں کی ہیں ان کی تفصیل لکھئے۔

2۔ پھول کے توڑے جانے کے بعد چمن کا کیا حال ہوا۔ بیان کیجئے۔

3۔ نظم ''پھول کی فریاد'' میں شاعر نے کس بات کا احساس دلایا ہے؟



عملی کام:

1۔ اس نظم سے ملتے جلتے موضوعات کی نظمیں مطالعہ کیجئے اور شاعر کے خیالات کو نوٹ کیجئے۔

2۔ اس نظم کو زبانی یاد کرنے کی کوشش کیجئے۔

3۔ اپنے استاد کی مدد سے نظم کے معنی و مطلب اور مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

4۔ اس نظم میں پیش کئے گئے شاعر کے جذبات کو اپنے الفاظ میں لکھیں۔

5۔ اس نظم کو کسی جلسہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ترنم اور اشاروں سے پڑھئے۔

اگر تم کسی کے ساتھ نیکی نہ کر سکو تو اس کی برائیوں کی نشاندہی ضرور کر دیا کرو۔

خوش اخلاقی سے امن اور سلامتی حاصل ہوتی ہے۔ اور دونوں کے دل میں بلند مقام اور محبت حاصل ہوتی ہے۔ سقراط

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:09 PM

حصّہ نثر

اکائی 4

صحافت (Journalism)



صحافت کے ذریعہ یکجہتی اور ظلم کے خلاف آواز بلند کر کے مظلوم کو انصاف اور مجرم کو سزا دلوائی جاسکتی ہے۔
صحافی حالات واقعات کی حقیقت جان کر صحیح اور سچی خبر ڈھونڈ لاتا ہے۔
صحافت کے لئے آسان فہم زبان استعمال کی جاتی ہے۔
آزادی کی جنگ میں صحافیوں نے حق کی آواز بلند کرنے کی وجہ سے قید و بند کی تکلیفیں برداشت کیں۔
اردو صحافت کا آغاز اس وقت ہوا جب کہ ملک میں سیاسی بیداری اور خلافت کی تحریکوں نے عوام کو اپنی طرف متوجہ کیا۔
الہلال، البلاغ، ہمدرد، انقلاب، ہمدم وغیرہ اس سلسلے کے اہم اخبارات ہیں۔
مولانا آزاد، ظفر علی خاں، عبدالمجید، وغیرہ مشہور صحافیوں میں سے ہیں۔
موجودہ دور کے صحافیوں میں محمد عثمان، مدیر الجمعیۃ دہلی ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

سیکھنے کے مقاصد

- صحافت کے متعلق اس مضمون کے ذریعہ معلومات حاصل کرنا۔
- صحافی بننے کے لئے جن شرائط کی ضرورت ہے اس کے متعلق واقف ہونا۔
- صحافت کے لئے زبان کا استعمال کیا ہو، اور صحافت کا مقصد کیا ہونا چاہئے، ان کے متعلق واقفیت حاصل کرنا۔
- اردو صحافت کے متعلق اور مشہور وجدید صحافیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔
- اردو اخبارات، خبر کے عناصر وغیرہ کے متعلق علم حاصل کرنا۔

انسان ابتدا ہی سے خبر اور خبر رسانی کے فعل سے مانوس رہا ہے۔ یہ اس کی زندگی کا اہم جزو رہا ہے۔ بلکہ اس کی فطرت میں شامل ہے۔ اس طرح قوموں کی زندگی میں صحافت کا وجود فطری بھی ہے اور ضروری بھی۔

یہ صحافت ہی کا کرشمہ ہے کہ آج دنیا کا ہر انسان دوسرے انسانوں کے دکھ درد کو سمجھ سکتا ہے۔ صحافت خستہ حال افراد اور مظلوم طبقوں کے حالات سے آگاہ کراتی ہے۔ اور انسانوں کے اندر انسانیت کے جوہر جگاتی ہے۔ لہذا صحافت کا رشتہ انسانیت کے ساتھ اٹوٹ ہے جو کہ قوموں کو غلامی سے آزاد کراتی ہے اور قومی یکجہتی کو بڑھاتی ہے۔ ظلم کے خلاف آواز بلند کرتی ہے۔ مظلوم کو انصاف اور مجرم کو سزا دلواتی ہے۔

صحافت عوام کو حالات سے باخبر رکھتی ہے، حکومت اور عوام کے رشتہ کو استوار بناتی ہے اور زندگی کو بہتر اور باوقار بنانے کے لئے صحافت ضروری ہے۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:10 PM

صداقت اورصحت خبر کے لازمی عناصر ہیں۔ان کے بغیر خبر لنگڑی لولی ہوجاتی ہے۔اورتب وہ افواہ کہلاتی ہے۔ افواہ پر بھروسہ کرنا صحافی کا کام نہیں۔ وہ حالات اور واقعات کی تہہ میں جا کر صحیح اور سچی خبر ڈھونڈ لاتا ہے۔اورصداقت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔تا کہ عوام حالات کو صحیح ڈھنگ سے سمجھ سکیں۔اچھے اور برے میں تمیز کرسکیں اوراس طرح وہ رائے عامہ کی تشکیل کا اہم کام انجام دیتا ہے۔

صحافت ہمیشہ کسی نہ کسی مقصد کی پابند ہوتی ہے، کیوں کہ اسے عوام کی رہنمائی کرنی ہوتی ہے۔اسی لئے اس کی زبان عوامی ہوتی ہے۔ اور یہ زبان عام فہم ہوتی ہے۔اگر اسے مشکل اور ثقیل اسلوب کا جامہ پہنا دیا جائے تو صحافت جو پیغام دینا چاہتی ہے اس کا دائرہ محدود ہوجائے گا۔اورعوام تک اس کی رسائی نہیں ہوسکے گی۔اسی لئے صحافی سادہ، سلیس، عام فہم، اور دلکش زبان لکھتا ہے۔وہ حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مختلف مسئلوں کو ابھارتا ہے اور پھر سیاسی صورتِ حال کا تجزیہ کرکے اپنے قارئین کو درس دینے کا فرض انجام دیتا ہے۔

دورِ حاضر میں صحافت کا نصب العین ملک کے اتحاد اور سالمیت کا تحفظ اور سماج میں محبت اور یگانگت، میل جول، بھائی چارگی، سیکولرزم، اور رواداری کے جذبات کو مستحکم بنانا ہے۔

اردو صحافت کا آغاز وارتقاء

ہندوستان میں سب سے پہلے بنگالی زبان میں دیسی صحافت کا آغاز 1818ء میں ''دگ درشن'' کے نام کے ایک ماہنامہ سے ہوا۔ دیسی زبانوں میں بنگالی کے بعد اردو کا نمبر آتا ہے 27/مارچ، 1822ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک بنگالی ملازم ہری ہردت نے ''جام جہاں نما'' کلکتہ سے جاری کیا۔ یہ اردو کا پہلا مطبوعہ اخبار مانا جاتا ہے۔ جام جہاں نما کے اجرا کے چودہ سال بعد 1836 میں دہلی سے ''دہلی اردو اخبار'' جاری ہوا اس کے مہتمم سید حسین تھے۔

> 1857 میں مولانا محمد باقر نے اس اخبار کو جنگ آزادی کی للکار بنادی اور آزادی کے اس متوالے نے اپنے مقصد کے حصول کی خاطر جام شہادت بھی نوش کیا۔ یہ ہندوستان کا پہلا جانباز صحافی تھا جو راہ صحافت میں شہید ہوا۔

1831ء میں ''سیدالاخبار'' نکلا، جو سید محمد خان برادرِ سرسید کا تھا۔ اسی سال مرزا پور سے ''خیر خواہ ہند'' جاری ہوا۔ 1866ء میں سرسید احمد خان نے سائنٹفک سوسائٹی کے اغراض ومقاصد کی اشاعت کے لئے ایک اخبار'' علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ'' جاری کیا۔ 1870ء میں سرسید نے ''تہذیب الاخلاق'' نام کا ایک معرکۃ الآرا رسالہ جاری کیا جس کے ذریعے قوم کی اصلاح کا اہم فریضہ انجام دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اردو میں ایسے اخبارات نکلے جن کے ذریعے عوام میں جذبہء آزادی بیدار کرنے اور ہم وطنوں میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی عظیم کوشش کی گئی۔

خبر کے عناصر

1۔ واقعہ 2۔ دلچسپی 3۔ قارئین یا سامعین

یہ تینوں خبر کے بنیادی عناصر میں شامل ہیں۔ خبر ایسے واقعہ کا فوری صحیح اور بے لاگ بیان ہے جس میں قارئین کے لئے دلچسپی یا اطلاع موجود ہو۔

خبر کے لئے واقعہ بنیاد ہے جب تک کسی واقعہ میں دلچسپی کا عنصر نہ ہو وہ خبر نہیں بن سکتی۔ اگر عام آدمی سڑک کے حادثے میں زخمی ہوجائے تو یہ واقعہ ہوا اسے خبر نہیں کہا جاسکتا ، اس کی جگہ کوئی اہم سیاسی، سماجی، مذہبی یا ادبی شخصیت معمولی طور پر زخمی ہوجائے تو اس حادثے کی خبر نمایاں طور پر چھپے گی۔اسکی وجہ یہ ہے کہ اہم شخصیتوں کی ادنیٰ سے ادنیٰ سرگرمی بھی عوام کے لئے باعثِ دلچسپی ہوتی ہے۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:12 PM

اہمیت کے لحاظ سے خبروں کا چناؤ :

اخبار وہ صحیفہ ہے جس میں بیشتر خبریں ہوتی ہیں، اخبار میں نمودار ہونے سے پہلے یہ خبریں نیوز روم میں بڑی چھان بین کے بعد اخبار کے الگ الگ صفحات پر ملکی، ریاستی، مقامی، بین الاقوامی خبروں کے زمروں میں چھپتی ہیں۔ چنانچہ اہمیت کے اعتبار سے اخبار میں ان کی شمولیت ہوتی ہے۔ اوّل زیادہ اہم خبریں، دوّم اہم خبریں، سوّم کم اہم خبریں۔ چنانچہ خبر نگاران ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خبروں کے حصول کے دوران یہ محسوس کرے گا کہ کونسا واقعہ خبر بن سکتا ہے۔ کیوں کہ سارے واقعات تو خبر نہیں کہلائے جاسکتے۔ خبر کی صحیح نبض پہچاننا اور اس کی صحیح پیمائش کرنا صحافی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

ماہرینِ صحافت نے خبر کی صحیح نبض کو پہچاننے کے لئے چند پیمانے مقرر کئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

1۔ قرب زمانی یا تازگی:

'تازگی' خبر کا لازمی عنصر ہے کوئی بھی شئے اس قدر جلد 'باسی' نہیں ہوجاتی جس قدر کہ خبر ہوجاتی ہے۔ وقت خبر کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کل کی خبر کی آج کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ صحافتی دنیا کا اصول ہے ''آج کی خبر آج''۔ قارئین تازہ ترین اطلاعات جاننے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔

اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ میں خبر کی ترسیل کے سلسلے میں سخت مقابلہ ہوتا ہے اور قارئیں تک خبر پہنچانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی سعی ہوتی ہے۔ اخباروں میں سب سے زیادہ وہ اخبار عوام میں معروف اور معتبر ہوتا ہے جو سب سے پہلے اور صحیح خبر دے۔

قرب مکانی :

انسان میں دور درازی کی خبروں کے مقابلے میں اپنے علاقے اپنے صوبے اپنے ملک اور پڑوس کے ملکوں کی خبر جاننے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔ نزدیکی علاقے کی خبر کی اہمیت، دور کے علاقے کی خبر کے مقابلے میں زیادہ ہوگی۔ مثال کے طور پر شہر چینئی میں ٹرافک جام ہوجاتی ہے تو یہ خبر چینئی والوں کے لئے اہم ہے۔ ممبئی یا کلکتہ والوں کے لئے نہیں۔ یہ خبر چینئی کے اخباروں میں جگہ پائے گی۔ جب کہ دیگر علاقوں کے اخباروں میں اس کا کوئی ذکر نہ ہوگا۔ اس طرح اگر وزیر اعظم چینئی آرہے ہیں تو یہاں پر ان کی مصروفیات کی خبر زیادہ تفصیل کے ساتھ چینئی کے اخباروں میں جگہ پائے گی، جب کہ دیگر شہروں میں اس قدر تفصیل کے ساتھ یہ خبر نہیں چھپے گی۔ چنانچہ قرب مکانی یا مقامیت خبر کا لازم عنصر ہے اور یہ عنصر جتنا قوی ہوگا، خبر میں اس قدر کشش ہوگی۔

تجسّس :

ہر انسان کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ راز کی باتیں جاننا چاہتا ہے۔ پوشیدہ باتوں سے واقفیت حاصل کرنے کی سعی کرنا انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ انسان ہمیشہ ایسی خبر کا متلاشی رہتا ہے جو اس کے لئے حیرت اور دلچسپی کا باعث بنے۔ چنانچہ اخبار میں اس طرح کی کوئی خبر مل جائے تو وہ غیر معمولی دلچسپی سے اس کا مطالعہ کرتا ہے۔

اخلاقی جواہر پارے:

جو قصوروار ہے وہ سمجھتا ہے کہ اسی کی برائی کرتے ہیں۔
سب سے بڑی حکومت غصہ کو محکوم کرنا ہے۔
خوشیاں اسی وقت ملتی ہیں جب دوسروں کو خوش کیا جائے۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:14 PM

خبروں کے اصول کے ذرائع :

رپورٹر اور نامہ نگاروں کو خبریں درج ذیل ذرائع سے حاصل ہوتی ہیں۔

1۔ پریس ریلیز اور پریس نوٹ
2۔ پریس کانفرنس
3۔ انٹرویو (اخباری ملاقات)
4۔ پارلیمنٹ اور اسمبلی
5۔ کانفرنس اور سیمینار
6۔ تقاریر
7۔ عدالتیں
8۔ رپورٹ
9۔ پولیس
10۔ ہسپتال
11۔ ریلوے اور بس اسٹیشن اور ہوائی اڈہ
12۔ پریس روم اور پریس کلب
13۔ فائر بریگیڈ

خبر بندی کے اُصول:

خبر ایک تجارتی صنف ہے۔ جدید اخبار میں شائع شدہ کسی خبر کو پڑھ کر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل چھ یا ان میں سے چند سوالات کے جواب پائے جاتے ہیں :

کیا؟ کس نے؟ کب ؟ کہاں؟ کیوں؟ کیسے؟

یہ ضروری نہیں کہ ہر خبر میں ان سارے سوالات کے جوابات ہوں یا ان کی ترتیب اسی طرح ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ کوئی بھی خبر مندرجہ بالا سوالات میں سے باہر نہ ہو۔

صحافت میں ان سوالات کو انگریزی حروف کے حساب سے پانچ ڈبلیو (W) اور ایک ہیچ (H) کا اصول کہا جاتا ہے۔

(What? Who? When? Where? Why? How?)

اردو میں ہم اس کو چھ کافی سوالات کہیں گے۔

اس اصول کی وضاحت کے لئے فرض کرلیں کہ کوئی قتل ہوگیا اور مدیر اخبار (Editor) نے اپنے نامہ نگار (Reporter) کو خبر حاصل کرنے کی ذمہ داری دی ہے۔ تو اس واقعے کو خبر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

1۔ کیا سچ مچ قتل ہوا؟
2۔ قتل کس نے کیا؟
3۔ قتل کب ہوا؟
4۔ قتل کہاں ہوا؟
5۔ قتل کیوں ہوا؟
6۔ قتل کیسے ہوا؟

خبرنگار یا اخبارنویس کے اوصاف:

مسٹر لیونارڈ ریس ایڈیٹر ''سنڈے ٹائمز'' اخبارنویس کے اندر چار صفات کا ہونا ضروری مانتے ہیں۔

1۔ تعلیم 2۔ مشاہدہ 3۔ قوت امتیاز 4۔ احساس ذمہ داری

تعلیم : وہ بنیاد ہے جس پر اخبارنویس اپنے مستقبل یا کیریئر کی عمارت کھڑی کرتا ہے۔

قوت مشاہدہ : صحافت میں ہر قدم پر لازمی ہے۔

قوت امتیازی : کی بدولت وہ ضروری اور غیر ضروری باتوں میں امتیاز کرتا ہے۔

احساس ذمہ داری : اس فن میں دیگر فنون کی بہ نسبت زیادہ ضروری قرار دی گئی ہے۔ اس لئے کہ اخبارنویس قوم کی تعمیر اور انسانی حقوق کی حفاظت اور مظلوموں کی پشت پناہی کا اہم فریضہ انجام دیتا ہے۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:14 PM

رپورٹر : (Reporter)

رپورٹر اخبار کا وہ اہم رکن ہے جس کے بغیر اخبار کا تصور ہی ناپید ہے۔خبروں کی بنا اخبار کی تشکیل کیوں کر ہوسکتی ہے؟ چنانچہ رپورٹر جو کہ خبریں مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے اخبار کی ریڑھ کی ہڈی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اخبار کی کامیابی اور ساکھ کا دارومدار رپورٹر پر ہے۔

تلاش وتحقیق :

رپورٹر واقعہ یا حادثات کی تفصیلات جاننے کے لئے صحیح جگہ اور صحیح افراد تک پہنچ کر واقعہ یا حادثہ کے اسباب وعلت کی تحقیق کر کے اپنی رپورٹ کو جامع اور قابل قبول بناتا ہے۔

متجسس دماغ :

رپورٹر اگر متجسس دماغ رکھتا ہے تو کسی بات کو بے چوں وچرا تسلیم نہیں کرے گا، بلکہ اس سلسلے میں مزید تحقیقات کر کے سچائی تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

زبان پر قدرت:

ایک اچھے صحافی کو زبان وبیان پر مکمل عبور اور دسترس ہونا چاہئے۔

حاضر دماغی اور تیزی:

اخبار نویس کو ہمیشہ چست وچوبند اور حاضر دماغ رہنا چاہئے۔اس کی حاضر دماغی اور ہوشیاری کے باعث اہم خبریں منظر عام پر آتی ہیں۔
اہم خبریں اخبار کے دفتر تک خود نہیں پہنچتیں، بلکہ چوکنا رپورٹر خبر کھوجنے کی فطری صلاحیت سے پہنچاتا ہے۔

تحمل اور صبر:

رپورٹر کو ہر حال میں جذباتیت کے بجائے تحمل، صبر اور سکون سے کام لینا چاہئے۔ اُسے کڑی آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے اور سخت جدوجہد سے نامساعد حالات میں بھی اپنے فرائض تحمل اور بردباری سے انجام دینے پڑتے ہیں۔
نیز دوراندیشی اور موقع شناسی ہونی چاہئے اور حالات حاضرہ سے واقفیت ہونا ضروری ہے صحافی کو ذوق سلیم سے بہرور ہونا چاہئے۔
اگر مندرجہ بالا تمام صفات رپورٹر میں ہوں تو وہ ایک کامیاب اور باکمال صحافی بن سکتا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

خبر وہ ہے جو صبح ناشتے کی میز پر یا رات کے ابتدائی حصہ میں زیر بحث آئے وہی اصل خبر ہوتی ہے۔
مذہبی بحث ومباحثہ کے کالم اخبارات میں پابندی سے شائع ہوتے ہیں مذہبی رہنما جب کسی متنازعہ فیہ مسئلہ پر متنازعہ بیان دیتے ہیں تو یہ بھی خبر بن جاتی ہے۔مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے بجٹ بھی لوگوں کی توجہ کا مرکز ہوتے ہیں۔

انگریزی اخبارات میں مقامی خبریں زیادہ تعداد میں نہیں چھپتی ہیں۔اور اگر چھپتی بھی ہیں تو ان کی زیادہ تفصیل بیان نہیں ہوتی۔اور اب بھی بڑے اخبارات چھوٹے پیمانے کی خبریں نہیں دے رہے ہیں۔
ہندوستانی پریس پر سیاست کا غلبہ ہے۔قومی اور علاقائی سیاسی جماعتیں روزانہ پریس کانفرنس منعقد کرتی ہیں۔
اردو صحافیوں میں جس چیز کی کمی ہے وہ ہے ''پیشہ وارانہ ہنر''۔ اور ''سافٹ ویر کا ہنر''۔اردو صحافی میں انگریزی کی ٹھوس معلومات نیز انگریزی سے اردو اور ہندی سے اردو نیز مقامی زبانوں سے اردو میں ترجمہ کرنے کا ہنر چاہئے۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:15 PM

اردو ٹائپسٹ :

بہت سی بین الاقوامی تنظیمیں ایسے افراد کی تلاش میں ہیں جو اردو اور انگریزی میں کام کر سکیں اور وہ کمپیوٹر کی اچھی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔ اردو ٹائپنگ کے لئے ان پیج نامی سافٹ ویر کا علم رکھنا ضروری ہے۔ اس طرح ہم اردو زبان کی ٹائپنگ کے ذریعے صحافت، کتابت اور طباعت کے میدان میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔

حاصل کلام

- اس مضمون کے مطالعہ سے فن صحافت کے بارے میں نئی نئی معلومات فراہم ہوتی ہیں۔
- صحافت ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعہ سے آدمی اپنے دکھ، درد اور آپسی پریشانیوں کو سمجھا سکتا ہے۔
- صحافت انسانوں کے اندر انسانیت کے جوہر جگاتی ہے۔ قوموں کو غلامی سے آزادی کراتی ہے۔ قومی یکجہتی کو بڑھاتی ہے۔
- ظلم کے خلاف آواز بلند کر کے مظلوم کو انصاف اور مجرم کو سزا دلواتی ہے۔
- صحافی حالات اور واقعات کی تحقیق کر کے سچی خبریں ڈھونڈ لاتا ہے اور صداقت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔
- صحافت کی زبان سادہ، سلیس، عام فہم، اور دلکش ہوتی ہے۔ اس لئے کہ صحافی کو عوام کی رہنمائی کرنی ہوتی ہے۔
- وہ حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے قارئین کو درس دینے کا فرض انجام دیتا ہے۔
- دورِ حاضر میں صحافت کا نصب العین ملک کے اتحاد اور سالمیت کا تحفظ اور سماج میں محبت اور یگانگت، میل جول، بھائی چارگی، سیکولرزم اور رواداری کے جذبات کو مستحکم بنانا ہے۔



کیا تم جانتے ہو؟

اُردو زبان کا ایک قدیم اخبار

"اودھ اخبار"

یکم جنوری 1875ء

مطابق ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۹۱ھ بروز جمعہ

لکھنو سے شائع ہوا تھا۔

جس کی ایک کاپی برٹش لائبریری میں آج بھی موجود ہے۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:16 PM

I. (i) الفاظ معنی

خبر رسانی	=	خبر پہنچانا	مانوس	=	راغب، مائل، مرغوب
کرشمہ	=	کارنامہ	خستہ حال	=	براحال
طبقوں	=	جماعتوں	کشش	=	جاذبیت
اٹوٹ	=	نہ ٹوٹنے والا	استوار کرنا	=	بنانا، قائم کرنا
تہہ تک پہنچنا	=	گہرائی تک جانا	عام فہم	=	عام لوگ سمجھنے کے لائق
سلیس	=	آسان	محدود	=	مختصر، خاص
یگانگت	=	یکتا، اتحاد و اتفاق	مستحکم	=	مضبوط
تشکیل دینا	=	شکل دینا	رسائی	=	پہنچ
نصب العین	=	مقصد	قارئین	=	پڑھنے والے
پیمائش کرنا	=	ناپنا	ذرائع ابلاغ	=	پہنچانے کے ذرائع
باوقار	=	باعزت	ڈھنگ	=	طریقہ، سلیقہ
تجزیہ	=	وضاحت کرنا	اشاعت	=	نکالنا
معرکۃ الارا	=	مشہور و معروف	ثقیل	=	مشکل
عناصر	=	اجزاء	زمرے	=	جماعت، حصے
تجسّس	=	جاسوسی کرنا، چھان بین کرنا			

(ii) واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھئے۔

خبر	+	اخبار	اجزاء	–	جز
کرشمہ	+	کرشمے	اقوام	–	قوم
عنصر	+	عناصر	افراد	–	فرد
پیغام	+	پیغامات	طبقات	–	طبقہ
اسلوب	+	اسالیب	واقعات	–	واقعہ
لفظ	+	الفاظ	تبصرے	–	تبصرہ
مقصد	+	مقاصد	تجزیات	–	تجزیہ
جذبہ	+	جذبات	مسائل	–	مسئلہ
حادثہ	+	حادثات	اشیاء	–	شئے
شخصیت	+	شخصیات	اطلاعات	–	اطلاع
ذریعہ	+	ذرائع	اصناف	–	صنف
اصل	+	اصول	اوصاف	–	وصف
حرف	+	حروف			

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:17 PM

(iii) جوڑ لگایئے:

الف		ب
1۔ صحافت کرنے والا	-	سچائی سے رہتا ہے
2۔ صحافت کا تعلق	-	کانفرنس وسمینار
3۔ سرسید	-	واقعہ، دلچسپی بھی ہیں
4۔ خبر کے عناصر میں سے	-	صحافی
5۔ خبریں حاصل ہونے کا ایک ذریعہ	-	تہذیب الاخلاق



II. صحیح جواب منتخب کیجئے :

1۔ صحافت کا تعلق.....سے ہے۔ (خبر رسانی/کتابوں/لائبریری/مدرسوں)

2۔ صحافی حقیقی مضمون میں وہ ہے جو..... خبر پیش کرتا ہو۔ (سچی/جھوٹی/سنی ہوئی/پڑھی ہوئی)

3۔ بہترین صحافت وہ ہے جس کی زبان..... ہو۔ (مشکل/آسان/نہ سمجھنے والی/خاص)

4۔ صحافت کے ذریعہ ملک میں.....قائم ہوسکتا ہے۔ (اتحاد و سیکولرزم/اختلاف/جھگڑا/امن)

5۔ سرسید ایک مشہور.....بھی تھے ۔ (صحافی/وزیر اعظم/وزیر اعلیٰ/صدر)

6۔ تہذیب الاخلاق.....کا اخبار ہے۔ (شبلی/حالؔی/سرسید/ڈپٹی نذیر احمد)

7۔ ہندوستان میں سب سے پہلے.....زبان میں صحافت کا آغاز ہوا۔ (تمل/تلگو/بنگالی/اردو)

8۔ ''جام جہاں نما''.....زبان کا اخبار ہے۔ (اردو/فارسی/بنگالی/تلگو)

9۔ عام طور پر لوگ پرانی خبریں.....ہیں۔ (پڑھنا چاہتے/پڑھنا نہیں چاہتے/دلچسپی سے پڑھتے/غور سے پڑھتے)

10۔ صحافی کو ہمیشہ.....ہونا چاہئے۔ (سچا / چالاک / ذہین / دلیر)

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ صحافت کے ذریعے ہمیں کہاں کی خبریں معلوم ہوتی ہیں؟

2۔ افواہ کسے کہتے ہیں؟

3۔ اردو صحافت کا آغاز کب ہوا؟

4۔ لفظِ صحافت کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟

5۔ خبر کے کسی ایک عنصر کا نام لکھئے۔

6۔ تازہ خبر کسے کہتے ہیں؟

7۔ رپورٹر کا کام کیا ہے؟

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:17 PM

IV. مختصر سوالات:

1۔ صحافت کسے کہتے ہیں اور انگریزی میں اس کے لئے کونسا لفظ استعمال ہوتا ہے؟

2۔ چند مشہور پرانے صحافیوں کے نام لکھئے۔

3۔ پانچ ''W'' اور ایک '' H'' کا مفہوم سمجھائیے۔

4۔ صحافت کی زبان کیسی ہو اور کیوں؟

5۔ چند مشہور پرانے اخباروں کے نام لکھئے۔

6۔ اپنے چند مقامی صحافیوں کے نام لکھئے۔

7۔ سرسید کے چند اخبارات کے نام لکھئے۔

8۔ عام طور پر لوگ کیسی خبریں پڑھنا چاہتے ہیں؟

9۔ خبریں حاصل ہونے کے چند ذرائع لکھیں۔

10۔ آج کل کس طرح جلد از جلد خبریں ہم تک پہنچتی ہیں؟

V. تفصیلی سوالات :

1۔ صحافت کے کیا مقاصد ہونے چاہئے؟ اس پر ایک مضمون لکھئے۔

2۔ ایک بہترین صحافی کی کیا خوبیاں ہونی چاہئے؟

3۔ آزادی کی جنگ میں صحافیوں کی کیا خدمات رہی ہیں؟

4۔ تحریک آزادئ ہند میں اردو صحافت نے کیا خدمات انجام دیں؟

5۔ اس مضمون کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

(v) دی گئی انگریزی عبارت کا اردو میں ترجمہ کیجئے:

We use Buses, Cars, Vans, Trains, and Aeroplanes for our travelling. Aeroplanes are the fastest medium of transport. We have also now with us fast moving trains. Buses of Ordinary and deluxe types are running on the roads.

(vi) دئے گئے جملوں کو انگریزی میں ترجمہ کیجئے:

1۔ ہندوستان ہمارا ملک ہے۔

2۔ ہمارے ملک میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔

3۔ ہماری اسکول کے کتب خانہ میں بے شمار کتابیں ہیں۔

4۔ ڈاکٹر عبدالکلام ایک مشہور سائنس دان ہیں۔

5۔ علاّمہ اقبالؔ اردو کے مشہور شاعر ہیں۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:18 PM

''فن صحافت'' سے متعلق کورسس

کیا تم جانتے ہو؟

1. Diploma in Journalism and Mass Communication
2. Diploma in Visual Communication

یہ ایسے کورسس ہیں جن میں بارھویں جماعت کے بعد داخلہ لیا جاسکتا ہے۔ ان کورسس کو مکمل کرنے کے بعد ہم صحافی بن سکتے ہیں۔

آزاد صحافی (Freelance journalist) وہ صحافی ہے، جو کسی ایک میڈیا میں مقید نہ ہو کر آزادانہ طور پر خبریں اور معلومات پیش کرتا ہے۔



عملی کارکردگی:

- صحافت سے متعلق مضامین اور کورسس تلاش کر کے پڑھیے، اور زیادہ معلومات حاصل کیجئے۔
- نامور صحافیوں کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے ناموں کو اپنی کاپی میں نقل کیجئے۔
- آپ کے علاقے کے مشہور صحافی کون ہیں؟ ان سے مل کر ایک انٹرویو لیجئے۔
- روزمرّہ اخبارات میں صحافیوں کے مختلف تبصروں کا بغور مطالعہ کیجئے۔
- اپنی اسکول کی تعلیم کے بعد ''فن صحافت'' کا علم حاصل کیجئے اور ایک ایماندار صحافی بننے کی کوشش کیجئے۔
- اپنے صحافتی پیشے سے لوگوں کے جائز حقوق دلوایئے۔ اور عوام کے مسائل ذمّہ داروں تک پہنچایئے۔
- اپنے علاقے اور محلے میں ہونے والے اہم حادثات و واقعات کو صحافی کے حوالے کر کے اخبار میں چھپوانے کی درخواست کیجئے۔ اور ایسے اچھے اچھے کام، اور سماجی خدمت کیجئے، جس سے آپ کا نام اخبارات میں روشن ہو۔
- اپنے اور اسکول کے کمپیوٹرس میں اِن پیج سافٹ ویئر ڈاؤن لوڈ کریں اور اردو ٹائپنگ میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

کیا تم جانتے ہو؟

- تمل ناڈو میں صحافت ''جامع الاخبار'' سے شروع ہوئی۔
- اعظم الاخبار، آفتاب عالم، عمدۃ الاخبار، تعلیم الاخبار، وغیرہ تمل ناڈو کی صحافت میں سرِفہرست ہیں۔
- صحافی حکومت کا اہم سرمایہ ہوتے ہیں۔
- ایک کامیاب صحافی وہ ہے جو عوام کے مسائل کا علم رکھے اور حکومت تک انہیں پہنچائے۔
- جس ملک میں صحافیوں کے جائز حقوق ادا نہیں ہوتے اور اپنی رائے کو آزادانہ طور پر پیش کرنے کی اجازت نہیں ہوتی وہ ملک ترقی نہیں کرسکتا۔

اقوالِ زرّین

اگر کوئی شخص نیک کام کرے تو صرف گھر والوں کو معلوم ہوتا ہے۔ مگر برے کام دور دراز تک پہنچ جاتے ہیں۔

زندگی کا ہر ایک دن تمہاری تاریخ کا ایک ورق ہے۔

مصائب پر شور و غل کرنا مناسب نہیں کیوں کہ یہ اپنی ہی گناہوں کی وجہ سے نازل ہوتے ہیں۔

زندگی ایک دولت ہے، جس میں محبت، خوشی اور تعریف کی تمام قوتیں موجود ہوتی ہیں۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:20 PM

اردو سافٹ ویئر اور ٹائپنگ :

اِن پیج

اردوسافٹ ویئر ''ان پیج'' کے نام سے گذشتہ بیس برس قبل ہی منظرعام پر آچکی ہے۔اوراس کے کئی ورشن بھی آچکے ہیں۔

ان پیج سافٹ ویر میں ٹائپنگ کا بالکل آسان طریقہ بھی ہے: آپ انگریزی ''تلفظ'' کے اعتبار سے ٹائپ کرسکتے ہیں، اگرآپ کواردو میں ''م'' ٹائپ کرنا ہےتو '' m '' دبائیں، اگرآپ کو '' ن '' کی ضرورت ہےتو '' n ''۔اسی طرح '' ر '' کے لئے '' r '' ہے۔ غرض اردو کے ہرحروف کے لئے انگریزی تلفظ کا خیال رکھیں۔ ٹ،ڑ،ش ، وغیرہ کے لئے ''شفٹ کی'' (Shift Key) کا استعمال کریں۔

چونکہ اردو میں مترادف حروف اور ہم آواز حروف کثرت سے ہیں مثلاً '' ض ، ظ ، ذ ، ز ، ژ ، ان کے ہم وزن تلفظ انگریزی حرف صرف ''z'' ہی ہے، شفٹ کے ساتھ یہ ''کی'' صرف کسی دو حروف کا بدل ہوسکتا ہے۔لہذا باقی چند حروف کے لئے بےتلفظ ''کی'' استعمال کرنا پڑے گا مثلاً ''ظ'' کے لئے '' V '' شفٹ کے ساتھ اور '' ض '' کے لئے '' J '' شفٹ کے ساتھ۔ اور '' ژ '' کے لئے '' X '' شفٹ کے ساتھ اور '' ش '' کے لئے '' x ''کو اور '' چ '' کے لئے '' c '' اور '' ث '' کے لئے ''C'' شفت کے ساتھ کریں۔

ان پیج ''کی'' بورڈ کے استعمال کا طریقہ :

ان پیج سافٹ ویر کا صفحہ کھلنے کے بعد آپ ایڈیٹ(Edit) کا بٹن کلک کریں۔اس ڈائیلاگ باکس کے آخر میں '' Preferences '' کلک کریں۔جس کے آخر میں'' Keyboard Preferences '' کلک کریں تو اس میں کئی طرح کے''کی بورڈ'' نام ہوں گے جیسے Aaftab, Muqtada, Phonetic وغیرہ۔ آپ اس میں '' Phonetic '' کلک کرکے OK کلک کریں تو آپ آسانی کے ساتھ ''تلفظ'' کے مطابق ٹائپ کرسکتے ہیں۔

دوسری زبانوں اور اردو زبان کی ٹائپنگ میں ایک نمایاں فرق ہے، جس کا جاننا بےحد ضروری ہے۔

دوسری زبانوں کی ٹائپنگ میں حروف الگ الگ درج ہوتے ہیں مگر اردو (عربی اور فارسی بھی) کے حروف جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ کو ہر جملے کے ختم پر اسپیس بار (Space bar) دبانا ضروری ہے ورنہ جملہ صحیح ٹائپ نہیں ہوگا۔ مثلاً اگرآپ کو '' نہیں ہے'' ٹائپ کرنا ہو تو''نہیں'' کے بعد آپ کو spacebar دبانا ہوگا، ورنہ ''نہینہے'' ایسے جڑے ہوئے درج ہوں گے جو کہ غلط ہے۔

MS Office (MS word , Excel, Power Point) وغیرہ میں ان پیج کو منتقل کرنا :

ان پیج میں آپ ٹائپ کرنے کے بعد اس کو انٹیرنیٹ کے ذریعے مائیکروسافٹ ورڈ، ایکسل، پاور پائنٹ، وغیرہ میں تبدیل کرسکتے ہیں۔جس کا ویب سائیٹ ''www.urdu ca.com'' ہے اس ویب سائٹ میں جاکر convert to word کلک کریں ان پیج میں ٹائپ شدہ مواد کو کاپی کرکے یہاں پیسٹ(paste) کریں اور Convert کلک کرکے پھر کاپی کرلیں اور یم۔یس۔ورڈ یا یکسل یا پاور پائنٹ جہاں ضرورت ہو وہاں (paste) پیسٹ کرلیں۔

لکھنا پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا پانی پینا پڑا ہے پائپ کا

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:21 PM

غزلیات

اکائی 4

غزل

غالبؔ

شاعر کا تعارف



مرزا اسداللہ خاں غالبؔ (1797-1869)

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ باپ اور چچا کے انتقال کی وجہ سے بچپن ہی میں تنہا رہ گئے تھے۔ تیرہ سال کی عمر میں ان کی شادی ہوگئی۔ کچھ عرصے بعد غالبؔ دلّی آ گئے اور عمر بھر یہیں رہے۔ زندگی کے آخری دن لمبی بیماری کی وجہ سے تکلیف میں گزرے۔ غالبؔ نہایت اعلیٰ ذہن کے مالک تھے۔ مزاجاً خوددار اور شوخی تھے۔ یہ صفات ان کے کلام اور خطوط میں بھی نمایاں طور پر محسوس ہوتے ہیں۔ غالبؔ نہ صرف اردو کے، بلکہ فارسی کے بھی ایک عظیم شاعر تھے۔

شعر و شاعری کا شوق انھیں بچپن ہی سے تھا۔ ابتدا میں اسدؔ تخلص کرتے تھے۔ بعد میں غالبؔ اختیار کیا اور اسی تخلص سے مشہور ہوئے۔ غالبؔ کی طبیعت میں جدّت پسندی تھی۔ وہ نئی سے نئی راہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے اُن کا ابتدائی کلام مشکل لگتا ہے۔ دوستوں کے مشورے پر انھوں نے مشکل پسندی کی یہ روش ترک کردی اور نسبتاً آسان زبان استعمال کرنے لگے۔ انھوں نے شاعری میں ایک نئے طرز کی بنیاد ڈالی جس کی وجہ سے خیالات کی تازگی، موضوعات کی رنگارنگی، فکر کی بلندی، اور الفاظ کی معنی خیزی ان کے کلام میں نمایاں ہیں۔ اُن کے کلام میں زندگی اور کائنات کی بہت سی نازک اور اہم باتوں کی طرف اشارے ملتے ہیں۔ ان کے اشعار میں معنی کی کثرت ہے۔ کوئی موضوع ایسا نہ ہوگا جس پر غالبؔ نے طبع آزمائی نہ کی ہو۔ ان کے بیشتر اشعار ضرب المثل بن گئے ہیں۔

کیوں جل گیا نہ تابِ رخِ یار دیکھ کر
جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر

واحسرتا، کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ
ہم کو حریصِ لذتِ آزار دیکھ کر

بک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ
لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر

سر پھوڑنا وہ غالبؔ شوریدہ حال کا
یاد آ گیا مجھے تری دیوار دیکھ کر

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:22 PM

I.(i) الفاظ معنی

تابِ رُخِ یار = محبوب کے چہرے کی رونق

واحسرتا = ہائے افسوس

لذت آزار = تکلیف برداشت کرنے والا

متاع = دولت/ سرمایہ

عیار طبع = چالاک

راہ پُرخار = کانٹے دار راستہ

شوریدہ حال = پریشان حال

(ii) شعر مکمل کیجئے :

1۔ بک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ لیکن عیار طبع ..... دیکھ کر

2۔ سر پھوڑنا وہ غالبؔ شوریدہ حال کا یاد آ گیا مجھے ..... دیکھ کر

II. مختصر سوالات



1۔ مرزا غالبؔ کا پورا نام کیا ہے؟

2۔ مرزا غالبؔ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

3۔ ''محبوب نے ظلم وستم سے اپنے ہاتھ روک لئے ہیں'' شاعر نے اس کی کیا وجہ بتائی ہے؟

4۔ شاعر راہ کو پُرخار دیکھ کر کیوں خوش ہو رہا ہے؟

5۔ غزل کے مقطع میں غالبؔ نے خود کو ''شوریدہ حال'' کیوں کہا ہے؟

6۔ غالبؔ کے چند عمدہ صفات کا ذکر کیجئے۔

کیا تم جانتے ہو؟

میرؔ اور سوداؔ کے بعد دہلی میں غالبؔ اور ذوقؔ اور مومنؔ نے غزل گوئی کو وقار بخشا۔ غالبؔ نے غزل میں فکری عنصر کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ سمویا اور بقول فراق گورکھپوری ''غالبؔ نے اردو غزل کو مجہول داخلیت اور سطحی خارجیت دونوں تنگ دائروں سے نکال کر فطرت انسانی سے قریب کر دیا۔

غالبؔ کے کلام میں بلا کی سادگی، سلاست اور روانی ہے۔ کم سے کم الفاظ میں زیادہ مضمون ادا کرنے میں انہیں یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ سادہ الفاظ کی سطح کے نیچے عمیق معنی اس طرح پنہاں ہیں، جیسے دریا کے شفاف پانی کے نیچے دریا کی تہہ۔ وہ ایک کامل مصور ہیں اور ان کو خیالی تصویروں کے کھینچنے کا عجیب وغریب ملکہ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

نیند اس کی ہے دماغ اس کا ہے راتیں اس کی ہیں جس کے شانے پر تری زلفِ پریشاں ہو گئیں

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:23 PM

سر سری مطالعہ

اکائی 4

موتیوں کا ہار

قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی انصاریؒ

قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی انصاریؒ کہتے ہیں:

میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا۔ ایک دن مجھے سخت بھوک لگی۔ مجھے کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے اپنی شدید بھوک مٹا سکوں۔ اس دوران مجھے ریشم کی ایک تھیلی گری ہوئی ملی۔ اس کا منہ ریشمی تاگے سے بندھا ہوا تھا۔ میں نے تھیلی لی اور سیدھا اپنے گھر آیا۔ جب تھیلی کھولی تو اس کے اندر موتیوں کا ایک نہایت خوبصورت ہار تھا۔ اس سے پہلے میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنا خوبصورت ہار نہیں دیکھا تھا۔ تھیلی کو گھر میں رکھا اور باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی پانچ سو دینار ہاتھوں میں لئے اعلان کر رہا تھا۔ میری ریشمی تھیلی گم ہوگئی ہے، جس میں موتیوں کا ہار ہے۔ جو شخص اسے واپس دے گا، یہ پانچ سو دینار اسے بطورِ انعام دوں گا۔

میں نے اس کا اعلان سن کر دل میں کہا۔ ''میں اس کا ضرورت مند ہوں، فاقہ کشی ہے۔ مگر یہ ہار میرا نہیں ہے نہ ہی میرا اس پر کوئی حق ہے۔ مجھے ہر حالت میں اسے واپس کر دینا چاہئے''، اچانک رسولؐ کی حدیث کا خیال آیا " مَنْ تَرَکَ شَیْأً لِلّٰہِ عَوَّضَہُ اللّٰہُ خَیْراً مِنْھَا " جس نے اللہ کے لئے کوئی چیز چھوڑی، اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر عطا فرمائیں گے۔

اس حدیث کو یاد آنے کے بعد میں نے اپنے عزائم کو اور پختہ کیا اور گھر جا کر وہ تھیلی لایا۔ بوڑھے نے مجھے تھیلی کی علامت، اس کے پھندنے کی علامت اور اس کے اندر ہار میں موتیوں کی لڑیوں کی تعداد بتا دی۔ نیز جس تاگے سے تھیلی بندھی ہوئی تھی۔ اس کی علامت بھی بتا دی۔ میں نے تھیلی بوڑھے کے سپرد کر دی۔

بوڑھے نے اپنی تھیلی پا کر مجھے پانچ سو دینار دینے کی کوشش کی۔ لیکن میں نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا: ''اس تھیلی کو اس کے مستحق تک پہنچانا میرے اوپر واجب تھا، اس لئے میں اس کا بدلہ نہیں لے سکتا''۔

بوڑھے نے کہا، ''نہیں، تمہیں یہ ضرور لینا ہوگا''۔ پھر اس نے بار بار اصرار کیا۔ لیکن جب میں نے لینے سے انکار کر دیا تو وہ مجھے چھوڑ کر چلتا بنا۔ میرے پاس کوئی بھی ذریعہ معاش نہیں تھا جس سے میں اپنی زندگی گزارتا۔ میں نے ذریعہ معاش کی تلاش۔ میں مکہ مکرمہ سے رخصتِ سفر باندھا اور سمندر کے سفر میں روانہ ہوگیا۔ اتفاق سے میری کشتی ٹوٹ گئی اور لوگ غرقاب ہوگئے۔ کشتی میں جو کچھ ساز و سامان تھا وہ سب کا سب سمندر کی نذر ہوگیا۔ اتفاقاً کشتی کا ایک تختہ میرے ہاتھ آ گیا۔ میں اس میں بیٹھ گیا۔ نہ جانے کب تک سمندر کے تھپیڑوں سے دوچار ہوتا رہا۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں اور میری منزل کدھر ہے۔ سمندر کے تھپیڑوں نے مجھے ایک ایسے جزیرہ میں لا ڈالا، جہاں کچھ لوگ آباد تھے۔ میں جزیرے کے اندر داخل ہوا اور وہاں ایک مسجد میں جا کر پناہ گزیں ہوگیا۔

میں مسجد میں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا۔ جزیرے کے لوگوں نے میری قرأت سنی تو بڑے خوش ہوئے۔ میرے پاس اکٹھے ہوگئے اور کہنے لگے، ''ہمیں او ہمارے بچوں کو بھی قرآن پڑھنا سکھلاؤ''۔ چنانچہ میں ان لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے لگا، انھوں نے میری کافی خاطر و مدارات کی۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:24 PM

ایک روز میری نگاہ مسجد کے اندر قرآن کریم کے چند اوراق پر پڑی تو میں انہیں لے کر لکھنا شروع کیا۔لوگوں نے پوچھا،''کیا تمہیں اچھی طرح لکھنا بھی آتا ہے''۔ میں نے جواب دیا،''ہاں''۔ان لوگوں نے مجھ سے درخواست کی،''ہمارے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھاؤ''۔

اس کے بعد وہ لوگ اپنے بچوں اور جوانوں کو میری خدمت میں بھیجنے لگے اور میں انہیں پڑھنے لکھنے کی تعلیم دینے لگا۔اس کی وجہ سے مجھے بہت سامال بھی حاصل ہوگیا۔اور گاؤں میں میری خاص اہمیت بھی ہوگئی۔

چند دنوں کے بعد ان لوگوں نے مجھ سے کہا،''ہمارے ہاں ایک یتیم لڑکی ہے، نیک سیرت اور خوبصورت ہے۔اس کے پاس ورثے میں کچھ دولت بھی آئی ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ اس سے تمہاری شادی کر دیں''۔لیکن میں نے شادی کرنے سے انکار کر دیا،ان لوگوں نے کہا،''نہیں نہیں، ہم تمہاری شادی کر کے چھوڑیں گے''۔ پھر انھوں نے مجھے مجبور کر دیا، میں نے کچھ پس وپیش کے بعد ہاں کر دی۔

شادی کے بعد جب بیوی سامنے آئی تو میں نے دیکھا بالکل وہی موتیوں کا ہار اس کے گلے کی زینت بنا ہوا ہے جس کو میں نے مکّہ مکرمہ میں پایا تھا۔میں ٹکٹکی باندھ کر ہار کی طرف دیکھنے لگا،لوگوں نے مجھ سے کہا:''بھائی تم اس یتیم لڑکی کی طرف سے نگاہ پھیر کر اس کے ہار کی طرف دیکھ رہے ہو۔ تم نے تو اس یتیم کا دل توڑ دیا''۔

میں نے ان لوگوں کو اس ہار کا قصہ تفصیل سے بتایا،ان لوگوں نے میری بات سن کر بلند آواز میں لآاله الا الله و الله اکبر کا نعرہ لگایا، میں نے پوچھا''کیا ہے''؟ انھوں نے بتایا کہ وہ بوڑھا آدمی جس کا ہار تمہیں ملا تھا اسی یتیم لڑکی کا باپ تھا۔وہ بسا اوقات کہا کرتا تھا: ''میں نے پوری دنیا میں صرف ایک ہی کامل مسلمان دیکھا ہے اور وہ وہی ہے جس نے موتیوں کا ہار پا کر میرے حوالے کر دیا''۔نیز وہ برابر اپنی دعا میں کہا کرتا تھا: اے اللہ! ''مجھے اور اس آدمی کو ایک ساتھ اکٹھا کر دے تا کہ میں اپنی صاحبزادی کی اس سے شادی کر دوں''۔اور اب یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری کر دی۔اور تم خود بخود یہاں آ پہنچے۔

قاضی ابوبکر کا بیان ہے کہ پھر میں اس لڑکی کے ساتھ جو اب میری بیوی تھی ایک زمانے تک زندگی کا سفر طے کرتا رہا اس کے دو بچے پیدا ہوئے پھر اس کی وفات ہوگئی۔ وہ ہار مجھے اور میرے دونوں بچوں کو وراثت میں ملا۔کچھ دنوں بعد میرے یہ دونوں بچے بھی اللہ کو پیارے ہوگئے اور یہ ہار میری وراثت میں آ گیا۔میں نے بعد میں یہ ہار ایک لاکھ دینار میں فروخت کر دیا، یہ جو دولت تم میرے پاس دیکھ رہے ہو یہ اسی ہار کی بدولت ہے۔



I. سوالات :

1۔ بوڑھا آدمی کیا اعلان کر رہا تھا؟

2۔ مصنف کو بھوک و پیاس کی حالت میں راستہ میں کیا چیز گری ہوئی ملی؟

3۔ بوڑھے کا اعلان سن کر مصنف کے دل میں کیا خیالات گذرے؟

4۔ یتیم لڑکی کون ہے؟

5۔ جزیرے کی مسجد میں مصنف کی ذمہ داریاں کیا تھیں؟ مختصر لکھئے۔

6۔ جزیرے والوں نے مصنف کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

7۔ بوڑھے نے ریشم کی تھیلی واپس کرنے والے کو کتنے دینار انعام دینے کا اعلان کیا تھا؟

II. تفصیلی سوالات:

1۔ ''موتیوں کا ہار'' اس کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

2۔ ''مکہ مکرمہ سے لے کر جزیرہ تک''، مصنف کے دلچسپ داستانِ سفر کو اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:26 PM

اکائی 4

صنائع و بدائع

تلمیح

تلمیح

تلمیح کے معنی ہیں "اشارہ" کرنا۔ کلام میں کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا جس میں کسی مذہبی یا تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہو اور جب تک اس واقعہ سے پوری طرح واقف نہ ہو جائیں اس شعر کے مطلب کو سمجھ نہ پائیں گے۔ شعر سے کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوگا، اسی کو تلمیح کہتے ہیں۔

(i) ایک جلوہ تھا کلیمِ طورِ سینا کے لئے — تو تجلی ہے سراپا چشمِ بینا کے لئے

(ii) نارِ نمرود کو کیا گلزار — دوست کو یوں بچا لیا تو نے

(iii) رشکِ یوسف جو تھے جہاں میں حسیں — کھا گئے ان کو آسمان و زمیں

(iv) نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن — بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے ہم نکلے

درجِ بالا اشعار کے پہلے شعر میں حضرت موسیٰؑ کا واقعہ ہے جبکہ موسیٰؑ کا نام کہیں نہیں ہے اور جب تک پورا واقعہ ذہن نشین نہیں ہوگا، اس شعر کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔

اسی طرح دوسرا شعر حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں ہے۔ ان کے واقعہ کو پوری طرح سمجھیں تبھی یہ شعر سمجھ میں آئے گا۔

تیسرے شعر میں حضرت یوسفؑ کی خوبصورتی کی طرف اشارہ ہے۔

چوتھا شعر قرآنِ کریم کی سورہ بقرہ کہ حضرت آدمؑ کا پورا واقعہ جنت سے نکالے جانے کا، جب تک علم میں نہیں ہوگا، شعر کا مطلب سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

ان اشعار میں اُن واقعات کی طرف اشارہ ہے، اُسی کو تلمیح کہتے ہیں۔

سوالات:

1. تلمیح کی تعریف، مثالوں کے ساتھ بیان کیجئے۔

اوقاف PUNCTUATION

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے

نام	علامت	انگریزی نام	مفہوم	موقعۂ استعمال	مثال
ختمہ	۔	Full Stop	مکمل ٹھہراؤ	یہ علامت مکمل جملے کے خاتمے پر لگائی جاتی ہے۔	دنیا دارالعمل ہے۔
					میں نے ایک آم کھایا۔

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:27 PM

کیا تم جانتے ہو؟

انگریزی میں ایک سے زائد مخفّفات ہوں تو یہ علامت لگاتے ہیں۔جیسے M.A., B.Ed., M.Com., Ph.D., وغیرہ
مگر اردو مخفّفات کو ہم یوں ہی لکھ دیتے ہیں۔جیسے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ﷺ علیہ السلام کے لئے ؑ
رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لئے ؓ اور رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ؒ ان مخفّفات کے بعد ختمہ نہیں لگایا جاتا۔

پرانی تحریروں میں پورا وقفہ(Full Stop)انگریزی کی طرح نقطے ظاہر کرتے ہیں. لیکن جن زبانوں میں حروف منقوطہ کی کثرت ہوں، وہاں یہ علامت التباس پیدا کرتی ہے اس لئے نقطہ (.) کے بدل چھوٹا خط (ـ) اردو میں بہت عرصے سے استعمال کیا جارہا ہے۔ انگریزی میں(Dash)ڈیش (-) کو ہم ''چھوٹی خط'' کہتے ہیں اور (Full Stop) کو ''ختمہ''۔

قواعد

جملے کی نحوی ترکیب

کسی مرتب کے تمام الفاظ میں آپس کے لگاؤ یا تعلق کو ظاہر کرنے کو ترکیبِ نحوی کہتے ہیں۔

مفرد جملے کی نحوی ترکیب اس طرح ہوگی۔

جمیل بیمار ہے

جمیل — مبتدا
بیمار ہے — خبر
} جملۂ مفرد خبریہ (اسمیہ)

اکبر نے شیر مارا

اکبر — فاعل
شیر — مفعول
مارا — فعل
} جملۂ مفرد خبریہ (فعلیہ)

توسیع: عام طور پر مبتدا اور خبر مفرد ہوتے ہیں۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مبتدا یا خبر کی وضاحت کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ بات پوری طرح سمجھ میں آسکے۔ جیسے آٹھویں جماعت کے تمام لڑکے اول درجہ میں کامیاب ہوئے۔

لڑکے : مبتدا
آٹھویں جماعت کے : توسیع مبتدا
} مبتدا

کامیاب ہوئے : خبر
اول درجہ میں : توسیع خبر
} خبر

جملۂ مفرد خبریہ

unit 4
Monday, August 06, 2018 12:40:28 PM

حصّہ نظم

اکائی

5 ہندوستانی بچوں کا قومی گیت

ڈاکٹر سر محمد اقبالؔ

پیش لفظ

مفکّرِ اسلام علامہ اقبالؒ ہماری زبان کے فلسفی شاعر ہیں۔انہوں نے اپنے فلسفے سے ملّتِ اسلام کے درد کی دوا کی ہے۔ان کی سب سے مشہور کتاب اور شہرت کی سنگِ بنیاد ''بانگِ درا'' ہے۔اس کتاب میں نظمیں، غزلیں، (داغؔ اور میرؔ کے رنگ میں) لکھی گئی ہیں۔ان کی دوسری مشہور کتابیں ''بال جبرئیل''، ''ضربِ کلیم'' اور ''ارمغانِ حجاز'' ہیں۔جن میں وطن کی محبت، وطن کے بعض مقامات سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے اور بعض شخصیتوں سے متعلق بھی لکھا ہے۔جیسے ''طلبہ علی گڑھ کے کالج کے نام''، ''ترانہ ہندی''، ''شبلی وحالی''، ''نانک''، ''ہمایون'' وغیرہ موضوعات پر بہترین نظمیں لکھی ہیں اور اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔علامہ اقبالؔ نے خصوصی طور پر ملت کے نوجوانوں کے اندر بیداری پیدا کرنے کے لئے بہترین نظمیں بھی لکھی ہیں۔

اس نظم میں حجازیوں کا لفظ مستعمل ہوا ہے، وہ عرب فاتحین ہیں، جنھوں نے سندھ فتح کیا۔ فارس کے ستاروں سے مراد، وہ حکماء وشعراء ہیں جو مسلمانوں کے حکومت کے زمانہ میں یہاں آکر بس گئے تھے۔ ''میرے عرب کو آئی'' سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ مجھے ہندوستان سے توحید کی خوشبو آتی ہے۔

غرض اقبالؔ نے اپنے وطن سے اور اس کی ہر چیز سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے۔



ڈاکٹر سر محمد اقبالؔ

سیکھنے کے مقاصد

- اس نظم کے ذریعے اقبالؔ نے ہندوستانی بچوں کو جو پیغام دیا ہے اسے جاننا۔
- سلطان الہند خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتیؒ، جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کی شمع روشن کی، اور گرونانک جنھوں نے سرزمین پنجاب میں توحید اور مساوات کا درس دیا، ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔
- تاتاریوں سے مراد ترکانِ تیموری ہیں، جنہوں نے 1728ء سے 1836ء تک حکومت کی، ان کے بارے میں جاننا۔

کیا تم جانتے ہو؟

ہندوستان کا مشہور ومعروف قومی ترانہ

سارے جہاں سے اچھا، ہندوستاں ہمارا ہم بلبلیں ہیں اس کی، یہ گلستاں ہمارا

علامہ اقبالؒ ہی کا لکھا ہوا ہے۔ وطن سے محبت کا اظہار اس سے بہتر کوئی بھی نہیں کرسکتا۔

آج بھی یہ ترانہ قومی دنوں جیسے یوم آزادی اور یوم جمہوریہ میں پڑھا جاتا ہے۔

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:06 PM

شاعر کا تعارف



علامہ اقبال 1877ء میں سیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔قرآن مجید کے بڑے شوقین تھے۔اور بڑی خوش الحانی سے تلاوت کرتے تھے۔ بچپن ہی سے اردو، فارسی اور عربی زبانوں سے دلچسپی تھی۔ شاعری میں داغؔ کی شاگردگی اختیار کی۔ انجمن حمایت اسلام کے بڑے بڑے جلسوں میں نظمیں پڑھیں۔اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان گئے۔حکومتِ برطانیہ نے انھیں ''سر'' کا خطاب دیا۔اقبالؔ نے فلسفے سے ملتِ اسلام کے درد کی دوا کی۔اقبالؔ پیامی شاعر ہیں۔اپنے پیغام کو کسی اہم ہستی کی زبان سے ادا کرتے ہوئے اُسے زیادہ پُر تاثیر بنا دیتے ہیں۔کہیں خضرؑ کی زبان استعمال کرتے ہیں،تو کہیں جبرئیلؑ، لینن اور سرسید کی۔مصوری یا پیکر تراشی بھی ان کی نہایت پسندیدہ تدبیر ہے۔ ان کی نظموں میں خوبصورت تصویروں کی فن کاری ہے۔لفظوں کے انتخاب میں بھی وہ بڑی ہنرمندی کا ثبوت دیتے ہیں۔سب سے زیادہ صنعت تلمیح کا استعمال کیا ہے،جس سے شعر میں اور زیادہ حسن پیدا ہو جاتا ہے۔غرض اقبالؔ فلسفی اور پیغامبر ہیں۔ ان کا انتقال 21/اپریل 1938 میں ہوا۔

چشتیؔ نے جس زمیں میں پیغامِ حق سُنایا　　نانکؔ نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا　　جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا　　سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا　　ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے　　پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے　　میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا　　نوحِ نبی کا آکر ٹھہرا جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کی بامِ فلک کا زینا　　جنت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے ، میرا وطن وہی ہے

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:08 PM



حاصل کلام

اس نظم میں علامہ اقبالؔ نے ہندوستان کی مایہ ناز شخصیات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ چشتی، نانک وغیرہ نے ہندوستان میں حق وصداقت کا پیغام سنایا تھا۔ اور تاتاریوں اور عربوں نے اس طرح اس ملک کو اپنا وطن بنایا اور کامیاب حکومتیں کیں۔ اس وقت یونانی فلسفہ عالمی سطح پر عروج میں تھا۔ اقبالؔ چونکہ ایک فلسفی شاعر تھے، انہوں نے اپنے فلسفیانہ طریقے کو اپناتے ہوئے خصوصی طور پر ہندوستانیوں کے دلوں میں علم وہنر کی شمع روشن کی۔ فارس سے مختلف حکماء شعراء، یہاں آکر بس گئے اور اس ملک کو اپنا وطن بنالیا۔ اس وقت ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اور یہی وہ ملک ہے جس کی طرف رسول اکرمؐ نے اشارہ کیا تھا کہ ''مجھے ہند کی سرزمین سے توحید کی خوشبو آتی ہے''، غرض اس نظم میں شاعر نے ہندوستان سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے''۔

I.(i) الفاظ معنی

چشتی	=	حضرت خواجہ غریب نوازؒ
تاتاری	=	ترکانِ تیمور
حجازی	=	عرب فاتحین
فارس کے ستارے	=	وہ حکما وشعرا جو ہند میں آکر بس گئے
دشت	=	جنگل
زر	=	زیور
میرِ عرب	=	رسولِ اکرمؐ
سفینہ	=	کشتی
رفعت	=	بلندی
فلک	=	آسمان
زینہ	=	سیڑھی
فضا	=	ماحول، ہوا
کلیم	=	بات کرنے والا

(ii) واحد جمع

قوم	+	اقوام
گیت	+	گیتیں
وطن	+	اوطان
علم	+	علوم
حق	+	حقوق
ستارہ	+	ستارے
مکان	+	مکانات
رفعت	+	رفعتیں
فلک	+	افلاک
زندگی	+	زندگیاں
جنت	+	جنتیں، جنّات

(iii) اضداد

زمین	×	آسمان
حق	×	ناحق، باطل
عرب	×	عجم
علم	×	جہل
اثر	×	بے اثر
بھر دینا	×	خالی کر دینا
ٹھنڈی	×	گرم
رفعت	×	پستی
جنت	×	جہنم
بچے	×	بڑے
میرا	×	تیرا

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:09 PM

(iv) جوڑ ملائیے:

الف		ب
1۔ اقبالؔ	-	عرب
2۔ حجاز	-	بلندی
3۔ رفعت	-	سر کا خطاب
4۔ میراوطن	-	رسولؐ
5۔ میرِعرب	-	وہی ہے

(v) دئے گئے اشعار کی تشریح کرو :

1۔ تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا — جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا

2۔ یونانیوں کو جس نے حیران کردیا تھا — سارے جہاں کو جس نے علم وہنر دیا تھا

(vi) شعرمکمل کیجئے :

1۔ جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب .....

میرا وطن وہی ہے میرا .....

2۔ ..... کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا

ترکوں کو جس نے دامن.....سے بھر دیا تھا



II۔ صحیح جواب تلاش کیجئے:

1۔ دشت کے معنی .....کے ہیں۔ (میدان/ جنگل/ چمن/ پہاڑ)

2۔ علاّمہ اقبالؔ کو ''سر'' کا خطاب .....نے دیا۔ (حکومتِ ہند/ اقوامِ متحدہ/حکومتِ برطانیہ/ ریاستی حکومت)

3۔ ''ضربِ کلیم'' یہ شعری مجموعہ کس شاعر کا ہے۔ (اقبالؔ/ داغؔ/ جگرؔ/ غالبؔ)

4۔ عرب کی ضد یہ ہے۔ (عجم/ ہندی/ فارسی/ ترکی)

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ علامہ اقبالؔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے کہاں گئے ؟

2۔ چشتیؒ سے کون مراد ہیں ؟

3۔ علامہ اقبالؔ نے تاتاریوں سے کسے مراد لیا ہے ؟

4۔ اقبالؔ کی کوئی دو مشہور نظموں کے نام لکھئے۔

5۔ اس نظم میں شاعر نے کس سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے ؟

6۔ اقبالؔ نے کس کی شاگردگی اختیار کی؟

7۔ گرونانک کا تعلق کس شہر سے تھا؟

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:10 PM

IV. مختصر سوالات:

1۔ علاّمہ اقبالؔ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ علاّمہ اقبالؔ کو ''سر'' کا خطاب کس حکومت نے عطا کیا تھا؟

3۔ علاّمہ اقبالؔ نے ابتدا میں اپنی شاعری کی اصلاح کس سے لی؟

4۔ علاّمہ اقبالؔ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

5۔ میرِ عرب سے کون مراد ہیں؟

6۔ سارے جہاں کو علم و ہنر کس نے دیا تھا؟

7۔ علاّمہ اقبالؔ کے چند اردو شعری مجموعوں کے نام لکھئے۔

V. تفصیلی سوالات :

1۔ '' ہندوستانی بچوں کا قومی گیت'' اس نظم کا خلاصہ تحریر کیجئے۔

2۔ نانک، چشتی، تاتاری، حجازی، ان کے بارے میں جو آپ جانتے ہیں، تفصیل سے لکھئے۔

VI. عملی کام :



1۔ اقبالؔ کی زندگی کے حالات ان کی کتابوں کے مطالعہ سے حاصل کرو۔

2۔ نانک اور چشتی کون ہیں انھوں نے ہمارے وطن ہندوستان کو کیا پیغام دئے؟

3۔ اقبالؔ کی مشہور کتاب '' بانگِ درا'' اس کی بہترین نظموں کا انتخاب کرو اور انہیں پڑھو۔

4۔ ''خودی'' سے متعلق اقبالؔ کے چند اشعار جمع کرو۔

6۔ اسکول کے کسی اجلاس میں اقبالؔ کا مشہور ''ترانہ ہندی'' اپنے ساتھیوں کے ساتھ ترنم سے پڑھو۔

7۔ اقبالؔ نے مسلم نوجوانوں کے لئے جو پیغام پیش کیا ہے اس کا مطالعہ کرو اور ایک مختصر مقالہ تیار کرو۔

مزید استفادہ کے لئے وب سائٹ :



https://allama-iqbal-urdu-shayari.soft112.com

موبائل ایپ :

Shaaer-e-Mashriq(Allama Iqbal)13.0 APK

اقوالِ زرّیں

احمق کی دوستی سے احتراز کرو کیوں کہ اگر وہ بھلائی بھی کرنا چاہے تو بھی نہیں کرسکتا۔

کسی کے اخلاق پر بھروسہ نہ کرو جب تک تم اس کو غصہ کی حالت میں نہ آزمالو۔

جو شخص اپنے راز کو پوشیدہ رکھتا ہے وہ اپنی سلامتی کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔

اللہ اقوام عالم کے عروج و زوال کے فیصلے قرآن کے مطابق کرتا ہے۔

حضرت عمرؓ

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:11 PM

حصّہ نثر

اکائی 5

تحریک آزادی میں علمائے دیوبند کا کردار

(ماخوذ)

پیش لفظ

اس مضمون میں آزادی کی جنگ میں علمائے دیوبند کے اہم کردار کو واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ تحریک آزادی میں صرف عوام ہی نہیں، بلکہ علمائے دیوبند نے بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔

انگریز ہندوستان میں تاجر کی حیثیت سے آئے لیکن چند ہی سالوں میں یہاں کے حاکم بن گئے۔ انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے اپنا جال، پورے ہندوستان میں پھیلا دیا اور پھر انگلستان کی حکومت، اس ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر سیاہ وسفید کی مالک بن بیٹھی۔

دارالعلوم دیوبند کی بعض نمایاں شخصیات نے تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا، جن میں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت حاجی عابد حسین صاحبؒ، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور ان کے شاگرد قابل ذکر ہیں۔

سیکھنے کے مقاصد



دارالعلوم دیوبند

- تحریک آزادی کی جنگ کے متعلق معلومات فراہم کرنا۔
- انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے متعلق جاننا۔
- علمائے دیوبند نے تحریک آزادی میں جو اہم کارنامے انجام دئے ہیں ان کے بارے میں علم حاصل کرنا۔
- دارالعلوم دیوبند کے قیام کا پس منظر واضح کرنا (آزادیٔ ہند)
- علوم دینہ کی کتابوں کو فارسی سے اردو میں منتقل کرنے کا جو اہم کام علمائے دیوبند نے سرانجام دیا ہے، اس کے متعلق معلومات میں اضافہ کرنا
- دارلعلوم ندوۃ العلماء اور علی گڑھ یونیورسٹی کی اردو خدمات سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا۔

سولہویں صدی عیسوی کے اواخر سے انگریز سوداگروں کی ہندوستان آمد کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ 1600ء میں ملکہ ایلزبتھ کی اجازت سے ایسٹ انڈیا کمپنی (East India Company) بھی قائم ہوگئی تھی۔ ڈیڑھ سو سال تک ان لوگوں کو صرف اپنی تجارت سے سروکار رہا، لیکن جب اورنگ زیب عالمگیر کے بعد مغلیہ خاندان کی نا قابل تسخیر سلطنت میں شگاف پڑنے لگا اور ملک میں خانہ جنگیاں شروع ہوگئیں تو موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز بھی میدان میں اتر آئے اور انہوں نے مکر وفریب سے کام لے کر ہر صوبہ میں ایمان فروشوں کو جنم دینا شروع کر دیا۔ انگریزوں کا یہ ایک ایسا حربہ تھا جس کی بدولت وہ بہت ہی آسانی سے دکن، بنگال، میسور، پنجاب، سندھ اور اودھ کو فتح کرتے ہوئے 1857ء میں لال قلعہ پر بھی قابض ہو گئے اور مغلیہ خاندان کے آخری چراغ بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر کے رنگون بھیج کر ہمیشہ کے لئے مغلیہ سلطنت کو گل کر دیا۔ اس طرح ایسٹ انڈیا کمپنی پورے ہندوستان پر چھا گئی اور پھر انگلستان کی حکومت اس ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر سیاہ وسفید کی مالک بن گئی۔

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:14 PM

اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ ہی نے سب سے پہلے انگریز کی مکاریوں کے خلاف آواز اٹھائی اور کہا کہ کوئی بھی ہندوستانی انگریزوں کا ساتھ نہ دے، نہ ان کی فوج میں بھرتی ہوں اور ان کی چیزوں کو نہ خریدیں اور نہ بیچیں۔اس کے بعد دوسرا کام یہ کیا کہ 1808ء میں مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر اور ان کے منہ بولے بھائی نواب امیر خان نے جب انگریز کے خلاف متحدہ محاذ قائم کیا تو آپ نے اپنے خاص مرید اور معتقد حضرت سید احمد رائے بریلویؒ کو نواب امیر خان کی فوج میں شامل ہونے کا حکم دیا۔سید صاحب تقریباً 7 سال اس فوج سے وابستہ رہے اور جب آپ نے دیکھ لیا کہ نواب امیر خان بھی انگریز سے صلح کا ارادہ رکھتا ہے تو 1816ء میں آپ اس کی فوج سے علیحدہ ہو کر دہلی تشریف لے آئے۔

بہر حال 1857ء کی مذہبی زندگی، قومی روایات اور علوم وفنون کے لئے سخت تباہ کاریوں اور ہولناکیوں نے دلوں کو ہیبت زدہ، دماغوں کو ماؤف اور روحوں کو پژمردہ کر دیا۔پوری قوم پر جمود، بے حسی اور مایوسی کی گھٹائیں چھا گئیں۔یہ ہندوستان میں مسلمانوں کی چھ سو سالہ تاریخ میں سب سے زیادہ بھیانک، نازک اور خطرناک وقت تھا اس پس منظر میں انگریزوں کی تمام کوشش وکاوش مسلمانوں کے علمی وتہذیبی تشخص کو ملیامیٹ کرنے اور سیادت وقیادت سے محروم کرنے کے لئے ہو رہی تھی۔1857ء میں پورے ملک میں آزادی کی جنگ لڑی گئی۔مگر اس جنگ میں ناکامی ہوئی۔جس کے بعد ہندوستانیوں پر ظلم وستم اور وحشت وبربریت کا دور شروع ہو گیا۔

چنانچہ 1857ء کی جنگ میں ناکامی کے بعد انگریزوں نے جی بھر کر بدلہ لیا اور علماء، مسلم شعراء، ادیبوں اور رہنماؤں کے قتل وغارت گری کا بازار گرم کر دیا۔انگریزوں نے مسلمانوں کو دبانے، کچلنے اور تباہ وبرباد کرنے اور بطور خاص علماء کو قتل کرنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔

انگریزوں کے ناپاک ارادوں سے ہمارے علماء متفکر ہوئے۔چنانچہ ان حالات میں کچھ بزرگوں کے دلوں میں یہ بات آئی کہ ایک درسگاہ قائم کی جائے۔ان بزرگوں نے انگریزوں کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنانے، مسلمانوں کے دین وایمان کے تحفظ کو بحال کرنے کے لئے 15/محرم الحرام 1283ھ مطابق 21/مئی 1866ء بروز پنجشنبہ دیوبند کے مسجد چھتہ میں ایک مدرسہ اسلامی عربی (دارالعلوم دیوبند) قائم کیا۔جس کی اصلیت اسلامی علوم وفنون کی حفاظت گاہ اور اسلامی تہذیب وتمدن کی بقاء تھی۔

دارالعلوم کے قیام، اور ترقی دینے میں مندرجہ ذیل بزرگان دین وعلماء کرام کا نام سرفہرست تھا۔(1) حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ (2) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (3) حضرت حاجی عابد حسین صاحبؒ (4) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وغیرہم ہیں۔

ان علماء کے خلاف انگریز حکومت نے گرفتاری کا حکم جاری کرتے ہوئے جس جگہ بھی مل جائے اسی جگہ گولی مار دینے کا حکم صادر کیا۔جب ان علماء کی زندگی ہر طرف سے تنگ ہو گئی تو یہ علماء ہجرت کر کے مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ان ہی علمائے دیوبند کے شاگردوں میں سے حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مولانا احمداللہ مدراسی، وغیرہم نے ہندوستان کی آزادی کا سہرا اپنے سر لیا اور حضرت شیخ الہندؒ اس وقت ہندوستان کی آزادی کے سرخیل تھے، جس کی بنا پر انگریز حضرت شیخ الہندؒ کے خلاف گرفتاری کا حکم نامہ صادر کیا اور طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیا۔جب 1915ء میں حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، تو انگریز نے حضرت شیخ الہند اور ان کے رفقاء کو شریف مکہ کے ہاتھوں گرفتار کرا کر جزیرہ مالٹا، کالا پانی روانہ کر دیا۔ وہاں پر یہ حضرات 3 سال قید رہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ:

ایک بڑے مذہبی عالم گذرے ہیں۔انہیں ''شیخ الہند'' کے لقب سے بھی نوازا گیا تھا۔دیوبند کے دارالعلوم میں حدیث کی تعلیم دیتے تھے، بلکہ ''شیخ الحدیث'' تھے۔اور دینوی علوم وفنون کے لئے حضرت ہی کی کوششوں سے 1920ء میں ''جامعہ ملیہ، دہلی'' کا سنگِ بنیاد آپ ہی کے

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:17 PM

ہاتھوں رکھا گیا تھا۔آپ اتنے مصروف ہونے کے باوجود تحریک آزادی میں پیش پیش رہے۔جس کے سبب انگریز حکومت نے انہیں کئی بار گرفتار کیا اور جیل بھیجا۔یہ گرفتاریاں اور سزائیں نہ تو ان کے ملی جذبے کو ٹھنڈا کرسکیں اور نہ آزادی کے جذبے کو ماند کرسکیں۔ ہندوستان آزاد ہونے سے پہلے ہی 1920ء میں اس مجاہدِ آزادی کا انتقال ہوگیا۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ :

دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے ان کی خدمات کو بھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ان کی علمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دیوبند سے جو مشہور علماء نکلے، ان میں اکثر آپ کے شاگرد تھے۔اسی سبب سے انہیں ''استاذ الاساتذہ'' اور ''شیخ الاسلام'' کہا جاتا ہے۔انہیں انگریز حکومت سے سخت نفرت تھی۔انگریز حکومت کے خلاف تحریک چلائی، تقریریں کیں، پورے ملک کا دورہ کیا جس کی وجہ سے گرفتار ہوئے اور سزائیں جھیلیں۔یہ ایسی شخصیت ہے جو تقسیم ملک کے مخالف تھے، تقسیم ملک کے خلاف سب سے پہلا آواز اٹھانے والے یہی تھے اور کہتے تھے ''ہندوستان ہمارا ہے''، اور ملک کے نیتاؤں سے منت سماجت کرتے تھے کہ ''ملک تقسیم نہ کیا جائے''۔بالآخر بدقسمتی سے ملک تقسیم ہوگیا۔جس کی وجہ سے اپنی آخری زندگی تک حضرت کو صدمہ اور افسوس رہا کہ اس مشن میں مجھے کامیابی نہیں ملی۔بالآخر تحریکِ آزادی میں کامیابی کے بعد یہ عظیم مجاہد، مخلوق خدا کی خدمت انجام دیتے ہوئے اس دارفانی سے 1957ء میں رخصت ہوگئے۔

مولانا جعفر علی تھانیسریؒ :

دینی علم وفضل میں کامل اور زہد وتقویٰ میں مثالی حیثیت رکھتے تھے۔انگریزوں نے آپ کو انبالہ کیس کے ضمن میں گرفتار کیا تھا اور کالے پانی کی سزا سنائی تھی اور جزیرہ انڈمان کو بھیجا۔آپ نے اسلامی سربلندی کے لئے انگریز حکومت کی مختلف سزائیں اور مصیبتیں جھیلیں، مگر جیل میں بھی اپنی خدمات اور جذبۂ حریت کو برقرار رکھا۔آخر کار اسی سنسان جزیرے میں انگریزوں کے ظلم وستم سہتے سہتے دم توڑ دیا اور وہیں دفن ہوئے۔

انبالہ سازش کیس :

مولانا جعفر تھانیسریؒ نے ایک خط انبالہ کے محمد شفیع ٹھیکیدار کو لکھا تھا، جس میں انہوں نے انگریزوں کے خلاف آزادی کی جنگ کے لئے چند اشرفیاں بھیجنے کی گذارش کی تھی۔بعض ایسے دوسرے خطوط بھی ملے جن میں انگریزوں کے خلاف سازش کرنے کے منصوبے تھے۔اس وقت ضلع انبالہ کے پولس سپرانٹنڈنٹ پارہنٹر تھے۔مولانا جعفر علی تھانیسریؒ، مولانا احمد اللہ مدراسی، مولانا محمد یحییٰ اور مولانا عبدالرحیم کو گرفتار کرلیا گیا اور انہیں بہت تکلیفیں دی گئیں اور اس انبالہ سازش کیس میں ان تمام علماء کو پھانسی کی کوٹھریوں میں بند کردیا گیا۔

کالے پانی کی سزا :

مجاہدین آزادی کو انگریز ''پھانسی کی سزا یا کالے پانی کی سزا'' دیا کرتے تھے۔آزادی کے مجاہدوں کو جلاوطن کرکے جزائر انڈومان نکوبار بھیج دیا جاتا تھا۔جہاں سے ان کی واپسی ناممکن تھی۔ان مجاہدین نے اپنے وطن کی خاطر اپنے خاندان اور بیوی، بچوں کی بھی پرواہ نہیں کی۔

آنا تھا جن کو بزم میں آکر چلے گئے اپنا جو فرض تھا وہ نبھا کر چلے گئے

تحریک آزادی میں دارالعلوم کے چند علماء کی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ورنہ کئی ایسے علماء ہیں جنہوں نے اپنے علم وعمل سے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا۔ہندوستانیوں اور خصوصاً مسلمانوں کے دلوں میں جذبہ حریت کی بنیاد رکھی۔خود بھی سزائیں، جھیلیں اور جان ومال کی قربانیاں دیں۔غرض آزادی کی جدوجہد میں ان علماء کی خدمات بھی سیاسی رہنماؤں اور آزادی کے مجاہدوں سے کسی طور پر کم نہیں۔

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:19 PM

دارالعلوم دیوبند کی اردو خدمات:

علومِ دینیہ روزِ اول سے عربی زبان میں رہے۔ ہندوستان پر مغلیہ سلطنیت کے 800 سالہ حکومت کے دوران یہ تمام علوم فارسی میں منتقل ہوئے۔ بالآخر دارالعلوم دیوبند ہی نے ان سب علوم کو اردو میں منتقل کرنے کا بڑا کام انجام دیا۔ جس کے نتیجہ میں سارے علوم دینیہ آج ہمارے درمیان بزبان اردو نظر آرہے ہیں۔۔

1947ء میں تقسیم وطن کے بعد اردو زبان کے ساتھ ہندوستان میں جس طرح کا رویہ اپنایا گیا اور اردو زبان تقسیم کا شکار ہوگئی۔ اگر مدارس اسلامیہ عربیہ نہ ہوتے یا اہل مدارس کی توجہ اردو کی طرف نہ ہوتی تو اس کا وجود ہندوستان میں اسی طرح کا ہوتا، جیسے اس وقت فارسی کا ہے۔

آج زبانِ اردو جو ترقی کے منازل طے کر رہی ہے یہ ''اہل مدارس'' ہی کی دین ہے۔ فضلائے دارالعلوم دیوبند ملک و بیرون ملک کے مختلف مدارس میں شعروشاعری، نثرنگاری اور انشاپردازی، تصنیف وتالیف، تراجم وتشریحات اور ماہنامہ، ہفتہ وار رسائل کے ذریعہ اردو کی وقیع اور پروقار خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حدیث وتفسیر اور فقہ وفتاویٰ کے جو کام اردو زبان میں علماء دیوبند کے ذریعے ہوئے ہیں وہ اردو زبان کو عروج بخشنے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔



ندوۃ العلماء، لکھنو۔

لوگوں نے اس زمین کو برباد بھی کیا
کچھ تھے جو اس چمن کو سجا کر چلے گئے

اگر بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو شمالی ہند میں اردو زبان کا تعلق تین بڑے اداروں سے ہے۔

(i) دارالعلوم دیوبند (ii) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور (iii) ندوۃ العلماء، لکھنو۔

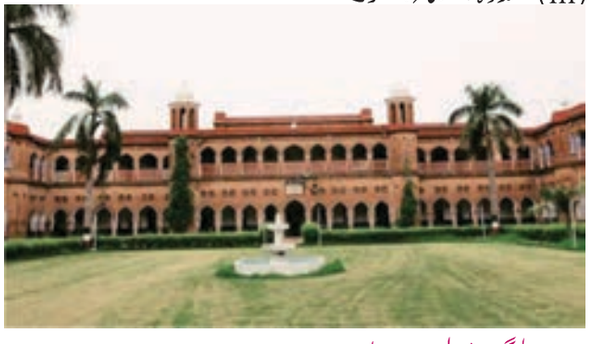

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

مختلف جہتوں سے اردو زبان وادب کے سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کی بے مثال خدمات کا اگر گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو ہزاروں صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ دارالعلوم دیوبند نے علمی، دینی، سیاسی اور سماجی میدانوں کے ساتھ ساتھ اردو زبان وادب میں بھی اپنی زرین خدمات کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں، جنہیں کسی بھی طرح سے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

حاصل کلام

اس مضمون میں دارالعلوم، دیوبند کے قیام اور اس کے پس منظر (جذبۂ آزادی اور حب الوطنی) پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کا بنیادی مقصد دینی علوم وفنون کے ذریعہ ملک وملت کو انگریزوں کی قید سے آزاد کرنا اور ہندوستان کو ایک آزاد ملک بنانا ہے۔ اسی مقصد کے تحت ملک کے تمام برادران کو دارالعلوم دیوبند، نے بلاتفرق مذہب ایک جگہ جمع کیا اور ایک کامیاب تحریک عمل میں آئی۔ اس سلسلے میں جن مصائب اور تکلیفوں کا سامنا علماً، فضلاء اور دیگر محبین وطن کو ہوا، اس کی مثالیں کہیں نہیں ملتیں۔ اسی طرح دار العلوم دیوبند اور دیگر مدارس دینیہ اسلامیہ کے ادبی ودینی خدمات پر بھی اس مضمون میں کافی روشنی پڑتی ہے۔

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:22 PM

I.(i) الفاظ معنی

صدی	=	سو سال	شگاف	=	سوراخ، دراڑ
خانہ جنگیاں	=	آپسی جنگیں	باگ ڈور	=	حکومت، اختیارات
حربہ	=	حملہ	گل ہونا	=	بجھ جانا
مکار	=	چالباز	وابستہ	=	متعلق ہونا
کاوش	=	محنت	تحفظ	=	حفاظت
صدمہ	=	رنج، غم	شیخ الہند	=	(لقب جو مولانا محمود حسن صاحبؒ کو دیا گیا)
حرّیت	=	آزادی	جھیلنا	=	سہنا
بیرون ملک	=	باہر کے ملک (ولایت)	کالے پانی کی سزا	=	انگریزوں کی سزا کی ایک قسم، جلاوطنی
کلیدی کردار	=	اہم کردار	عروج	=	ترقی
تباہ کاریاں	=	بربادیاں	سرخیل	=	سردار، افسر
عروج	=	بلندی	کاوش	=	کوشش
بربریت	=	خونخواری	کلیدی	=	مرکزی
فراموش کرنا	=	انکار کرنا	زرّین	=	قیمتی، نایاب
تبصرہ کرنا	=	رائے ظاہر کرنا	جہت	=	طرف
			تفصیلی	=	وضاحتی

(iii) واحد — جمع

شگاف	+	شگافیں	علم	+	علوم
فن	+	فنون	ادیب	+	ادباء
عالم	+	علماء	تکلیف	+	تکالیف
آزادی	+	آزادیاں	استاد	+	اساتذہ
خدمت	+	خدمات	اشرفی	+	اشرفیاں
قیادت	+	قیادتیں	حکومت	+	حکومتیں
محنت	+	محنتیں	نقش	+	نقوش
جہت	+	جہتیں	جزیرہ	+	جزیرے
ملک	+	ممالک	حفاظت گاہ	+	حفاظت گاہیں
شخصیت	+	شخصیتیں	ترقی	+	ترقیاں
سزا	+	سزائیں	منصوبہ	+	منصوبے
تفسیر	+	تفاسیر	مسلک	+	مسالک

جمع کی واحد

افواج	-	فوج
شعرا	-	شاعر
گھٹائیں	-	گھٹا
گرفتاریاں	-	گرفتاری
زبانیں	-	زبان
اوطان	-	وطن
جزیرے	-	جزیرہ

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر
علامہ اقبالؒ

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:23 PM

(iv) جوڑ ملائیے:

الف	ب
1۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ	a) انڈومان نکوبار
2۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ	b) انبالہ سازش کیس
3۔ مولانا جعفر تھانیسریؒ	c) تقسیم ملک کے خلاف سب سے پہلے آواز اٹھانے والے
4۔ دارالعلوم دیوبند	d) جامعہ ملیہ دہلی
5۔ کالے پانی کی سزا	e) 1866ء

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ انگریزوں کی تجارتی کمپنی کا نام.....تھا۔ (ایسٹ انڈیا/ ویسٹ انڈیا/ نارتھ انڈیا/ ساؤتھ انڈیا)

2۔ مغل سلطنت کے آخری بادشاہ..... تھے ۔ (ظفر/ اکبر/ ہمایون/ بابر)

3۔ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد سن.....میں رکھی گئی۔ (1870/ 1866/ 1857/ 1900)

4۔ دارالعلوم.....میں واقع ہے۔ (لکھنو/علی گڑھ/ دہلی/ دیوبند)

5۔ ندوۃ العلماء.....میں واقع ہے۔ (لکھنؤ/ دیوبند/ سہارنپور/علی گڑھ)

6۔ جامعہ ملّیہ.....میں واقع ہے۔ (کلکتہ/ممبئی/لکھنؤ/ دہلی)

7۔ ..... کو شیخ الہند کا خطاب ملا۔ (مولانا محمود حسنؒ /مولانا حسین احمد مدنیؒ /مولانا جعفرؒ / حاجی عابد حسینؒ)

8۔ دارالعلوم کے صدر مدرس..... تھے۔ (مولانا جعفر علیؒ/ مولانا محمد قاسمؒ/ مولانا حسین احمد مدنیؒ /حضرت حاجی عابد حسینؒ)

9۔ ..... کو استاذ الاساتذہ کہا جاتا ہے۔ (مولانا حسین احمد مدنیؒ /مولانا جعفرؒ/ مولانا محمد قاسمؒ/ مولانا حاجی عابد حسین)

10۔ آزادی کے مجاہدین کو .....بھیج دیا کرتے تھے۔ (ملیشیا/سنگپور/سعودی/ انڈومان نکوبار)



III. مختصر ترین جواب لکھئے۔

1۔ ہندوستان کی آزادی میں کس دینی ادارے کے علماء کا زیادہ حصہ رہا؟

2۔ شمالی ہندوستان کے دو قدیم اداروں کے نام لکھئے۔

3۔ جنوبی ہندوستان کے دو قدیم اداروں کے نام لکھئے۔

4۔ مدرسۂ لطیفیہ کہاں واقع ہے؟

5۔ انگریزوں نے سب سے پہلے کس شہر میں اپنی تجارت شروع کی؟

6۔ انگریزوں کی کمپنی کا نام کیا ہے؟

7۔ مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کہاں کے شیخ الحدیث تھے؟

8۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد کس نے رکھی؟

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:25 PM

IV. مختصر سوالات:

1۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے بارے میں چند جملے لکھئے۔

2۔ آنا تھا جن کو بزم میں آکر چلے گئے اپنا جو فرض تھا وہ نبھا کر چلے گئے - اس شعر کا مطلب لکھئے۔

3۔ دارالعلوم دیوبند کب قائم ہوا؟ اور اس کے بانی کون ہیں؟

4۔ تحریک آزادی میں شریک ہونے کی وجہ سے شیخ الہند کو کیا سزا دی گئی؟

5۔ چند مشہور تحریکِ آزادی کے علماء کے نام لکھئے۔

6۔ تحریک آزادی سے کیا مراد ہے؟

7۔ دارالعلوم دیوبند کی اردو زمان کی خدمات کیا ہیں؟

8۔ ''کالے پانی کی سزا'' کیا ہے؟

9۔ ''انبالہ سازش کیس'' کیا ہے؟

10۔ ندوۃ العلماء لکھنو کی اردو زبان کی خدمت کے بارے میں لکھئے۔

V. تفصیلی جواب لکھئے:

1۔ دارالعلوم دیوبند کی اردو خدمات پر روشنی ڈالئے۔

2۔ تحریک آزادی کی جنگ میں علمائے دیوبند کا کیا کردار رہا تفصیل سے لکھئے۔

VI۔ ذیل میں دی گئی انگریزی عبارت کا اردو میں ترجمہ کیجئے۔

1. After storm comes a calm.
2. A friend in need is a friend indeed.
3. All that glitters is not gold.
4. Aim the stars, you will shoot high.
5. Anger is a sworn enemy.

VII۔ ذیل میں دئے گئے ضرب الامثال کے معنی لکھئے اور انھیں واقعہ کی شکل میں لکھئے۔

1۔ جیسا دیس ویسا بھیس۔

2۔ جان بچی لاکھوں پائے۔

3۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

4۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔

5۔ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔

مزید استفادہ کے لئے: کتابیں

(1) تاریخ دارالعلوم دیوبند

(2) ہندوستان کی آزادی میں علماء کا کردار

(3) اسیرانِ مالٹا

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:26 PM

کیا تم جانتے ہو؟

- شہنشاہ جہانگیر نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو سورت میں تجارتی کوٹھی قائم کرنے کی اجازت دی۔ اس طرح انگریزوں کے لئے ہندوستان میں تجارت کا دروازہ کھل گیا۔
- 21 رمئی 1866ء بروزِ جمعرات، دیوبند کے مسجد چھتہ میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ڈالی۔
- مسجدِ چھتہ کے پہلے استاد کا نام بھی محمود ہے اور ان کے پہلے شاگرد کا نام بھی محمود ہے۔
- تقسیم ملک کے خلاف سب سے پہلے آواز اٹھانے والے مولانا حسین احمد مدنیؒ ہی تھے
- گاندھی جی کو ''مہاتما'' کا لقب حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ نے دیا تھا۔
- حکومت کے سارے علوم فارسی میں تھے دیوبند کے علماء نے ان سب علوم کو اردو میں منتقل کیا
- دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلما لکھنو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، شمالی ہندوستان کے مشہور اور قدیم ادارے ہیں۔
- جامعہ دارالسلام عمرآباد، باقیات الصالحات ویلور، دارالعلوم لطیفیہ ویلور جنوبی ہندوستان کے مشہور اور قدیم ادارے ہیں۔

عملی کام :



تحریک آزادی میں حصہ لینے والے اہم قائدین اور رہنماؤں کے نام جمع کیجئے اور اپنی نوٹ بک میں تحریر کیجئے۔

تحریک آزادی میں جن مسلم قائدین نے حصہ لیا ہے ان کی ایک فہرست بنائیے۔

آزادی کی جنگ میں علمائے دیوبند نے کیا اہم خدمات انجام دی ہیں، ان کا احاطہ کیجئے۔

دارالعلوم دیوبند اور دیگر عربی مدارس کی دینی و ادبی خدمات کا جائزہ لیجئے اور اس سلسلے میں ضروری نکات (Points) نوٹ کیجئے۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ ''دارالعلوم دیوبند'' کا تعلیمی سفر (Education Tour) کیجئے اور وہاں کے اہم مقامات کا دورہ کیجئے۔

ندوۃ العلماء اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی علمی و ادبی خدمات پر تفصیلی مضمون لکھئے۔

چند مشہور مدارسِ دینیہ کے فارغین اور ان مدرسوں کی نسبتیں

مشہور مدارسِ دینیہ	نسبت	مشہور مدارسِ دینیہ	نسبت
دارالعلوم لطیفیہ، ویلور	لطیفی	جامعہ باقیات الصالحات، ویلور	باقوی
دارالعلوم، دیوبند	قاسمی	جامعہ دارالسلام، عمرآباد	عمری
دارالعلوم سبیل الرشاد، بنگلور	رشادی	جامعہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ	ندوی
مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور	مظاہری	مدرسہ مظاہر العلوم، سیلم	مظاہری
جامعۃ الفلاح، اعظم گڑھ	فلاحی	مدرسہ داؤدیہ، ایروڈ	داؤدی
مدرسۂ کاشف الہدیٰ، چنّئی	کاشفی	مدرسہ منبع الانوار، لال پیٹ	منبعی
جامعۃ الاسلامیہ، مدینہ منورہ	مدنی	جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر	ازہری
مدرسہ معدن العلوم، وانم باڑی۔ معدنی			

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:28 PM

غزلیات

اکائی 5

غزل

خواجہ میر دردؔ

شاعر کا تعارف

خواجہ میر دردؔ مشہور فارسی صوفی شاعر خواجہ محمد ناصر عندلیب کے بیٹے تھے۔ 1721ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ گھر کا ماحول علمی تھا۔ اس لئے خواجہ میر دردؔ کم سنی ہی میں علم و ادب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اردو عربی اور فارسی تینوں زبانوں پر قدرت رکھتے تھے۔ دردؔ صوفی شاعر ہیں۔ وحدت الوجود اور وحدت الشہود، اُن کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ میر دردؔ کو تصنیف و تالیف کا بہت شوق تھا ان کے متعدد تصانیف موجود ہیں، ان کا مختصر اُردو دیوان صحتِ زبان الفاظ و تراکیب کے لئے بہت مشہور و معروف ہے۔

ہم نے کس رات نالہ سر نہ کیا
پر اسے آہ نے اثر نہ کیا

سب کے ہاں تم ہوئے کرم فرما
اس طرف کو کبھو گذر نہ کیا

کتنے بندوں کو جان سے کھویا
کچھ خدا کا بھی تم نے ڈر نہ کیا

دیکھنے کو رہے ترستے ہم
نہ کیا رحم تو نے، پر نہ کیا

آپ سے ہم گذر گئے کب کے
کیا ہے ظاہر میں، گو سفر نہ کیا

سب کے جوہر نظر میں آئے دردؔ
بے ہنر تو نے کچھ ہنر نہ کیا

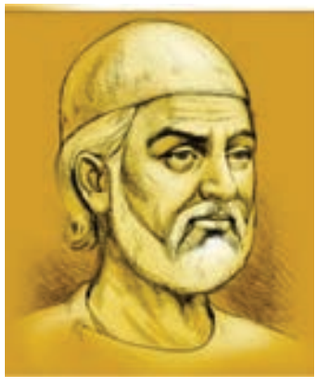

خواجہ میر دردؔ

I. الفاظ معنی

نالہ	=	فریاد
سر کرنا	=	فتح کرنا
جوہر	=	ہنر/کمال
کرم فرما	=	احسان کرنے والے
کبھو	=	کبھی
کم سنی	=	کم عمری

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:30 PM

II۔ اشعار مکمل کیجئے۔

1۔ کتنے بندوں کو جان سے کھویا کچھ خدا کا بھی تم نے .....

2۔ سب کے جوہر نظر میں آئے دردؔ بے ہنر تو نے کچھ .....

3۔ آپ سے ہم گذر گئے ..... کیا ہے ظاہر میں، گو سفر نہ کیا



III. مختصر سوالات:

1۔ خواجہ میر دردؔ کے والد کا نام کیا ہے؟

2۔ دردؔ کو کن کن زبانوں پر قدرت تھی؟

3۔ دردؔ کے پسندیدہ موضوعات کیا ہیں؟

4۔ شاعر دردؔ نے بے ہنر کس کو کہا ہے؟

5۔ ''سب کے ہاں تم ہوئے کرم فرما'' سے شاعر کیا کہنا چاہتے ہیں؟

6۔ شاعر کے مطابق خدا کا خوف کس کو کرنا چاہئے؟

7۔ سب کے جوہر نظر میں آئے دردؔ بے ہنر تو نے کچھ ہنر نہ کیا - اس شعر کا مطلب کیا ہے؟

بناوٹ کے اعتبار سے جملے کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ مفرد (Simple sentence) 2۔ مرکب (Compound sentence)

1۔ مفرد جملہ : جس میں صرف ایک مبتدا اور ایک خبر ہو۔ جیسے۔ غفران چالاک ہے۔ بارش ہوگی۔

2۔ مرکب جملہ : جو دو یا دو سے زیادہ جملوں سے مل کر بنا ہو۔ یعنی اس میں ایک سے زیادہ مبتدا اور ایک سے زیادہ خبریں ہوں۔ جیسے۔ حامد آیا اور چلا گیا۔ جب بارش ہوگی تو فصل اُگے گی۔

مفرد جملے کی دو قسمیں ہیں: 1- جملہ اسمیہ- 2- جملہ فعلیہ-

1۔ جملہ اسمیہ : وہ جملہ ہے جس میں مبتدا اور خبر دونوں اسم واقع ہوں۔ جیسے۔ مبشر شریف لڑکا ہے۔ آج بارش ہوئی۔

(نوٹ) جملہ اسمیہ اسم اور فعل ناقص سے مل کر بنتا ہے۔

2۔ جملہ فعلیہ : وہ جملہ ہے جس میں فعل خبر واقع ہو۔ جیسے مجاہد نے خط لکھا۔

(نوٹ) جملہ فعلیہ فعل فاعل اور مفعول سے مل کر بنتا ہے۔

مرکب جملے کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مرکب مطلق 2۔ مرکب ملتف

مرکب مطلق: کسی مرکب جملہ کا ہر جملہ اپنی الگ حیثیت رکھے اور اپنی مفہوم کو پورا کرنے کے لئے ساتھ والے جملے کا محتاج نہ ہو تو اس کو مرکب مطلق کہتے ہیں۔ جیسے بارش ہو رہی تھی اور پرندے چہک رہے تھے۔

مرکب ملتف: (Complex sentence) اگر مرکب جملے آپس میں اس طرح ملے ہوئے ہوں کہ جب تک تمام جملے ایک ساتھ پڑھے یا بولے نہ جائیں بات پوری طرح سمجھ میں نہ آئے تو اس کو مرکب ملتف کہتے ہیں۔ جیسے ۔ وہ طالب علم جس نے محنت کی کامیاب ہوگیا۔ جب سیٹی بجی تو گاڑی چلی۔

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:31 PM

سرسری مطالعہ

اکائی 5

پتھر کا شیر

ایک ہری بھری گھاٹی میں ایک بڑا سا مکان تھا۔اس میں دو بھائی اپنی ماں کے ساتھ رہتے تھے۔ بڑا بھائی فخرو چاق و چوبند اور عقلمند تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد خاندان کا سارا کاروبار وہی دیکھتا تھا۔ چھوٹا بھائی ننھو اس کے مقابلے میں سیدھا سادہ اور رحم دل تھا، لیکن ساتھ ہی کاہل بھی تھا۔وہ پوری کوشش کرتا تھا کہ بڑے بھائی کے کاموں میں مدد کرے۔ لیکن وہ اتنا ذہین نہیں تھا کہ ان کاموں کو اچھی طرح کر سکے۔

تھوڑے دنوں تک تو بڑا بھائی یہ رویّہ برداشت کرتا رہا۔ لیکن پھر اس نے جھنجھلاہٹ کا اظہار کیا۔اس نے چھوٹے بھائی کو بلا کر کہا کہ وہ کہیں بھی جا کر اپنی قسمت آزمائی کرے۔چھوٹے بھائی کو اس بات سے بہت تکلیف ہوئی۔لیکن اس نے بڑے بھائی کو کوئی جواب نہیں دیا۔اس کے پاس جو دو چار چیزیں تھیں۔ انہیں سمیٹ کر باندھا اور ماں کے پاس جا کر رخصت ہونے کی اجازت مانگی اور بولا: امّاں میں کام کی تلاش میں جا رہا ہوں۔میں اب خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ بھائی آخر کہاں تک میرا بوجھ اٹھائے۔وہ بھی تنگ آ گیا ہے۔لیکن میں اسے الزام نہیں دوں گا۔بس میں آپ کی دعائیں چاہتا ہوں۔

ماں بیٹے کی باتیں سنتی رہی اور آنسو بہاتی رہی۔پھر بولی، ''ٹھیک ہے،اگر تمہارے بھائی نے تمہیں نکالنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ میں ایسے بے رحم انسان کے ساتھ اب اس گھر میں نہیں رہ سکتی''۔

دوسری صبح دونوں ماں بیٹے گھر سے چلے گئے۔چلتے چلتے وہ کافی دور نکل آئے۔اب دوپہر ہو گئی تھی۔وہ ایک جھونپڑی کے نزدیک پہنچ گئے۔ ایک بڑے پہاڑ کے دامن میں بنی ایک جھونپڑی تھی جو شہر سے زیادہ دور نہیں تھی۔ یہاں وہ ستانے کے لئے بیٹھ گئے۔وہ تھکے ہوئے تو تھے ہی ،اس لئے جلد ہی بے خبر سو گئے۔جب سو کر اٹھے تو دن ختم ہو رہا تھا، پہاڑ پر شام کے سُرمئی اندھیرے پھیل رہے تھے۔اور ٹھنڈک بڑھنے لگی تھی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ابھی تک جھونپڑی میں کوئی واپس نہیں آیا تو وہ رات گذارنے کے لئے اندر چلے گئے۔اس غربت میں اس جھونپڑی کو انہوں نے خدائی انتظام سمجھا،اور وہیں رہنے لگے۔

دوسرے دن صبح تڑکے جب چڑیاں تک اپنے گھونسلوں میں آرام کر رہی تھیں۔ ننھو اٹھ گیا۔وہ کلہاڑی لے کر پہاڑی پر لکڑی کاٹنے چل دیا۔شام تک اس نے بہت سی لکڑیاں کاٹ لیں۔پھر ان کا گٹھر بنا کر وہ شہر لے گیا اور اچھے داموں پر بیچ آیا۔اپنی دن بھر کی محنت کا پھل مل جانے پر وہ بہت خوش تھا۔گھر پہنچنے پر اس نے ساری کمائی ماں کے ہاتھوں پر رکھ دی۔

کئی دنوں تک وہ اسی طرح محنت کرتا رہا۔ ایک دن وہ صبح اٹھ کر اوپر کی پہاڑیوں پر اچھی لکڑی کی تلاش میں جا رہا تھا۔ تبھی ایک ایسے کونے میں پہنچ گیا جو ایک بہت بڑی چٹان سے چھپا ہوا تھا یہاں اس نے دیکھا کہ ایک پتھر کا شیر کھڑا ہے۔ یہ شیر سچ مچ کے شیر جیسا تھا۔

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:32 PM

''ارے'' بے اختیار اس کے منہ سے نکلا اور وہ ڈر کے مارے ایک پتھر پر ڈھیر ہو گیا، لیکن پھر وہ سنبھلا اور کپڑے جھاڑ کر کھڑا ہو گیا اور بڑے غور سے اس پتھر کی مورت کو دیکھا۔ پھر اس نے دل میں سوچا کہ شاید یہ کسی فن کار کا کارنامہ ہے۔ کسی تدبیر اور کوشش سے اس پتھر کے شیر کے راز کو جاننا چاہا۔ اس کے دل میں ایک تدبیر آئی۔ اس نے اس تدبیر کو ایک خوبصورت شکل دے کر اپنے ارادے کے مطابق دوسرے دن دو موم بتیاں لے کر وہاں پہنچ گیا۔ اس نے موم بتیاں جلا کر شیر کے دونوں طرف اس طرح رکھ دیا کہ دونوں موم بتیاں شیر کے دونوں کانوں کے عین سامنے ہو گئیں۔ موم بتیوں کی گرمی اور روشنی کے اثر سے شیر کا منہ کھل گیا۔ ننھو اپنی تدبیر پر اندر اندر بہت ہی خوش ہو رہا تھا۔ شیر کے منہ سے ایک آواز آئی۔ ''اے لڑکے! تم بہت نیک دل اور محنتی ہو، اس لئے میں تمہیں انعام دینا چاہتا ہوں، کل صبح تم پھر آنا لیکن اس بار ساتھ میں ایک بڑی سی ٹوکری بھی لیتے آنا''۔ لڑکا خوف سے تھر تھر کانپنے لگا، اس نے پتھر کے شیر کی رحم دلی کا شکریہ ادا کیا اور کل آنے کا وعدہ کر کے وہ اپنی لکڑیوں کا گٹھر اٹھا کر قریب کے گاؤں چلا گیا۔ وہاں انھیں بیچ کر ایک بڑی سی لکڑی کی ٹوکری خریدی۔ وہ یہ ٹوکری لے کر دوسری صبح پہاڑی کے اسی طرف گیا جہاں پتھر کا شیر تھا۔

تدبیر کے مطابق موم بتیاں روشن کیں۔ اس کی گرمی پا کر شیر پھر بول پڑا۔ اب میں جو کہوں کرتے جاؤ۔ ''تم یہ ٹوکری میرے منہ کے نیچے لگا دو، میں اس میں سونا بھر دوں گا۔ جیسے ہی ٹوکری بھرنے کے قریب ہو، تم مجھے رُک جانے کو کہنا۔ ذرا سا بھی سونا زمین پر گرنا نہیں چاہئے''۔ ننّھو نے وہی کیا جو کہا گیا تھا۔ اس نے ٹوکری شیر کے منہ کے نیچے لگا دی اور پھر کیا تھا سونے کے ٹکڑوں کا آبشار سا گرنے لگا، جب ٹوکری چوتھائی بھر گئی تو اس نے شیر کو پکار کر بتا دیا اور پھر ایک دم وہ سونے کا آبشار رک گیا۔ پھر وہ ٹوکری لے کر اپنی ماں کے پاس گیا، پہلے تو اتنا بہت سا سونا دیکھ کر وہ ہکّا بکّا رہ گئی۔ لیکن جب بیٹے نے ساری کہانی سنائی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

اب ماں اور بیٹے عیش و آرام سے رہنے لگے۔ انھوں نے ایک بڑا سا فارم خرید کر کھیتی شروع کی اور بہت سے بیل اور بھیڑ بکریاں پال لیں۔ اب تو اس کی ایسی شان و شوکت تھی کہ اس کے کئی نوکر گھر اور کھیت میں کام کرتے تھے۔

ننھو کے بھائی فخرو کے پاس بھی اپنے بھائی ننھو اور ماں کے عیش و آرام اور ترقی کی خبر پہنچی۔ اسے بڑا تعجب ہوا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟

آخر اس سے ضبط نہ ہوا اور اس نے سوچا کہ ایک دن خود جا کر معلوم کرے۔ اور پھر ایک دن وہ چھوٹے بھائی کے گھر جانے کے لئے سفر پر روانہ ہو ہی گیا۔ دستور کے مطابق اس نے تحفے میں دینے کے لئے ایک کپڑا منگوا کر ساتھ لے لیا، چھوٹے بھائی اور ماں نے بہت خلوص سے اس کا خیر مقدم کیا۔ ایک دوسرے کی خیریت پوچھنے کے بعد وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔ اتنے دنوں میں جو اِن پر بیتی تھی، اس کا بیان بھی ہونے لگا۔ ننھو نے بھی سارا حال بتایا کہ کس طرح اس کی قسمت نے پلٹا کھایا۔

جو کچھ بڑا بھائی معلوم کرنا چاہتا تھا اب اسے معلوم ہو گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد اس پہاڑی دیوتا کے پاس پہنچ جائے۔ وہ اتنا بے چین تھا کہ شام کو گھر پہنچتے ہی وہ سیدھا بازار گیا اور ڈھونڈ کر جو سب سے بڑی ٹوکری تھی لے آیا۔ ساتھ ہی اس نے دو موم بتیاں بھی لے لیں۔ اُس رات اُسے بالکل نیند نہ آئی۔ وہ بار بار اٹھ کر باہر جاتا اور یہ دیکھتا کہ صبح ہونے میں ابھی کتنی دیر ہے۔ جیسے ہی آسمان پر صبح کی سفیدی پھیلنا شروع ہوئی وہ اٹھ بیٹھا۔ اس نے ٹوکری اٹھائی اور سیدھا پہاڑی کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے اپنے بھائی کی ایک ایک بات کو بڑے دھیان سے سنا تھا۔ اس لئے وہ شیر کی جگہ پر بغیر کسی دشواری کے پہنچ گیا، پتھر سے بنا ہوا شیر کا وہ مجسّمہ اپنے پورے جاہ و جلال اور شان کے ساتھ وہاں تھا۔

وہ اسے دیکھا۔ کافی دیر تک گھورا۔ پھر اس نے دونوں موم بتیاں جلا کر شیر کے دونوں کانوں کے برابر رکھ دیں۔ جیسے ہی آگ اور روشنی کا اثر شیر کے کانوں پر پڑا۔ وہ مصنوعی شیر اپنا منہ کھول کر بولنے لگا۔ شیر نے دھاڑتے ہوئے کہا تم کون ہو؟ ڈرپوک فخرو کانپ گیا۔ لیکن اس نے

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:34 PM

ہمت کر کے بہت نرم آواز میں کہا: میں اسی لڑکے کا بھائی ہوں، جس کو آپ نے اتنی بہت سی دولت دی ہے۔ میں یہی گذارش لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ شیر نے کہا ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، ٹوکری میرے پاس میرے منہ سے لگا دو، میرے منہ سے سونا نکلے گا۔ لیکن دیکھو، ہوشیار رہنا۔ جیسے ہی ٹوکری بھرنے کے قریب ہو، مجھے بتا دینا۔ اگر سونے کا ایک بھی ٹکڑا زمین پر گرا، تو تم پر مصیبت آجائے گی۔

فخرو ٹوکری کو شیر کے منہ کے قریب رکھ کر کھڑا ہو گیا، اور پلک جھپکتے ہی ٹوکری میں چھن چھن کی آواز کے ساتھ سونے کا آبشار سا گرنے لگا۔ وہ بڑے شوق سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اسے اس سے زیادہ خوبصورت منظر اور کوئی نہیں لگا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا، ''میں کتنا امیر ہو جاؤں گا''۔ اف! کتنا امیر؟ ''سب مجھے دیکھ کر حسد سے جل مریں گے''۔ وہ لالچی تو تھا ہی، ان خیالوں میں ایسا غرق ہوا کہ وقت کا اندازہ ہی نہ لگا پایا، ٹوکری پوری بھر گئی تھی۔ لیکن وہ شیر کو بتانا بالکل بھول گیا۔ ایک دم ایک سونے کا ٹکڑا زمین پر گرا اور اس کے گرتے ہی وہ سونے کا آبشار بھی رک گیا۔

بے وقوف یہ تو نے کیا کیا؟ شیر تیز آواز میں دھاڑا، سونے کا سب سے بڑا ٹکڑا میرے حلق میں اٹک گیا ہے جتنی جلدی نکال سکتے ہو اسے میرے منہ سے نکال لو، حریص فخرو تھوڑا اور نزدیک گیا اور اپنا ہاتھ شیر کے منہ میں ڈال دیا تھا کہ وہ سونے کا بڑا سا ٹکڑا نکال لے، لیکن شیر نے اپنا منہ بند کر لیا، اور پھر وہ اسی طرح پتھر کا بن کر ساکت کھڑا ہو گیا۔ فخرو نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اپنا ہاتھ چھڑا لے لیکن کامیاب نہ ہوا، ہاتھ شیر کے جبڑوں میں اس مضبوطی سے دبا ہوا تھا کہ چھوٹنا ممکن نہ تھا اس نے ٹوکری پر نظر ڈالی لیکن یہ کیا سونے سے بھری ٹوکری میں ایک ٹکڑا بھی سونے کا نہ تھا ساری ٹوکری مٹی اور کنکر پتھر سے بھری ہوئی تھی۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، لالچ میں پڑ کر وہ سارے سونے سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ اور اب اس سنسان اور اکیلی جگہ میں جکڑا ہوا تھا۔ دور دور تک کسی آدمی کا نام و نشان نہ تھا۔ پہاڑوں کے بھیانک سائے اُسے ڈرا رہے تھے۔ مارے خوف کے اس پر تھرتھری سوار تھی۔ یہ سوچ سوچ کر اس کا دم نکلا جا رہا تھا کہ اگر اس کی تلاش میں کوئی نہ آیا تو؟ اگر اسے کئی دن تک اسی طرح مصیبت میں گرفتار رہنا پڑا تو کیا ہو گا؟

شام ہو رہی تھی اور فخرو گھر نہیں پہنچا تھا۔ اس کی بیوی اب بہت فکر مند تھی۔ اس نے تو کہا تھا کہ وہ رات ہونے سے پہلے ہی گھر واپس آجائے گا۔ لیکن رات گذر گئی اور پھر سارا دن بھی بیت گیا اور وہ واپس نہیں لوٹا۔

اب تو مارے ڈر کے برا حال تھا۔ آخر وہ نھو کے پاس پہنچی اور اسے سارا حال سنایا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ پھر اس سے گڑگڑا کر خوشامد کرنے لگی کہ وہ اس کی مدد کرے۔

نھو اب اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ اس پر کیا گزر رہی ہو گی، وہ سیدھا اس پہاڑ پر پہنچا۔ واقعی بھائی وہاں بے ہوش پڑا تھا اور اس کا ایک ہاتھ بری طرح شیر کے جبڑے میں دبا ہوا تھا، وہ یہ دیکھ کر شیر کے منہ سے فخرو کے ہاتھ کو نکالنے کی تدبیر کرنے لگا، بالآخر وہی پرانی تدبیر اسے سوجھی۔ کسی طرح سے تھوڑی سے آگ اور روشنی کا انتظام کر کے پتھر کے شیر کے دونوں کانوں کے برابر رکھ دیا۔ جیسے ہی گرمی کا اثر شیر کے کانوں پر پڑا، شیر کا منہ حسبِ معمول کھل گیا۔ شیر زور سے دھاڑا اور قہقہہ کے انداز میں کچھ اسی طرح بڑبڑایا ''لالچ بہت بری بلا ہے'' اِدھر شیر کا منہ کھلا، اُدھر فخرو نے فوراً اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ دونوں بھائی ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ فخرو اپنی لالچ پر بہت شرمندہ ہوا۔ اسے اپنی حرکت پر پچھتاوا تھا۔ اس نے قسم کھائی کہ اب وہ پھر کبھی لالچ نہ کرے گا۔ نھو رحم دل، بھولا اور نیک طینت آدمی تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو اپنی دولت کا ایک حصہ دے دیا تا کہ وہ بھی خوش حال زندگی گذارے۔ اور پھر کبھی لالچ کے پھیرے میں نہ پڑے۔

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:36 PM

I. مختصر سوالات:

1۔ ننھو اور فخرو کس افسانے کے کردار ہیں؟

2۔ ننھو کس طرح کا آدمی تھا؟

3۔ فخرو کس قسم کا آدمی تھا؟

4۔ ننھو پہاڑ کے دامن میں رہ کر کیا کام کرتا رہا؟

5۔ پتھر کا شیر - اس جانور کا تعارف کرائیے۔

6۔ پتھر کے شیر کی چند خصوصیات لکھئے۔

7۔ پتھر کے شیر نے چھوٹے بھائی سے کیا کہا تھا؟

8۔ فخرو نے پتھر کے شیر کی ہدایت پر کس طرح عمل کیا لکھئے؟

9۔ پتھر کے شیر کے منہ کو کھلوانے کی تدبیر کیا ہے؟

10۔ اس کہانی سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

II. تفصیلی سوالات:

1۔ ''پتھر کا شیر'' اس کہانی کا خلاصہ لکھئے۔

2۔ ''لالچ بری بلا ہے'' اس کہاوت کو کہانی پتھر کے شیر کی روشنی میں سمجھائیے۔

III۔ لسانی سرگرمیاں۔



تصویر کو تحریری شکل دینا۔

ذیل میں ایک تصویر دی گئی ہے۔

اس کا اظہار خیال اپنی طرف سے پانچ جملوں میں کیجئے۔

1. .....
2. .....
3. .....
4. .....
5. .....

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:37 PM

اکائی

5 صنائع و بدائع

تجنیس

تجنیس

یہ صنائع لفظی کی ایک قسم ہے اور اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں شعر میں ایسے دو لفظ لائے جائیں جو دیکھنے میں تو ایک طرح کے ہوں لیکن ان کے معنی الگ الگ ہوں،

ذیل کے شعر میں ''مرمر'' کا لفظ ہے۔

جتنے مرمر گئے بتو! تم پر
ان کے مرقد ہیں سنگ مرمر کے

اس شعر کے پہلے مصرعے میں مرمر گئے کا الفاظ استعمال کیا ہے اور دوسرے مصرعے میں سنگ مرمر کا لفظ لایا گیا ہے۔ ان دونوں لفظوں میں مرمر کا حصہ عام ہے، مگر پہلے مصرعے میں موت کے معنی میں آیا ہے، اور دوسرے مصرعے میں پتھر کی ایک قسم کے معنی ہیں۔

سوال : تجنیس کسے کہتے ہیں؟ ایک مثال کے ساتھ سمجھایئے۔

اوقاف PUNCTUATION

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے

نام	علامت	انگریزی نام	مفہوم	موقعۂ استعمال	مثال
سوالیہ	؟	Sign of Interrogration (Question mark)	سوالیہ نشان ہے	جملہ کے آخر میں سوال کے لئے استعمال ہوتا ہے۔	کیا ہے؟ قلم کس کا ہے؟ کیوں کہا؟

پہلے بات کو دیکھ کر سوچو، پھر بات کو منہ سے نکالو اور پھر اس پر عمل کرو۔
اگر تیری صورت خراب ہے تو کام اچھے کر تاکہ لوگ تیرے اعمال کی وجہ سے اچھا کہیں۔
اپنے لب و لہجہ میں غصہ کی مقدار بس اتنی ہی رکھ جتنی مقدار آٹے میں نمک کی ہوتی ہے۔ افلاطون

unit 5
Monday, August 06, 2018 12:49:38 PM

حصّہ نظم

اکائی 6

رُباعیات

امجدؔ حیدرآبادی، اصغرؔ ویلوری

رباعی کی تعریف

رُباعی یہ ایک ایسی صنفِ شاعری ہے جو صرف چار مصرعوں میں کہی جاتی ہے۔ان چار مصرعوں میں ایک مکمل بات کہی جاتی ہے۔ ربع عربی میں چار کو کہتے ہیں۔رباعی بھی چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔اس لئے اس کا نام رباعی رکھا گیا ہے۔رباعی کے پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعوں میں ردیف اور قافیہ کی پابندی کی جاتی ہے۔ چوتھا مصرعہ رباعی کو جان دیتا ہے۔



رباعی میں عام طور پر سنجیدہ مضامین بیان کئے جاتے ہیں مثلاً اخلاق وتصوف عبرت وموعظت، تعلیم وتربیت وغیرہ۔انتخابِ الفاظ اور اندازِ بیان، لطیف ودلچسپ اور بلند ہونا چاہئے۔رباعی اردو کی نہایت مشہور اور مقبول صنف ہے۔اس کا وجود ابتدا ہی سے ہے۔میرؔ سوداؔ کے زمانے سے اس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ میر دردؔ، مصحفیؔ، ذوقؔ، مومنؔ، غالبؔ، سب نے رباعیاں لکھیں۔مرثیہ گوئی میں ترقی کے ساتھ ساتھ رباعیات میں بھی ترقی ہوئی۔ میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ دوسرے مرثیہ گو شعراء نے بہ کثرت رباعیاں لکھیں۔

اردو شاعری میں انقلاب واصلاح کا دور حالیؔ کے زمانے سے شروع ہوا۔رباعی کی طرف بھی توجہ دی گئی۔قومی، مذہبی، تعلیمی، سیاسی اور سماجی مضامین رباعی میں جگہ پانے لگے۔ حالیؔ، اکبرؔ، اقبالؔ، امجدؔ، یگانہؔ، چنگیزیؔ، جگت موہن لالؔ، رواںؔ، اور فراقؔ گورکھپوری، وغیرہ نے رباعی کو وسعت وجامعیت عطا کی۔

سیکھنے کے مقاصد

- رُباعی کی تعریف یاد کرنا
- رباعی کے ذریعے اخلاق، عبرت، وعظ ونصیحت حاصل کرنا۔
- مشہور رباعی گو شعراء اور ان کے کلام کے تعلق سے معلومات حاصل کرنا۔
- بہترین رباعی کو یاد کرنے کی کوشش کرنا۔

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:00 PM

شاعر کا تعارف



امجدؔ حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ مدرسہء نظامیہ میں تعلیم پائی اور پنجاب سے منشی فاضل کا امتحان کامیاب کیا۔ چند مہینے کے بعد ایک مدرسے میں مدرس رہے۔ حیدرآباد لوٹ کر مدرسۂ دارالعلوم سے وابستہ ہوگئے۔ اور پھر صدر محاسبی میں خدمت انجام دینے لگے۔ ان کی پوری زندگی سانحوں کا شکار رہی۔ وہ ایک صوفی شاعر تھے۔ تصوف اور اخلاق کے موضوع پر اردو میں ان سے بہتر رباعیاں بہت کم کسی نے کہی ہوں گی۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے انہیں حکیم الشعراء کا خطاب دیا تھا۔ اہلِ دکن انہیں ''زندہ سرمد'' کہتے ہیں۔ ان کی رباعیوں میں'' رباعیات امجدؔ'' اور'' ریاض امجد'' بہت مشہور ہیں۔

رباعیات امجدؔ

خالق نے جنھیں دیا ہے زر دیتے ہیں
زر کیا ہے خدا کی راہ میں گھر دیتے ہیں
اپنا سرمایہ ہے رکوع و سجود
ساماں نہیں رکھتے ہیں سر دیتے ہیں

اُس نام کی زندگی میں کچھ جان تو ہو
گر بن نہ سکے فرشتہ انسان تو ہو
نیکی نہ ہوئی ہو ، بدی بھی تو نہ کر
صوفی نہ ہوا نہ ہو ، مسلمان تو ہو



حاصل کلام

پہلی رباعی میں امجدؔ کہتے ہیں کہ اللہ کے مؤمن بندے اس کے راستے میں اپنا سب کچھ لُٹانے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں اور صحابہؓ کا حال یہ تھا کہ رسول اکرمؐ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھر کا سارا ساز وسامان بھی، بلکہ اپنی جان تک کی قربانی دینے کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہا کرتے تھے۔ ''جنگِ یرموک'' کا واقعہ اس سلسلے میں بہت مشہور ہے۔ اس رباعی کے ذریعے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ وقت آنے پر ایک بندۂ مؤمن کی شان یہ ہونی چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے راستے میں سب کچھ لٹانے کے لئے ہمیشہ تیار رہے۔
دوسری رباعی میں امجدؔ نے انسانوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ اگر آدمی نیکیاں کر کے فرشتہ کا مقام حاصل نہیں کرسکتا تو کم از کم ایک اچھا انسان بن کر زندگی گذارے۔ اگر نیک کام نہ ہوسکیں تو برائی بھی نہ کریں۔ صوفی اگر نہیں بن سکتا تو کم از کم مسلمان بن کر زندگی گذارے۔

مسائل اور سختیوں کا آنا صحت اور ایمان کی نشانیاں ہیں۔
''جھوٹوں کے'' گھروں سے برکات اٹھالی جاتی ہیں،
اپنی غلط بات پر قائم رہنا ہی کم ظرفی ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:02 PM

شاعر کا تعارف



اصغؔر ویلوری

آپ کا نام اسمٰعیل بیگ اور اصغؔر تخلص ہے۔آپ 29/جولائی 1931ء کو ویلور میں پیدا ہوئے۔آپ سدرن ریلوے میں بحیثیت قانونی مشیر ملازمت میں آئے اور ترقی پا کر سینئر سپرنٹنڈنٹ کے عہدے تک ترقی کی۔ اس کے بعد ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

اصغر ویلوریؔ بڑے خوش الحان شاعر ہیں۔آپ کی غزلیں عموماً چھوٹی چھوٹی مترنم بحروں میں ہوتی ہیں۔آپ نے قطعات اور رباعیات کے علاوہ نظمیں بھی کہی ہیں۔لیکن ان کی طبیعت چونکہ رباعی کی طرف زیادہ مائل رہی۔اس لئے انہوں نے رباعی کو اپنے فکر وفن کا ذریعہ بنالیا۔اصغر ویلوریؔ کے فکر وفن پر علامہ اقبالؔ کی گہری چھاپ ہے آپ ایک صالح اقدار کے حامل کامیاب شاعر ہیں۔

اصغر ویلوریؔ کے مجموعہء کلام ''حروف''، ''نقوشِ اصغؔر'' اور ''کھلے الفاظ'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

رباعیات اصغؔر

ظلمات میں چلنا ہے تو تارے مت ڈھونڈ
ہے خود پہ بھروسہ تو سہارے مت ڈھونڈ
موتی کی تمنّا ہے تو پانی میں اُتر
تو جا کے سمندر پہ کنارے مت ڈھونڈ

مرنا ہے تو ہنستے ہوئے مرنا سیکھو
جینا ہی ہے جینے کا سلیقہ سیکھو
اس دہر میں انسان کو نہیں غم سے سفر
تم غم سے نپٹنے کا طریقہ سیکھو



حاصل کلام

اس رباعی میں اصغؔر ویلوری نے انسانوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے اندر بہت کچھ صلاحیتیں رکھی ہیں، اسے خدا کی ذات کے سوا کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔اگر موتی کی تمنا رکھتا ہے تو سمندر میں کود پڑ اور اسے حاصل کر لے۔اور ساحل کا کنارہ تلاش مت کر دوسری رباعی میں شاعر نے انسان کو زندگی کا سلیقہ بتاتے ہوئے کہا ہے کہ ہنستے ہوئے ہر غم اور دکھ کو سہنے کی عادت ڈال لے۔ اس دنیا میں غم سے کسی کو چھٹکارا نہیں کامیاب انسان وہ ہے جو غم کو نپٹتے ہوئے جینے کا سلیقہ سیکھے۔

- کسی کو بلندی پر لے جانا آسان نہیں مگر بلندی سے گرانا آسان ہے۔
- ادب میں نیکیاں موجود ہیں جب کہ بے ادب شخص نیکیاں حاصل نہیں کرسکتا۔

مولانا رومیؒ

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:03 PM

مشق : سوالات :

1۔ رباعی کی تعریف کیجئے۔

2۔ کوئی دو رباعی گو شعراء کے نام بتایئے۔

3۔ امجد حیدر آبادی سے متعلق چند کلمات لکھئے۔

4۔ اس رباعی میں امجدؔ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

خالق نے جنھیں دیا ہے زر دیتے ہیں
زر کیا ہے خدا کی راہ میں گھر دیتے ہیں
اپنا سرمایہ ہے رکوع و سجود
ساماں نہیں رکھتے ہیں سر دیتے ہیں

5۔ اصغرؔ ویلوری کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟

6۔ اس رباعی کا مطلب اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

مرنا ہے تو ہنستے ہوئے مرنا سیکھو
جینا ہی ہے جینے کا سلیقہ سیکھو
اس دہر میں انسان کو نہیں غم سے سفر
تم غم سے نپٹنے کا طریقہ سیکھو

''نے'' اور ''کو'' کے استعمالات۔

قواعد

نے - علامت فاعل ہے اور کو - علامت مفعول ہے۔

جملوں میں اگر ان کا استعمال غلط ہو جاتا ہے تو جملے کے معنی و مفہوم میں تبدیلی آ جاتی ہے۔

مثال : اکبر نے شیر کو مارا۔ اگر اس جملے کو اس طرح لکھا جائے ''اکبر کو شیر نے مارا'' تو اس کے معنی بالکل اُلٹے ہو جاتے ہیں۔

سلیم نے احمد کو خط لکھا۔ اگر اس جملے کو اس طرح لکھا جائے ''سلیم کو احمد نے خط لکھا'' تو اس کے معنی بالکل الٹ جاتے ہیں۔

لہٰذا جملے لکھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ''نے'' فاعل کے ساتھ آئے اور ''کو'' مفعول کے ساتھ آئے۔

مشق :

ان جملوں میں فاعل، مفعول، علامت فاعل اور علامت مفعول کو پہچانئے۔

1۔ سلیم کو احمد نے مارا۔

2۔ اکبر نے نوکر کو نکال دیا۔

3۔ حامد نے کتاب خریدی۔

4۔ فرید نے خط کو پوسٹ کر دیا۔

5۔ سلیم کو ہار پہناؤ۔

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:04 PM

حصّہ نثر

اکائی

6 امام ابوبکر محمد بن زکریا رازیؒ: ایک عظیم سائنس دان

مولانا ابراہیم عمادی ندوی

پیش لفظ

اس مضمون میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ سائنسی دنیا میں مسلمانوں نے بھی عظیم خدمات انجام دئے ہیں۔ اس سبق میں امام رازیؒ کی زندگی کے حالات اور ان کی سائنسی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کے فائدے کے لئے جو نئی چیزیں سب سے پہلے دنیا کے سامنے پیش کیں ان پر بحث کی گئی ہے۔

سیکھنے کے مقاصد



امام رازیؒ
854-925 AD

- مضمون میں امام رازیؒ کی زندگی کے حالات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے، جسے پڑھ کر معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔
- امام رازی کی سائنسی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انھیں واضح کرنا۔
- دواؤں کے استعمال کا امام رازی نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا، اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔
- امام رازیؒ نے مرضِ چیچک پر جو کتاب لکھی اس کے بارے میں جانکاری حاصل کرنا۔
- علم جرّاحی (Surgery) کے بارے میں معلومات فراہم کرنا۔

مصنف کا تعارف

یہ مضمون ''مسلم سائنس دان اور ان کی خدمات'' سے لیا گیا ہے جس کے مصنف مولانا ابراہیم عمادی ندوی ہیں جو قدیم و جدید علوم کے جامع عالم ہیں۔ ممبئی میں عمر بھر تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دی ہیں۔ جدید درس گاہوں کے طلبہ کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس کتاب کے جمع و تدوین میں بڑی سلیقہ مندی سے کام لیا ہے۔ اس کے کئی اجزا مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہو کر داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ انھوں نے مسلم سائنس دانوں کے متعلق ایسے ایسے انکشافات کئے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ مسلم سائنس دانوں کے بارے میں ایک کتاب مرتب کرنے کا خیال میرے دل میں اس وقت پیدا ہوا، جب میں 1933ء میں اخبار'' خلافت'' میں کام کرتا تھا۔ چنانچہ بارہ سال تک مسلم سائنس دانوں کے بارے میں تحقیق کرتا رہا اور اس مشکل ترین کام کو بحسن و خوبی تکمیل کی حد تک پہنچایا اور اس کو کتاب کی شکل دی۔

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:06 PM

ابوبکر محمد بن زکریا رازیؒ نویں صدی عیسوی میں دنیا کے سب سے بڑے طبیب اور دنیا کے پہلے طبّی انسائیکلو پیڈیا کے مصنف تھے۔ وہ ایران کے شہر ''رے'' میں پیدا ہوئے۔ رازیؒ نے بہت کم عمری میں طب میں ایسی مہارت حاصل کر لی کہ دور دور سے مریض ان کے پاس علاج کے لئے آنے لگے۔ اپنے علم اور مہارت کی وجہ سے ان کو ''رے'' کے شاہی ہسپتال کا انچارج مقرر کیا گیا۔ لیکن وہ کچھ ہی عرصے بعد بغداد آ گئے جہاں انہوں نے ایک نیا ہسپتال قائم کرنے میں خلیفہ ''المقتدر'' کی مدد کی۔ وہ ایک عرصے تک اس ہسپتال کے ناظم رہے۔

اُس وقت کے طبیب روایتی طریقے سے علاج کرتے تھے۔ لیکن رازیؒ نے مرض کی تشخیص اور علاج میں غیر روایتی طریقے بھی اختیار کئے۔ وہ مریضوں کا علاج کرنے میں ان کی نفسیات کا بھی خاص خیال رکھتے تھے اور مرض کے علاج میں صحیح غذا اور اس کے استعمال میں باقاعدگی کو خاص اہمیت دیتے تھے۔ وہ اکثر اپنی دواؤں کو پہلے جانوروں پر آزماتے اور ان پر ان دواؤں کے اچھے اور برے اثرات کا غور سے مطالعہ کرتے تھے پھر اپنے مریضوں کا علاج کرتے تھے۔

رازی کو طب کے علاوہ جراحی (Surgery) میں بھی خاص مَلَکَہ تھا۔ مریض کو بے ہوش کرنے میں افیون (opium) کا استعمال اور زخم سینے کے لئے تانت (Stitching suitures) کا استعمال انہیں کی ایجاد ہے۔ اسی طرح انہوں نے آنکھوں اور جلد کی بیماریوں میں پارے کا مرہم (Mercury Ointment) اور دوسری دوائیں ایجاد کیں۔

چیچک (Small pox) اور خسرہ (chicken pox) کو الگ الگ مرض قرار دینے والے امام رازیؒ ہی تھے۔ انہوں نے اپنے تجربات کی روشنی میں ان امراض پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ یہ اس موضوع پر پہلی کتاب تھی اور طب کی دنیا میں اس کتاب نے تہلکہ مچا دیا۔ اب تک دنیا کی بہت سی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے بتایا کہ جب چیچک کے مرض کا حملہ ہوتا ہے تو کیا علامات ظاہر ہوتی ہیں؟

رازی کی شہرۂ آفاق تصنیف ''الحاوی'' ہے۔ یہ کتاب دراصل ''طب کی انسائیکلو پیڈیا'' یا یوں کہئے کہ طبی معلومات کا خزانہ ہے۔ دسویں صدی عیسوی کی ابتداء تک اسلامی طب کا سارا علم اس میں جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب وہ پندرہ سالوں سے لکھ رہے تھے اور ختم ہونے سے پہلے رازیؒ انتقال کر گئے۔ بعد میں ان کے شاگردوں نے اسے مکمل کر دیا۔

انھوں نے دوسو کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی بعض کتابیں ترجمہ ہو کر یورپ کی درسگاہ میں بطورِ نصاب استعمال ہوتی رہیں۔ ان میں آدھی کتابیں طب کی اور بیس سے زیادہ کتابیں کیمیا سے متعلق ہیں۔ ''روجر بیکن'' بار بار رازیؒ کا ذکر کرتا ہے۔

اُس زمانے میں طب کے طلباء اپنی تعلیم بقراط کی کتاب سے شروع کرتے تھے۔ پھر ابن اسحٰق کی کتاب پڑھتے تھے۔ اس کے بعد رازی کی کتاب ''المنصوری'' پڑھتے تھے اور آخر میں ابن سینا (امام بوعلی سینؒا) (Avicena) کی کتاب ''القانون فی الطب'' (The Canon of Medicine) پر اپنی تعلیم مکمل کرتے تھے۔ جو طالب علم ان کتابوں پر عبور حاصل کر لیتا تھا وہ طب کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔

طبیبوں کے بعد جرّاحوں (Surgeons) اور دواسازوں (Druggists) کا درجہ تھا. جرّاحوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ نہ صرف جراحی کی تعلیم حاصل کریں، بلکہ وہ انسانی جسم کے بارے میں بھی پوری معلومات رکھیں، خون کی شریانوں، نسوں اور پٹھوں سے اچھی طرح واقف ہوں آلات جراحی کا استعمال جانتے ہوں اور زخم پر پٹی باندھنی آتی ہو۔

اس دور کے مسلمان طبیب طبّی اور اخلاقی اصولوں کی بڑی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ طبیب کو یہ عہد کرنا ہوتا تھا کہ وہ کسی کو ایسی دوا نہیں دے گا جس سے وہ بیمار ہو جائے۔ نہ وہ کسی کو زہر دے گا اور نہ اپنے مریض کی بیماری کا حال کسی دوسرے کو بتائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ فن اور پیشے دونوں کے اعتبار سے مسلمان طبیبوں کا دنیا میں کوئی جواب نہیں تھا۔

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:08 PM

رازیؒ نے طب ہی کا نہیں کیمیا (Chemistry) کا بھی بڑی توجہ سے مطالعہ کیا اور ''کتاب الاسرار'' کے نام سے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی۔ ایک عرصے تک یہ کتاب پورے یورپ کی درس گاہوں میں پڑھائی جاتی رہی۔ اس کتاب میں اُنہوں نے اپنے کئی کیمیائی تجربوں کی تفصیل لکھی ہے اور تقریباً بیس ایسے آلات (Instrument) کا ذکر کیا ہے جو کیمیائی تعامل (Chemical reaction) اور تیاری کے دوران کام آتے ہیں۔ اس تصنیف نے علم کیمیا کو بہت آسان کر دیا۔ سیلفیورک ایسڈ (Sulphuric Acid) اور دوسرے مختلف تیزاب (Acid) سب سے پہلے انہوں نے ہی تیار کئے۔ گنے کے رس سے الکحل (Alcohol) کی تیاری، انہی کی دریافت ہے۔ بعد کے دور میں سائنس خصوصاً طب کی ترقی میں رازیؒ کا بڑا حصہ ہے۔

حاصل کلام

اس مضمون کو پڑھنے سے امام رازیؒ کی سائنسی خدمات کا علم ہمیں ملتا ہے، جنہوں نے کم عمری ہی سے علاج و معالجہ شروع کر دیا اور بہت کم مدت میں نامور طبیبوں میں شمار کئے جانے لگے۔ انہوں نے لوگوں کا علاج کرنے میں نفسیات کا بھی خاص خیال رکھا۔ وہ اپنی دواؤں کو پہلے جانوروں پر آزماتے تھے۔ رازی کو جرّاحی میں بھی اچھا خاصا علم تھا۔

الرازی نے سب سے پہلے مریض کو بے ہوش کرنے کے لئے افیون کا استعمال، اور زخم سینے کے لئے تانت کا استعمال، آنکھوں اور جلد کی بیماریوں میں پارے کا مرہم ایجاد کیا۔

چیچک اور خسرہ کو الگ الگ بیماری ثابت کرتے ہوئے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی جس نے طب کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ ان کی مشہور تصنیف دراصل ''الحاوی'' ہے۔ یہ کتاب طب کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ رازی نے علم کیمیا میں بھی بڑی مہارت حاصل کی۔ اور ''کتاب الاسرار'' کے نام سے اس موضوع پر کتاب لکھی۔ سیلفورک ایسیڈ اور مختلف تیزاب اور گنے کے رس سے الکحل (Alcohal) کی تیاری کو سب سے پہلے رازی ہی نے ایجاد کیا۔

قرآنی طب

امیر المؤمنین ہارون رشید کے پاس ایک نصرانی طبیب رہتا تھا۔ اس نے علی بن حسین بن واقدی سے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن مجید میں علم طب کا کوئی حصہ نہیں۔ حالانکہ دنیا میں صرف دو ہی علم ہیں۔ ایک علم ادیان (دین کا علم) دوسرا علم الابدان جس کا نام طب ہے۔ علی بن حسین بن واقدی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے فن طب و حکمت کو قرآن کی صرف آدھی آیت میں جمع کر دیا ہے۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ ترجمہ: ''تم کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو''۔ زیادہ کھانا معدہ کو نقصان دیتا ہے اور آپ نے ایک حدیث سے اس کی مزید وضاحت بھی فرما دی۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''معدہ بیماریوں کا گھر ہے۔ مضر چیز سے پرہیز ہر دوا کی اصل ہے''۔ نصرانی طبیب نے یہ سن کر کہا کہ تمہاری کتاب نے اور تمہارے رسول نے جالینوس کے لئے کوئی طب نہیں چھوڑی۔

(معارف القرآن: ج:3 ص:137)

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:09 PM

I.(i) الفاظ معنی

عظیم	=	بڑے	طب	=	ڈاکٹری
ناظم	=	انتظام کرنے والا	تشخیص	=	جانچنا، مرض کی نوعیت کی پہچان
جرّاحی	=	سرجری کرنا	ایجاد	=	کسی چیز کو پہلی مرتبہ بنانا
شریان	=	رگ	کیمیا	=	اشیاء کی خاصیت کا علم (کیمسٹری)
عظیم	=	عظمت والا ، بڑا	تصنیف	=	کتاب لکھنا
ناظم	=	نظامت کرنے والا، انتظام کرنے والا	تجربہ	=	کسی چیز کو عملی طور پر کرنا
جرّاحی	=	آپریشن، سرجری	طبیب	=	حکیم/ ڈاکٹر
			درسگاہ	=	کمرۂ جماعت (Class Room)

(iii)

واحد		جمع			
طبیب	+	اَطبّاءُ	ایجاد	+	ایجادات
فن	+	فنون	جسم	+	اجسام
درسگاہ	+	درسگاہیں	موضوع	+	موضوعات
			تجربہ	+	تجربات

(iv) جوڑ لگایئے:

الف		ب
1۔ ابوبکر	-	جانوروں پر آزماتے تھے
2۔ اپنی دواؤں کو پہلے	-	مشہور کتاب کا نام
3۔ افیون کا استعمال	-	القانون فی الطب
4۔ الحاوی	-	مریض کو بے ہوش کرنے کے لئے
5۔ ابن سینا ؒ	-	امام رازی ؒ

کیا تم جانتے ہو؟

(1) محتسب پچھلے دور کا ماہر طبیب کا ایک خلیفہ ہوتا تھا جو زیر تربیت طبیب کا امتحان لینے کے لئے مقرر کیا جاتا تھا۔ یہ جاننے کے لئے کہ زیر تربیت طبیب علوم کے طریقوں، دواؤں اور ان کے استعمال سے اچھی طرح واقف ہے یا نہیں؟

(2) اس کے بعد اس طبیب کو سند دی جاتی تھی۔

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:09 PM

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ امام رازی کا پورا نام ..... ہے۔ (ابومحمد بن زکریاؒ/ابوبکر محمد زکریاؒ/ابوعمر بن زکریاؒ/ابوعثمان بن زکریاؒ)

2۔ امام رازی..... کے رہنے والے تھے۔ (ایران/عراق/بحرین/شام)

3۔ پہلے پہل آپ نے ..... میں خدمات انجام دیں۔ (شاہی ہسپتال/طبی ہسپتال/حکومتی ہسپتال/ذاتی ہسپتال)

4۔ امام رازی اپنی دواؤں کو پہلے..... پر تجربہ کرتے تھے۔ (انسانوں پر/درختوں پر/جانوروں پر/پرندوں پر)

5۔ ''الحاوی''.....کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ (ابن سینا/رازی/خالد/موسیٰ)

6۔ ''القانون فی الطب''.....کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ (رازی/حجاج/ابن سینا/زہراوی)

7۔ طبیب.....کو کہا جاتا ہے۔ (ڈاکٹر/انجنیئر/تاجر/عالم)

8۔ آلات جرّاحی کو سب سے پہلے..... نے ایجاد کیا۔ (رازی/زہراوی/ابن سینا/خالد بن یزید)

9۔ رازی کو ..... سائنسی شعبہ میں بھی مہارت تھی۔ (کیمیا/طبیعیات/حیاتیات/نباتات)

10۔ علم کیمیا پر رازیؒ نے.....کتاب لکھی۔ (القانون/الاسرار/الکتاب/الحاوی)

11۔ سیلفورک ایسڈ کی ایجاد ..... نے کی۔ (خالد/رازی/ابن سینا/زہراوی)

12۔ بغداد میں اس وقت.....کی خلافت تھی۔ (عبدالملک/مروان/حجاج/المقتدر)

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ امام رازیؒ کی تصنیف کا نام کیا ہے ؟

2۔ امام رازی کے تیار کردہ کیمیائی اشیاء کے نام بتایئے۔

3۔ امام رازی کس صدی کے سائنسدان تھے ؟

4۔ چیچک کی بیماری کو انگریزی میں کیا کہا جاتا ہے ؟

5۔ ''BUMS'' کا پھیلاؤ کیا ہے؟

6۔ کسی دو مسلم سائنس دانوں کے نام لکھئے۔

7۔ علم جرّاحی کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟

کیا تم جانتے ہو؟

BUMS کا پھیلاؤ کیا ہے؟

The Bachelor of Unani Medicine & Surgery

بارھویں جماعت میں فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی کے اسباق لے کر اس میں 60% سے زیادہ نمبرات حاصل کر کے NEET امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد BUMS نامی کورس کیا جاسکتا ہے۔ یہ کورس 5½ سال کا ہے۔ چنّئی میں انّا کالج، کیل پاک اور بنگلور میں الامین کالج آف یونانی میڈیسن میں یہ کورس موجود ہے۔ اسی طرح حیدرآباد میں اور کرنول میں بھی یہ کورسس موجود ہیں۔

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:10 PM

IV. مختصر سوالات :

1۔ امام رازی کے بچپن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2۔ مریضوں کا علاج کرتے ہوئے امام رازیؒ نے کونسا طریقہ اختیار کیا؟

3۔ جدّاحی کسے کہتے ہیں؟

4۔ مریض کو بے ہوش کرنے میں کونسی چیز استعمال کی جاتی ہے؟

5۔ چیچک بیماری کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

6۔ ''الحاوی'' کتاب پر چند جملے لکھئے۔

7۔ قدیم مسلم طبیبوں کے اخلاقی اصول کیا تھے؟

8۔ ''کتاب الاسرار'' کا موضوع کیا ہے؟

V. تفصیلی سوالات:

1۔ امام رازیؒ کی زندگی کے حالات کا جائزہ لیجئے۔

2۔ امام رازیؒ کی تصنیفات اور ان کی سائنسی خدمات پر تفصیل سے لکھئے۔

(v) دئے گئے جملوں کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیجئے:

1. Service to humanity is service to God.
2. Might is right.
3. Necessity is the mother of inventions.
4. No pain no gain.
5 Patience wins the race

(vi) دئے گئے محاورات (pharases) کے معنی بتایئے اور انھیں جملوں میں استعمال کیجئے:

1۔ آب آب ہونا / کرنا

2۔ آب دیدہ ہونا

3۔ آپے سے باہر ہونا

4۔ آستین کا سانپ

5۔ آسمان پر تھوکنا



مزید استفادہ کے لئے کتابیں

- Kitab al-Hawi - 23 Volumes - Medical Encyclopedia. (Jamiathul Kabeer) by Razi
- Al-Judari wa al-Hasbah (A treatise on the small pox and measles) by Imam Razi
- Doubts about Galen - Imam Razi

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:11 PM

عملی کارکردگی :

امام رازی کی سوانح اوران کی سائنسی خدمات سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کیجئے اورنوٹس تیار کیجئے۔

اپنے پسندیدہ مسلم سائنس دان کومنتخب کرتے ہوئے ان کی سائنسی ایجادات کوجمع کیجئے۔

کسی سائنسی نمائش گاہ(Science Exibition) کا دورہ کیجئے اوروہاں کی نایاب چیزوں کونوٹ کیجئے۔

عالمی شہرت یافتہ سائنس دان ڈاکٹرعبدالکلام کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کیجئے اوران کے زرین اقوال کوجمع کیجئے۔

اپنی لائبریری میں پائے جانے والے سائنسی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

اسکول کی لیبارٹری میں ہونے والے تجربات کوغور سے دیکھئے اورضروری نکات نوٹ کیجئے۔

کیا تم جانتے ہو؟

- امام البیرونی ؒ نے طول البلد اورعرض البلد کی دریافت کی۔
- امام البیرونی ؒ نے دریا اور زمین کی گہرائی معلوم کرنے کا طریقہ بھی بتایا۔
- ابن رشدؒ نے چیچک کی بیماری پر تحقیق کی اور ''الکلیات فی الطب'' نامی کتاب لکھی۔
- ابن رشدؒ نے پہلی بار آنکھ کی پتلی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کس طرح کام کرتی ہے۔
- ''الزہراوی'' نے فن جرّاحی پرایک کتاب لکھی جس کا نام ''التصریف'' ہے ،جس میں مختلف اجزا کے آپریشن کے طریقوں کا ذکر ہے۔
- مذکورہ کتاب میں خاص طور پرسر کے آپریشن کا ذکر ہے۔ جرّاحی کے آلات کے طریقۂ استعمال کا بھی ذکر ہے۔
- ابن سینا پہلا سائنس دان ہے،جس نے بیک وقت کیمیا، طبیعیات ،حیاتیات، تینوں علوم میں مہارت حاصل کی۔
- امام بوعلی سینا (ابن سینا) نے'' القانون فی الطب'' نامی کتاب لکھی ،جس میں مختلف بیماریوں کا ذکر ہے۔
  یہ کتاب یورپ کی یونیورسٹیوں میں آٹھ سوسال تک بطورِنصاب شامل رہی۔
- '' الشفا'' نامی ایک زبردست کتاب لکھی ،جس میں فلسفے سے سائنس تک معلومات کا خزانہ ہے۔
- جابر بن حیّان (Geber) علم کیمیا کا ماہر تھا۔ یہ وہ پہلا سائنس دان ہے جس نے کیمیا میں تجربات پہلے پہل شروع کئے۔
  انہیں کیمیا کا باوا آدم بھی کہا جاتا ہے۔ جابر بن حیان کا اہم ترین کارنامہ تین معدنی تیزابوں کی دریافت ہے۔
  اس نے پھٹکری، ہیراکسیس، اورقلمی شورے سے شورے کا تیزاب اور ہیراکسیس سے گندھک کا تیزاب حاصل کیا۔

ابن جوزیؒ کے اقوال

غذاؤں سے بھرے ہوئے معدے ہوں تو دماغ میں حکمت کی بات کیسے آسکتی۔

وہ مطالعہ فضول ہے جس سے دل میں گداز ،سوز ، رقّت ، رنگینی ، پیدا نہ ہو۔

مصائب بھی ایک طرح سے عطیہ ءخداوندی ہیں تا کہ انسان اپنی اصلاح کرے۔

علم کی ابتدا محسوس سے ہوتی ہے۔ پہلے وقتوں میں تعلیم کم تھی اورعلم زیادہ۔آج کل علم کم ہے اورتعلیم زیادہ۔

جوشخص اپنی عظمت کے گیت گائے وہ ہرگز عظیم نہیں ہوسکتا۔

ایک قابل استاذ ایک سورج کی حیثیت رکھتا ہے جواپنی روشنی وحرارت ہر چیز اورجگہ تک یکساں پہنچاتا ہے۔

کامیاب وکامران زندگی یہی ہے کہ جہاں رہو، جس حال میں رہو، خوش رہو۔

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:12 PM

لسانی سرگرمیاں : سمجھنے کی صلاحیت (Comprehension) :

دیئے گئے مضمون کو غور سے پڑھئے اور نیچے دیئے گئے سوالوں کے جواب دیجئے۔

کتابیں ہمارے ساتھی ہیں، تنہائی میں ہم ان سے باتیں کرتے ہیں۔ ہماری باتیں تو وہ نہیں سنتے، لیکن ہم ان کی ایک ایک بات غور سے سنتے ہیں۔ اگر ہم بری کتابوں کے مطالعہ میں وقت صرف کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اتنی دیر برے ساتھی کے صحبت میں گذارتے ہیں۔ اب اس برے ساتھی پر تو ہم اپنے اچھائیوں کا کوئی اثر ڈال نہیں سکتے۔ اس لئے کہ کتابیں ہماری سنتی ہی کب ہیں؟ البتہ ان کی باتوں کا ہمارے اوپر گہرا اثر پڑے گا اور بری صحبت کا انسان کے اوپر کتنا برا اثر پڑتا ہے یہ تم خود جانتے ہو۔ کیا کوئی شریف آدمی کبھی بری صحبت پسند کرے گا؟ اسی طرح اچھی کتابیں بہترین ہم نشین ہوتے ہیں جتنی دیر ہم ان کا مطالعہ کرتے ہیں، ان اچھی اچھی باتوں کا ہم پر اثر ہوتا ہے۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ ہمیں اچھے ہم نشیں ملیں تا کہ ہم بھی ان کی طرح اچھے ہو جائیں۔

سوالات:

1۔ کتابوں کے ساتھ ہم کیسے رہیں؟

2۔ کتابوں کو بہترین ساتھی کیوں کہا جاتا ہے؟

3۔ اچھی کتابوں کا مطالعہ کیوں ضروری ہے؟

4۔ بری صحبت کا انسان کے اوپر کتنا ..... پڑتا ہے۔

5۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ ہمیں اچھے ..... ملیں۔ (دشمن/ دوست/ ہم نشیں/ ہم جماعت)

مکالمے کو مکمل کرنا : (Completing the dialogue)

ملازمت کے اُمیدوار اور کمپنی کے مینیجر کے درمیان ہونے والی گفتگو مکمل کیجئے:

خالد : السلام علیکم ! میں ایک بے روزگار نوجوان ہوں ملازمت کے سلسلے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔

مینیجر : آپ کی تعلیمی لیاقت کیا ہے ؟

خالد : ....

مینیجر : کیا تمہیں کمپیوٹر سے واقفیت ہے؟

خالد : ....

مینیجر : کیا اس سے پہلے کہیں ملازمت کر چکے ہو؟

خالد : ....

مینیجر : ٹھیک ہے اپنا Bio - Data کلرک کے حوالے کر کے جاؤ۔ تمہیں بذریعے e-mail اطلاع دی جائے گی۔

خالد : ....

مینیجر : ضرور، مجھے آپ جیسے محنتی نوجوان کو ملازمت دے کر بڑی خوشی ہوگی۔

خالد : ....

عملی کام:

1. بس کنڈکٹر اور مسافر کے درمیان ہونے والی گفتگو کو پانچ مکالموں میں لکھئے۔
2. آپ ویلور بس اسٹانڈ میں ہیں آپ کو کلکٹر آفس جانا ہے کسی سے راستہ پوچھتے ہوئے پانچ مکالمہ مکمل کیجئے۔

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:13 PM

غزلیات

اکائی 6

غزل

نورؔس خیامی مدراسی

شاعر کا تعارف

گورنمنٹ آرٹس کالج جس کا نام آزادی سے پہلے گورنمنٹ محمڈن کالج تھا، مدراس کا ایک قدیم کالج ہے۔ یہ ایک زبردست ادبی روایت کا حامل رہا ہے۔ یہاں سے فارغ ہونے والے طلبہ میں بہت سارے آگے چل کر اردو کے اچھے شاعر اور ادیب بنے۔ نورؔس خیامی بھی اسی ماحول اور روایت کے پروردہ ہیں۔ تعلیم کے دوران یہاں کے شاعر، ادیب اور شعر دوست اساتذہ سے متاثر ہوتے رہے، بلکہ انھیں دنوں شاعری بھی شروع کر دی۔ نورس خیامی نے شاعری بھی کی اور افسانے بھی لکھے۔

ان کا ایک مشہور جاسوسی ناول، ''پراسرار انسان''، الہ آباد کے ماہنامہ ''جاسوسی پھندا'' میں شائع بھی ہوا۔

زندگی کو سراب لکھ لینا
ہر مسرت کو خواب لکھ لینا

جب نظر آئے وہ رُخ زیبا
اس کو کھلتا گلاب لکھ لینا

جو خلوص و وفا سے پیش آئے
اس کے حق میں عذاب لکھ لینا

عاشقی میں جو مبتلا ہو کوئی
وہ ہے رنگین خواب لکھ لینا

جب ملو گے کبھی جو نورؔس سے
وہ ہے خانہ خراب لکھ لینا

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:14 PM

I. الفاظ معنی

سراب	=	ریت کی چمک جس سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے
رخ زیبا	=	خوبصورت چہرہ (معشوق کا چہرہ)
خانہ خراب	=	اُجڑا ہوا (برباد)
مسرّت	=	خوشی
مبتلا ہونا	=	آزمایا جانا
خلوص وفا	=	سچی دوستی

II. مختصر سوالات:

1۔ آزادی سے پہلے گورنمنٹ آرٹس کالج، مدراس کا نام کیا تھا؟

2۔ نورس خیامی نے اپنی شاعری کی ابتدا کب سے کی؟

3۔ ''جاسوسی پھندا'' کیا ہے؟

4۔ شاعر نے زندگی اور مسرت کے بارے میں کیا کہا ہے؟

5۔ ''خانہ خراب'' کا مطلب کیا ہے؟

6۔ رنگینی خواب سے کیا مراد ہے؟

7۔ ۔ جو خلوص و وفا سے پیش آئے اس کے حق میں عذاب لکھ لینا اس شعر کا مطلب لکھئے۔



جملے کی تعریف اور اس کی قسمیں: مرکب تام کو جملہ کہتے ہیں۔

جملے کی تعریف: لفظوں کا ایسا مجموعہ جس سے بولنے والے کے پوری بات سننے والے کی سمجھ میں آجائے۔

جیسے۔ اکبر گیا۔ بلّی نے چوہے کو پکڑا۔

جملے کے دو حصے ہوتے ہیں: 1۔ مبتدا 2۔ خبر

مبتدا: وہ کلمہ ہے جس کے بارے میں کوئی بات بتائی جائے۔

مبتدا کے بارے میں جو بات بتائی جائے اسے **خبر** کہتے ہیں۔

جیسے۔ اوپر کے جملوں میں اکبر اور بلی مبتدا ہیں اور گیا اور چوہے کو پکڑا خبریں ہیں۔

معنی کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں: 1۔ خبریہ 2۔ انشائیہ۔

جملہ خبریہ: وہ جملہ ہے جس میں کوئی خبر پائی جائے۔ اور جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔

جیسے۔ اکبر گیا۔ موہن نیک لڑکا ہے۔

جملہ انشائیہ: وہ جملہ ہے جس میں کوئی خبر نہ ہو۔ اور جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔

جیسے۔ مدراس کہاں ہے؟ ایک گلاس پانی لاؤ۔

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:14 PM

سرسری مطالعہ

اکائی 6

تین سوال

کسی دور دراز راج کا ایک مسافر ایک ملک سے گزر رہا تھا۔ اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے اس کی ملاقات ایک ایسے آدمی سے ہوئی جو اس ملک میں بہت دنوں سے رہ رہا تھا اور وہاں کی ہر چیز کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ مختلف چیزوں کے بارے میں بات کرتے کرتے مسافر نے اس سے پوچھا '' کیا تم اپنے بادشاہ کو اچھا راجہ کہہ سکتے ہو؟''

'' ہاں بظاہر تو اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔'' آدمی نے جواب دیا۔ '' اگر وہ عقل مند آدمی ہے تو اسے ضرور یہ بات معلوم ہوگی کہ اس کے ملک کا مرکز کہاں ہے۔! آسمان میں کتنے تارے ہیں! بادشاہوں کے بادشاہ (خدا) کا کام کیا ہوتا ہے؟''۔

چند دنوں کے بعد وہ آدمی راج محل گیا اور بادشاہ کے حضور میں پہنچ کر اس نے وہ تینوں سوال دہرائے جو مسافر نے اس کے سامنے رکھے تھے۔ بادشاہ انہیں سُن کر پریشان ہوگیا اور اس نے اپنے مشیروں کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا کیوں کہ وہی ان بڑے عہدے داروں میں سے تھے جو ان سوالوں کا جواب ڈھونڈھ سکتے تھے۔

وہ سب آئے لیکن کوشش کے باوجود ان سوالوں کے جواب نہ پا سکے۔ بادشاہ غصّے سے بے قابو ہوگیا اور اس نے حکم دیا کہ ان کے سر قلم کر دئے جائیں۔ شاہی حکم تھا فوراً ہی اس پر عمل کیا گیا اور ان کے سر کاٹ دئے گئے۔ اب بادشاہ نے اپنے دوسرے وزیروں اور درباریوں کو بُلا بھیجا۔ مشیروں کی طرح وہ بھی غور وفکر میں ڈوبے رہے لیکن وہ بھی تینوں سوالوں کا حل نہ نکال سکے۔ اب تو بادشاہ اور بھی آپے سے باہر ہوگیا اور اس نے ان کے سر بھی اڑا دینے کا حکم دے دیا۔ فوراً اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔

اب شاہی محل میں اس کی پیشی ہوئی۔ جب اسے بادشاہ کی دماغی حالت کا پتہ چلا اور یہ معلوم ہوا کہ اتنے لوگوں کے سر کاٹے جا چکے ہیں۔ تو مارے ڈر کے وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ وہ جب بادشاہ کے سامنے گیا تو اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ جب اسے سوال بتائے گئے تو بدحواس ہونے کی بجائے اس نے بہت حاضر دماغی کا ثبوت دیا اور کہا:

''حضور والا یہ سوال غور طلب ہیں اگر آپ مجھے ایک دن کی مہلت دے دیں تو میں آپ کو ان تینوں سوالوں کے جواب بتا سکوں گا''۔

'' ٹھیک ہے تم کو ایک دن کا وقت دیا جاتا ہے۔ لیکن کل اگر تم ان سوالوں کے جواب نہ دو گے تو تمہارا سر بھی قلم کر دیا جائے گا۔''

درباری بھولا جب گھر لوٹا تو گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اور آنے والے وقت کے خیال سے دماغ بوجھل تھا۔ اس کی آواز جیسے گلے میں پھنس رہی تھی۔ گھر پہنچ کر مایوسی سے نڈھال ہوکر وہ بستر پر گر پڑا۔

اسی وقت اس کی بکریاں چَرانے والا لڑکا ادھر آنکلا اور جب اس نے مالک کو غیر معمولی طور پر پریشان دیکھا تو پوچھ بیٹھا:

''حضور آپ اس طرح لیٹے کیوں ہیں''۔

''آج صوبہ داروں اور وزیروں کے سر کاٹ دئے گئے کل میری باری ہے۔''

''لیکن کیوں، آخر کچھ وجہ بھی تو بتائیے ؟''

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:15 PM

'' مجھے یہ بتانا ہے کہ اس ملک کا مرکز کہاں ہے؟ ۔آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ اور بادشاہوں کے بادشاہ (خدا) کا کام کیا ہوتا ہے؟
اگر میں ان سوالوں کا جواب نہیں ڈھونڈھ پایا تو میرا سر بھی اڑا دیا جائے گا۔''

لڑکا بولا: ''اگر یہ بات ہے تو پھر آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں میں ان سوالوں کا جواب دے دوں گا۔

دوسری صبح درباری پنڈت گڈریے کو ساتھ لے کر محل میں گیا۔ بادشاہ نے پنڈت کو دربار میں ہی بلا لیا اور پھر اس سے مخاطب ہو کر پوچھا:

'' لے آئے جواب تم میرے سوالوں کے؟''

'' ان سوالوں میں کیا دھرا ہے؟ ..... میں کیا، انہیں تو میری بکریاں چَرانے والا لڑکا تک حل کر سکتا ہے۔ میں اپنی بات کے ثبوت میں اس چَرواہے کو ساتھ لیتا آیا ہوں'' پنڈت نے جواب دیا۔

وہ نوجوان لڑکا جرأت سے بادشاہ کی طرف دیکھتا ہوا ہزاروں گھورتی آنکھوں کے بیچ کھڑا ہو گیا۔

بادشاہ نے پوچھا :

'' کیا تم جانتے ہو کہ اس ملک کا مرکز کہاں ہے؟''

لڑکے نے ایک چھڑی زمین میں گاڑ دی اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا:

'' دیکھئے، مرکز یہی ہے۔ چاروں کونوں سے فاصلہ ناپ کر دیکھ لیجئے۔اگر یہ حساب ٹھیک نہ نکلے تو آپ میرا سر کٹوا دیں''۔

بادشاہ اس جواب سے مطمئن ہو گیا۔اور اب اس نے دوسرا سوال کیا۔

'' کیا تم بتا سکتے ہو کہ آسمان میں کتنے تارے ہیں؟''

یہ سُن کر لڑکے نے بکری کی کھال جو وہ اوڑھے ہوئے تھا زمین پر پھیلا دی۔

'' اس کے روئیں گنئے اور ساتھ ہی ستاروں کا شمار کیجئے۔اگر گنتی ایک نہ نکلے تو میں حاضر ہوں۔ضرور میرا سر قلم کرا دیجئے گا۔''

بادشاہ اس جواب سے خوش ہو گیا اور اب آخر میں اس نے اپنا تیسرا سوال دہرایا۔

''اب مجھے بتاؤ کہ دیوتاؤں کے راجہ کا کیا نام ہے؟''

''میں اس طرح اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا؛ لڑکے نے جواب دیا۔

'' پھر کیسے دو گے؟''

لڑکا بولا: '' پہلے مجھے بادشاہوں کی طرح سجائیے، میرے سر پر تاج رکھئے، ہاتھ میں تلوار دیجئے۔اور اس شیروں کے منہ والے شاہی تخت پر بٹھائیے تب کہیں میں اس سوال کا جواب دے پاؤں گا۔''

بادشاہ نے حکم دیا کہ لڑکے کو نہلا کر اور سجا سنوار کر شاہی تخت پر بٹھایا جائے۔تاج پوشی کے بعد شاہی تخت کی طرف بڑھتے ہوئے اس نئے بادشاہ نے حکم دیا:

'' اس ظالم کو پکڑ کر لے جاؤ۔ اس نے کتنے ہی بے گناہوں کے سر کٹوائے ہیں۔''

پھر بادشاہ کی طرف گھوم کر وہ بولا: '' دیکھا۔ یہی کام بادشاہوں کے بادشاہ (خدا) کا بھی ہوتا ہے۔''

اس طرح ملک کے لوگوں کو اس بے وقوف بادشاہ سے چھٹکارہ ملا۔اپنی عقل کی وجہ سے اس نوجوان کو بادشاہ بنا دیا گیا۔اور شاہی وزیروں اور درباری پنڈتوں کے مشوروں سے اس نے بہت دنوں تک کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔

100
95
75
25
5
0

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:16 PM



I. مختصر سوالات :

1۔ مسافر کی ملاقات کس سے ہوئی ؟

2۔ مسافر کے تین سوال کیا تھے؟

3۔ بادشاہ نے وہ تینوں سوال کے جواب نہ پا کر کس بات کا حکم دیا؟

4۔ بھولے درباری نے سوالات سن کر کیا کیا؟

5۔ بکریاں چَرانے والے لڑکے نے بھولے کو کس طرح تسلّی دی؟

6۔ ''اس ملک کا مرکز کہاں ہے'' بادشاہ کے اس سوال پر لڑکے نے کیا جواب دیا؟

7۔ آسمان میں کتنے تارے ہیں اس سوال کے جواب میں لڑکے نے کیا جواب دیا؟

II. تفصیلی سوالات :

1۔ بیوقوف بادشاہ اور چرواہے کے درمیان ہوئی گفتگو کو اپنے الفاظ میں لکھئے۔

2۔ کہانی تین سوال سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ تفصیل سے لکھئے۔

لسانی صلاحیتیں : جملوں کی اصلاح :

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے ہم بول چال کی زبان میں غلطیاں کرتے ہیں۔ اگر زبان میں لطافت اور شیرینی لانا ہو تو بول چال کی زبان، غلطیوں سے پاک ہو۔ اس مشق میں بعض جملوں کی مثالیں دیتے ہیں جس میں عام لسانی غلطیوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

1۔ تمیں کاں جاتیئں سو۔	جواب : آپ کہاں جا رہے ہیں؟
2۔ یہ کتاب کس کا ہے؟	یہ کتاب کس کی ہے؟
3۔ یہ لڑکی تمہارا گھر کی زینت بن گئی۔	یہ لڑکی آپ کے گھر کی زینت بن گئی۔
4۔ وہاں جاؤ نکوّ ۔	وہاں پر مت جاؤ۔
5۔ حامد اور احمد کھیلتا ہیں۔	حامد اور احمد کھیلتے ہیں۔

مشق : ذیل کے جملوں کی اصلاح کیجئے۔

1۔ میری بہن کا شادی ہے۔

2۔ میں گیارواں کلاس میں پڑتا ہوں۔

3۔ تو بھوت اچھا ہے۔

4۔ بڑے لوگاں کے ساتھ ادب سے بات کرو۔

5۔ تمیں کھانا کھا لئے کیا؟

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:17 PM

اکائی 6

صنائع وبدائع

مراعات النظیر

مراعات النظیر

یہ دولفظوں کا مرکب ہے (مراعات + نظیر)

(جمع کرنا) شاعر کلام میں کچھ ایسی چیزوں کو جمع کرتا ہے جن میں آپس میں مناست ہو (مثلاً برگ، گل خار) یا (فرتفنگ، کمان) وغیرہ۔ اس سے بات واضح ہوئی کہ کلام میں کچھ ایسی چیزوں کا ذکر کرنا کہ جن میں آپس میں کچھ مناسبت یا تعلق ہو۔ جیسے

خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے　　حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے　(ذوقؔ)

خط، زلفیں، کاکل، گیسو میں باہمی مناسبت پائی جاتی ہے سرکار کا مطلب ہے "حکومت" ہندو کے لغوی معنی "کالا" کے ہیں مندرجہ بالا شعر میں چاروں بڑھنے والی چیزیں کالی ہیں اسی مناسبت سے ہندو کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

سوالات:

مراعات النظیر کی تعریف کیجئے اور مثال بھی دیجئے۔

اوقاف PUNCTUATION

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے

نام	علامت	انگریزی نام	مفہوم	موقعۂ استعمال	مثال
فجائیہ ندائیہ	!	Mark of Exclamation	جذباتیہ، خوشی، غصہ، حقارت، استعجاب، خوف، وغیرہ	یہ اُن الفاظ یا جملوں کے بعد لگائی جاتی ہے جن سے کوئی جذبہ ظاہر ہوتا ہے۔	معاذ اللہ! السلام علیکم! ہرگز نہیں ہوسکتا! اُفو!

جذبے کی شدت کی مناسبت سے ایک سے زیادہ علامتیں بھی لگا دیتے ہیں جیسے　بس صاحب! بس!!

اور کسی کو ندا و پکار کے بعد بھی علامت لگا دیتے ہیں　اے بلو!

unit 6f
Monday, August 06, 2018 12:58:17 PM

حصّہ نظم

اکائی 7

برسات کی بہاریں

نظیر اکبر آبادی

سیکھنے کے مقاصد

- نظیر اکبر آبادی بحیثیتِ عوامی شاعر کے واقف ہونا
- برسات آنے کے بعد کیا کچھ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں معلوم کرنا
- برسات کے پڑنے سے پہلے آسمان میں کیا کچھ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں اس کے متعلق جاننا
- برسات کی بہار میں پرندوں کا کیا حال ہوتا ہے اور وہ کس طرح اللہ کی اس نعمت سے لطف اندوز ہوتے ہیں اس کے متعلق جاننا

شاعر کا تعارف

نظیر اکبر آبادی کا نام شیخ ولی محمد تھا۔ 1735ء کو دہلی میں پیدا ہوئے اور 1740ء کے قریب آگرہ چلے آئے۔ اور یہیں کے ہو کر رہ گئے ہر جگہ آگرہ ہی کو اپنا وطن بتاتے ہیں۔

بچپن سے ہی تیراکی، کشتی، غرض ہر طرح کے کھیل کود میں حصہ لیا۔ رسولِ اکرمؐ اور پیروں، ولیوں کی شان میں نظمیں لکھیں۔ نظیر ایک درویش صفت انسان تھے۔ انہیں تصوف سے بھی لگاؤ تھا۔ اور اخلاق و تصوف بھی ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ انھوں نے غزلیں بھی کہیں۔ ان کی نظمیں، جیسے ''آدمی نامہ''، ''روٹیاں''، ''برسات کی بہاریں'' وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

اس نظم کے شاعر نظیر اکبر آبادی ہیں۔ آپ کو عوامی شاعر بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے آسان زبان میں مختلف موضوعات پر بڑی دلچسپ نظمیں لکھی ہیں۔ اور مختلف تہواروں پر بھی بول چال کی زبان میں آپ کی نظمیں بہت مشہور ہیں۔ اس نظم میں شاعر نے برسات کے آنے سے کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں اس کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ برسات کے آنے سے پہلے بادلوں کا چھا جانا بجلی اور کڑک کا آسمان میں واقع ہونا غرض اس قسم کے دلچسپ مناظر کا دلکش انداز میں ذکر کیا ہے۔ برسات بھی خدا کی ایک نعمت ہے اس نعمت سے خدا کی مخلوق کس طرح فائدہ اٹھاتی ہے۔ چند مثالیں ان اشعار میں پیش کی گئی ہیں۔

نظیر اکبر آبادی کی ایک نظم خوشامد سے چند اشعار :

گر نہ میٹھی تو، کڑوی بھی خوشامد کیجئے — کچھ نہ ہو پاس تو خالی بھی خوشامد کیجئے
جانی دشمن ہو، تو اس کی بھی خوشامد کیجئے — سچ اگر پوچھو تو جھوٹی بھی خوشامد کیجئے

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:24 PM

ہیں اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں　　سبزوں کی لہلہاہٹ، باغات کی بہاریں
بوندوں کی جھل جھماہٹ قطرات کی بہاریں　　برسات کے تراشے، ہر گھات کی بہاریں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہیں　　جھڑیوں کی مستیوں سے دھومیں مچا رہے ہیں
پڑتے ہیں پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہیں　　گلزار بھیگتے ہیں سبزے نہا رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں　　گل پھول جھاڑ بوٹے کرا پنی دھج رہے ہیں
بجلی چمک رہی ہے ، بادل گرج رہے ہیں　　اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیا کیا رکھے ہیں یارب! سامان تیری قدرت　　بدلے ہیں رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت　　تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئل کی کوک میں بھی تیرا ہی نام ہے گا　　اور مور کی رٹل میں تیرا پیام ہے گا
یہ رنگ سو مزے کا جو صبح شام ہے گا　　یہ اور کا نہیں ہے تیرا ہی کام ہے گا
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

حاصل کلام

- اس نظم میں شاعر نے برسات کی بہاروں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے سبزے لہلہانے لگتے ہیں جنگلات ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔
- آسمان پر بجلی چمکتی اور بادل گرجتے ہیں گویا اللہ کی طرف سے نقارے بج رہے ہوں۔
- برسات کے ہونے سے پرندے جیسے کوئل، مور، بٹیریں، قمری، اور بہت سے پرندے خوب لطف اٹھاتے ہیں
- نظیر اکبر آبادی نے اس نظم میں برسات کی بے شمار بہاروں کا بڑے دلکش اور آسان زبان میں ذکر کیا ہے۔

I.(i) الفاظ معنی

بوندھیں	=	قطرے	لہلہاہٹ	=	ہریالی، سرسبز و شادابی
دھجنا	=	سنورنا	آن	=	لمحہ
جھڑیاں	=	لگا تار بارش ہونا، آنسوؤں کی قطار	مست ہونا	=	خوش ہونا، مگن ہونا

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:25 PM

(ii) واحد جمع

برسات	+	برساتیں
بہار	+	بہاریں
جھڑی	+	جھڑیاں
بوند	+	بوندیں
جنگل	+	جنگلات

(iii) اضداد

بہار	×	خزاں
پھول	×	کانٹے
تعریف	×	توہین
مالدار	×	غریب
بھیگ جانا	×	سوکھ جانا



(iv) دیے گئے اشعار کی تشریح کیجیے:

1۔ ہیں اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں
سبزوں کی لہلہاہٹ، باغات کی بہاریں

2۔ بجلی چمک رہی ہے ، بادل گرج رہے ہیں
اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں

(v) جوڑ ملایئے:

الف	ب
1۔ نظیر کا نام	عوامی شاعر تھے
2۔ نظیر	بہت تبدیلی پیدا ہوتی ہے
3۔ برسات کے آنے سے	ولی محمد
4۔ کوئل	خزاں
5۔ بہار کی ضد	پرندہ

(vi) شعر مکمل کیجیے:

1۔ بادل ہوا کے اوپر ہو مست ..... ہیں
جھڑیوں کی مستیوں سے دھومیں ..... ہیں

2۔ کیا کیا رکھے ہیں یا ..... سامان تیری قدرت
بدلے ہیں رنگ کیا کیا ہر آن تیری .....

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:26 PM

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ نظیر اکبر آبادی.....میں پیدا ہوئے۔ (لکھنو/ دہلی/ چنئی/ کلکتہ)

2۔ نظیر نے.....کو اپنا وطن بنالیا۔ (آگرہ/ دیوبند/ فیض آباد/ بیجاپور)

3۔ نظیر کو ان کی.....کی وجہ سے شہرت ملی۔ (غزلوں/نظموں/مرثیوں/قصیدوں)

4۔ .....کو عوامی شاعر کہا جاتا ہے۔ (جگر مرادآبادی/ اکبر الہ آبادی/نظیر اکبر آبادی/ امجد حیدر آبادی)

5۔ برسات کی بہاریں ایک..... ہے۔ (نظم/غزل/مرثیہ/قصیدہ)

6۔ غریب کی جمع.....۔ (غریبیں/غریبوں/غُربا/غربتیں)

7۔ نظیر نے اپنی نظموں میں.....زبان استعمال کی۔ (مشکل/استعارہ/آسان/پیچیدہ)

III. مختصر سوالات:

1۔ نظیر اکبر آبادی کا پورا نام کیا ہے؟

2۔ نظیر اکبر آبادی کے والد کا نام کیا ہے؟

3۔ نظیر اکبر آبادی کا پیشہ کیا تھا؟

4۔ نظیر اکبر آبادی کے چند شعری مجموعوں کے نام لکھئے۔

5۔ بارش کے ہونے سے پہلے آسمان پر کیسا منظر دکھائی دیتا ہے؟

6۔ جنگل میں برسات کے موسم کا ذکر شاعر نے کس طرح کیا ہے؟

7۔ بجلی کے چمکنے اور بادل کے گرجنے کو شاعر نے کیا کہا ہے؟

(IV) تفصیلی سوالات:

1۔ نظیر اکبر آبادی کو عوامی شاعر کہا جاتا ہے کیا آپ کو اس بات سے اتفاق ہے؟ اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔

2۔ ''برسات کی بہاریں'' اس نظم میں شاعر نے برسات کے موسم کی جو منظر کشی کی ہے اس کو تفصیل اور ترتیب کے ساتھ لکھئے۔

قواعد

مثبت جملے اور منفی جملے:

جملے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ 1۔ مثبت 2۔ منفی

مثبت جملہ : وہ جملہ ہے جس سے کسی بات کا اثبات یعنی واقع ہونا سمجھ میں آئے۔

جیسے، فردان نیک لڑکا ہے۔ حاذق خوب صورت ہے۔

منفی جملہ : جس جملہ سے کسی بات کی نفی ہونا، یعنی نہ ہونا سمجھ میں آئے۔

جیسے، واثق بیمار نہیں ہے۔ گاڑی نہیں آئی۔

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:27 PM

حصّہ نثر

اکائی

7 سبرامنیم بھارتی - تمل زبان کا ایک عظیم شاعر

ڈاکٹر حیات افتخار

پیش لفظ

اس مضمون میں ہندوستانی تمل ادب اور شاعری میں نہایت ہی بلند مقام ومرتبہ رکھنے والے شاعر سبرامنیم بھارتی کی زندگی کے حالات اوران کی تمل ادبی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جنھوں نے اپنے مخصوص فکر واسلوب کے ذریعہ تمل شاعری کو ایک نیا رنگ اور نیا آہنگ عطا کیا۔انھوں نے حب الوطنی اور سماجی برائیوں کو اپنے گیتوں اور نظموں کا موضوع بنایا جب وہ تامل اخبار ''سودیسی مترن'' کے مدیر ہوئے تو براہِ راست جدوجہد آزادی میں شامل ہوگئے۔جس کی وجہ سے ان کی نظم و نثر میں واضح طور پر تحریک آزادی کا نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا۔اپنی نظم ''وِدُتلائی'' (آزادی) میں اپنا تصورِ آزادی پیش کیا ہے۔ان کے نزدیک آزادی سے مراد عوام کی سیاسی اور معاشی آزادی ہے۔ بھارتی کے نثری ادب میں ان کے خیالات اور خاکہ نگاری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں انھوں نے سینکڑوں مضامین لکھے ہیں۔



سیکھنے کے مقاصد

- سبرامنیم بھارتی کے زندگی کے حالات اوران کی تمل ادبی خدمات کو جاننا۔
- سبرامنیم بھارتی ''بحیثیت تمل شاعر'' کے ان کے تمل کلام کے ذریعے واقف ہونا۔
- سبرامنیم بھارتی کی تمل ادبی خدمات،تمل شاعری پر ان کے کئے ہوئے احسانات کو جاننا۔
- اس مضمون کے ذریعہ سبرامنیم بھارتی صرف ''شاعر ہی نہیں ایک اچھے اخبار نویس بھی ہیں'' اس قول کو ثابت کرنا۔
- جدوجہد آزادی کے لئے سبرامنیم بھارتی نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ ہندوستانیوں کے دلوں میں جو تحریکی جذبہ بیدار کیا ان کا احاطہ کرنا۔

مصنف کا تعارف

اس مضمون کو لکھنے والے حیات افتخار باشاہ سن 1955 میں شہر چنئی میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مدراس گورنمنٹ کالج، نندنم میں بی.اے.، پھر ترو پتی سے یم.اے.،کیا۔مختلف اداروں میں خدمات انجام دیں۔ساتھ ہی ایم.فل.اور پی.ہچ.ڈی.کی ڈگری بھی حاصل کرلی۔تنجاؤر تمل یونیورسٹی میں تین سال بحیثیت سینیر ریسرچ فیلو،کام کرنے کا موقع ملا۔اس دوران تمل زبان میں مہارت حاصل کی اور اردو کے بعض منتخب افسانوں (مثلاً سعادت حسن منٹو کا ''ٹوبہ ٹیک'') وغیرہ کا تمل ترجمہ کیا۔اس کے علاوہ تمل زبان وادب کو چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل کتاب کی شکل میں اردو میں منتقل کیا۔ یہ کتاب دراصل تمل زبان میں مستند تاریخ ادب تسلیم کی جانے والی، مو.وردارا جن کی تصنیف کا تمل زبان سے براہِ راست ترجمہ ہے۔

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:28 PM

جدید ہندوستانی ادبیات میں امتیازی حیثیت کی حامل تمل زبان تقریباً ڈھائی ہزار سال قدیم ہے۔ اس زبان میں تخلیق کردہ عظیم ادبی قیمتی کارنامے ''تولکاپئیم''، سلپدیکارم، تروکرل اور کمبہ رامائن ہندوستان کے عظیم کلاسیکی ادب کا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔

تمل زبان کے جدید شعرادب میں سبرامنیم بھارتی کو بنہایت ہی بلند مقام حاصل ہے۔ وہ تمل عوام میں بارتیار۔ یا بھارتیار کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔ جس سے مراد بھارت کا شاعر یا ''سخن ورِ ہند'' لیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے اپنے مخصوص فکر واسلوب کے ذریعہ تمل شاعری کو ایک نیا رنگ اور نیا آہنگ عطا کیا۔ ان کی شاعری تمل زبان وادب میں فکر وفن کی خوشگوار تبدیلی کا اہم نقطۂ آغاز ہے۔ ان کا شمار جدید ہندوستانی ادب کے عظیم معماروں میں ہوتا ہے۔

بھارتی نے نہایت ہی کم عمر پائی۔ آپ کی پیدائش 1882ء میں ہوئی اور آپ کا انتقال ایک حادثے کی وجہ سے 39/(انتالیس) سال کی عمر میں ہوگیا۔ لیکن اس مختصر عرصۂ حیات میں انھوں نے جو عظیم ادبی شہ پارے پیش کئے۔ وہ انہیں تمل زبان وادب کی تاریخ میں لافانی حیثیت عطا کر گئے۔

اس سلسلے میں سجاد بخاری اپنے مضمون ''تمل شعروادب میں جدید رجحانات'' میں یوں رقم طراز ہیں۔

''سبرامنیا بھارتی رابندرناتھ ٹیگوراور اقبالؔ کے ہم عصر تھے۔ اپنی انتالیس سالہ مختصر سی حیات میں بھارتی نے تمل شعروادب کے میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام دئے اور اپنے اصولوں کی خاطر جو مصائب جھیلے، اس کی مثال شاید ہی مل سکے، خصوصاً ہندوستانی زبانوں کے شعراء میں شاید ہی ایسا کوئی شاعر ہو جو اپنی انتیس سالہ ادبی زندگی میں ایسے نادر شعری کارنامے انجام دے پایا ہو اور اپنی زندگی ہی میں شہرت کی اس چوٹی کو چھوا ہو۔''

انھوں نے نہ صرف حب الوطنی کے گیت لکھے، بلکہ بعض سماجی برائیوں کو بھی اپنی نظموں کا موضوع بنایا۔ انھوں نے ذات پات کے نظام، توہّمات اور عورتوں کے ساتھ ناروا سلوک کی مخالفت کے علاوہ مادری زبان کے مقابلے میں انگریزی کو فوقیت دینے والوں کی مذمت کی اور بچوں کے جذبات کو بڑھاوا دینے والی نظمیں لکھیں جو آج بھی اپنی جذباتی اپیل کی وجہ سے مقبول ہیں۔

وہ فطری طور پر آزادی پسند شاعر تھے۔ وہ آزادی کی دیوی کے ہمیشہ پرستار رہے۔ ویسے ان کی زندگی زمینداری کے درمیان گزری اور ایسے شاعروں سے ان کا واسطہ رہا جن کا پیشہ ہی امراء کی مدح سرائی تھا۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے اپنی الگ راہ بنائی اور ملک کی جدوجہد آزادی میں دلچسپی لی۔

جب وہ تامل اخبار ''سودیشی مترن'' کے مدیر ہوئے تو براہِ راست جدوجہد آزادی میں شامل ہوگئے۔ اس طرح ان کی تحریروں میں واضح طور پر تحریک آزادی کا اثر دکھائی دینے لگا۔ ان کی نظم ونثر میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا۔ جنھوں نے پڑھنے والوں کے دلوں میں آزادی کی ترغیب پیدا کی۔ جب انھیں محسوس ہوا کہ ان کی تحریروں سے ''سودیشی مترن'' کو خطرہ پیدا ہوسکتا ہے تو اس کی ادارت سے مستعفی ہوکر ایک اور اخبار ''انڈیا'' کے نام سے جاری کیا۔ پھر جب یہ افواہیں پھیلیں کہ ان کو انگریزی سرکار گرفتار کرے گی۔ وہ مدراس سے پانڈیچیری چلے گئے جو اس وقت فرانسی سرکار کے زیرِ اثر تھا۔ جہاں ان کی دوستی دو محبانِ وطن، وی.وی.ایس. آئیر اور آروبندو سے ہوگئی۔ پانڈیچیری میں قیام کے دوران انھوں نے حب الوطنی کے جذبات سے لبریز کئی خوبصورت نظمیں لکھیں۔

ویسے بھارتیار نے جدوجہد آزادی کے دوران عوام میں بیداری کی لہر پیدا کرنے کے لئے نظمیں لکھی تھیں۔ لیکن وہ آج بھی پڑھنے والوں کے جذبات کو متاثر کرتی ہیں۔ مثلاً ان کی ایک نظم کے دو مصرعے ملاحظہ ہوں۔

؎ بھارت کا جو بھی نام لے گا دشمن اور غریبی کا خاتمہ ہوگا

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:31 PM

بھارتیار نے دو مختلف نظموں میں بنگالی شاعر بنکم چندر جی کی وندے ماترم کا ترجمہ کیا ہے۔

جس طرح بھارتیار نے اپنی نظموں میں ہندستان کو اکائی کی صورت میں پیش کیا تھا۔ اور اسکی عظمت کے گیت گائے تھے اسی طرح اس کے ایک حصے تاملناڈو کو بھی اپنی مشہور نظم ''سینتمل ناڈو'' میں سراہا ہے۔ یہاں سین تمل ناڈو سے مراد عظیم ریاست تملناڈو ہے۔

اس نظم کا آہنگ جذبات میں تلاطم پیدا کرتا ہے۔ بھارتیار کی نظمیں جن میں انھوں نے تمل کی عظمت بیان کی ہے، وہ آج بھی مقبول ہیں۔ اور محفلوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ ایسے وقت میں جب کہ تمل عوام انگریزی زبان کے جادو سے مسحور ہو رہے تھے۔ انھوں نے ان کے دلوں میں مادری زبان کی عظمت کا احساس بیدار کیا۔ اس ضمن میں تمل زبان کے لئے ان کی خدمات اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

بھارتیار نے جہاں ملک کی عظمت اور اس کے قدیم تہذیبی ورثے کی مدح سرائی کی ہے، وہیں پر موجودہ زمانے کے عوام کی بداخلاقی اور توہم پرستی کی بھی مذمت کی ہے۔ ایسی کئی نظمیں ہیں جن میں تمل عوام کی برائیوں کو ہدف تنقید بنایا ہے۔

بھارتیار نے ایک ایسے سماج کا خواب دیکھا تھا جو معاشی امتیازات سے عاری ہو اور معاشی مساوات کا حامل ہو۔ اسی تمنا کو انھوں نے ایک خوبصورت نظم کی صورت عطا کی ہے۔

اپنی نظم '' وڈوتلائی'' (آزادی) میں بھارتیار نے اپنا تصور آزادی پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک آزادی سے مراد، عوام کی سیاسی اور معاشی آزادی ہے۔ کسانوں میں مقبول ایک لوک گیت ''پلّو پاٹو'' کے نمونے پر بھارتیار نے ''سُدندرَ پلّو'' نامی نظم لکھی۔ اس نظم میں بھی انسانی مساوات کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

بھارتیار نے حب الوطنی کے جذبے کو ابھارنے والی کئی نظمیں لکھی ہیں۔ انھوں نے ایک طویل نظم لکھی جس میں مرہٹی حکمران شیواجی کو اپنی فوج میں روح پھونکتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ رامالنگ سوامیگل کے ایک گیت کے آہنگ کو اپناتے ہوئے بھارتیار نے گوپال کرشن گوکھلے پر ایک نظم لکھی ہے۔ محبّ وطن چدمبرم پلائی پر چلائے جانے والے مقدمے کے مباحث کی بھارتیار نے سماعت کی تھی اور اس سلسلے میں ان کے گواہ بھی بنے تھے۔

بھارتیار نے اپنی مختصر رزمیہ ''پانجالی سَبدم'' لکھتے ہوئے ورتم اور سندو شعری ہیئتوں کو اختیار کیا ہے۔ اس کے ذریعہ جذبات کا اظہار بحسن وخوبی کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی ''پانجالی سبدم'' سنگیت ناٹک کے طور پر اسٹیج کیا جاتا ہے تو عوام اس سے مسحور ہوتے ہیں۔

حاصل کلام

- اس مضمون کو پڑھنے کے بعد سبرامنیم بھارتی کی زندگی کے حالات کا علم ہوتا ہے۔
- سبرامنیم بھارتی کو تمل زبان وادب میں عظمت ومقام ومرتبہ حاصل ہوا۔
- اس مضمون میں اس کا تحریری ثبوت ملتا ہے۔
- اس مضمون کو پڑھنے کے بعد سبرامنیم کی حبّ الوطنی کے جذبات کا علم حاصل ہوتا ہے۔
- سبرامنیم کے اہم اخبارات، گیتوں اور نظموں کا اختصار کے ساتھ احاطہ کیا گیا ہے۔
- ان کے بعض اشعار کو درمیان میں بطورِ استدلال پیش کر کے ان کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔
- کسانوں کے لئے انھوں نے گیت لکھے ہیں جن میں انسانی مساوات کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔
- انھوں نے اپنی مشہور نظموں میں جذبات کی بہترین عکاسی کی ہے، اور فلسفیانہ نظمیں بھی لکھی ہیں۔

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:33 PM

I. (i) الفاظ معنی

امتیاز	=	فرق، تمیز
تخلیق کردہ	=	لکھا ہوا، تحریر کیا ہوا
توہمات	=	وہم کی باتیں
رقص	=	ناچ
بیّن ثبوت	=	واضح دلیل
شیروشکر ہونا	=	گھُل مِل جانا
امتیاز	=	فضیلت
تخلیق	=	ایجاد، پیدا کردہ
کارہائے نمایاں	=	نمایاں خدمات
قدیم	=	پرانا
سخن	=	بات
ترغیب	=	دلچسپی
تلاطم پیدا کرنا	=	ہلچل پیدا کرنا
مساوات	=	برابری
فرنگی	=	انگریز، بدیس
قدیم	=	گزرا ہوا
ترغیب دلانا	=	جوش دلانا

(iii) واحد جمع

شاعر	+	شعراء
تاریخ	+	تواریخ
خلق	+	خلاق
دیوی	+	دیویاں
ورثہ	+	ورثے
گیت	+	گیتیں
کارنامہ	+	کارنامے
رُجحان	+	رُجحانات
موضوع	+	موضوعات

جمع واحد

خدمات	-	خدمت
امتیازات	-	امتیاز
عقائد	-	عقیدت
مصائب	-	مصیبت
برائیاں	-	برائی
افواج	-	فوج
خیالات	-	خیال

(iv) جوڑ لگایئے:

(الف)		(ب)
سبرامنیم	-	اخبار کا نام
پیدائش	-	نظمیں لکھی
انڈیا	-	سن 1882
حب الوطنی پر	-	پانچالی سبدم
سنگیت	-	بھارتی

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:33 PM

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ اس مضمون نگار کا نام ..... ہے۔ (سجاد بخاری/ حیات افتخار/ علیم صبا نویدی/ یعقوب اسلم)

2۔ سبرامنیم نے .....عمر پائی۔ (بہت کم/ بہت زیادہ/ لمبی/ زیادہ)

3۔ ''سودیشی مترن .....میں ہے۔ (تمل/ ملیالم/ تلگو/ کنڑا)

4۔ ''اینگل تائی'' کا معنی ..... ۔ (ہمارا باپ/ ہماری ماں/ ہمارے رشتہ دار/ ہمارا بھائی)

5۔ انڈیا.....کا نام ہے۔ (اخبار/ گیت/ نظم/ کتاب)

6۔ بھارتی کی پیدائش .....میں ہوئی۔ (1882/ 1890/ 1900/ 1905)

7۔ مرہٹی حکمران ..... ہے۔ (شیواجی/ بابو جی/ شاہ جی/ نیتا جی)

8۔ بھارتی کا پورا کلام .....زبان میں ہے۔ (تمل/ انگریزی/ تلگو/ کنڑا)



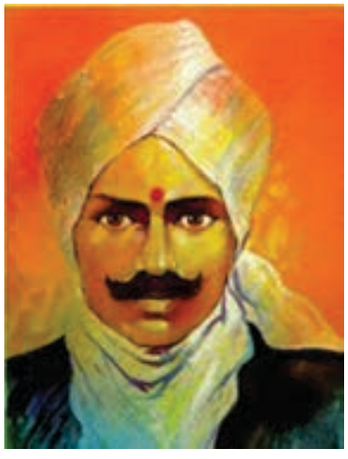

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ حیات افتخار نے چینئی میں کس کالج میں خدمت کی؟

2۔ سبرمنیم بھارتی کس زبان کے شاعر تھے؟

3۔ تمل عوام نے سبرمنیم بھارتی کو کیا نام دیا؟

4۔ سبرمنیم بھارتی کی موت کیسے واقع ہوئی؟

5۔ سبرمنیم بھارتی کی گرفتاری کی خبریں پھیلی تو وہ چینئی سے کہاں چلے گئے؟

6۔ نظم '' وِدُوتلئی'' کا موضوع کیا تھا؟

7۔ مساوات کے معنی لکھئے۔

IV. مختصر سوالات:

1۔ بھارتی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ بھارتی کی نظموں کا موضوع کیا تھا؟

3۔ بھارتی کی حب الوطنی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

4۔ بھارتی کی مشہور نظم سینتمل ناڈو کے بارے میں چند جملے لکھئے۔

5۔ تمل زبان کی اہمیت پر چند جملے لکھئے۔

6۔ سجاد بخاری کے مضمون کا نام کیا ہے؟ اس میں انھوں نے کس بات کا ذکر کیا ہے؟

7۔ ''سودیشی مترن''، تمل اخبار کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

III. تفصیلی سوالات:

1۔ سبرامنیم بھارتی بحیثیت شاعر آپ کیا جانتے ہیں۔ تفصیل سے لکھئے۔

3۔ بھارتی کی زندگی اور فن پر تفصیل سے روشنی ڈالئے۔

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:35 PM

(v) ذیل کی انگریزی عبارت کا اردو میں ترجمہ کیجیے۔

India is aslo known as Bharath. Bharath is our Country and we are all its Citizens. Indians belong to different languages and we are of different Cultures. But we are united under one flag.

(vi) دئے گئے ضرب الامثال کے معنی لکھتے ہوئے جملوں میں استعمال کیجئے۔(یا) واقعہ کی شکل میں لکھئے۔



سبرامنیا بھارتی کا جاری کردہ رسالہ ''انڈیا'' (25-05-1907)

1۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

2۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

3۔ ایک انار سو بیمار۔

4۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔

5۔ باغ باغ ہونا۔

عملی کام:

سبرامنیم بھارتی کے متعلق اپنے اساتذہ سے مزید معلومات حاصل کیجئے۔

سبرامنیم بھارتی کی تمل شاعری سے متعلق کتابیں جمع کیجئے اور مطالعہ کیجئے۔

اپنی لائبریری میں سبرامنیم بھارتی کے گیتوں کو پڑھئے اور لطف اٹھائیے۔

سبرامنیم بھاریتی کی مختلف تصویروں اور چند نظموں کو جمع کر کے اپنے آلبم کو زینت بخشئے۔

اپنے اسکول کے سالانہ جلسہ میں سبرامنیم بھارتی پر ایک ڈرامہ کیجئے۔

اور حب الوطنی کے متعلق ان کے خیالات کا اظہار کیجئے۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ کسی تمل پروگرام میں ترنم سے ان کا کوئی گیت پڑھئے۔

کیا تم جانتے ہو؟

- سنگلاخ جنگل کے راستوں میں ہاتھیوں کے نشانات کو دیکھ کر دوسرے جانور بھی چلتے ہیں۔اسی طرح بھارتی کے نقش قدم پر چل کر ترقی کرنے والے بہت زیادہ ہیں۔
  جن میں آپ کے متعلقین جیسے: پی۔سُبّیا، ہری ہر، ین۔ناگسامی، وی۔رامسامی، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔
- انگریزی زبان کے الفاظ شامل کئے بغیر صرف تمل زبان ہی میں بات چیت کرنے والوں کو بھارتی نے عزت کی نگاہوں سے دیکھا۔
- بھارتی صرف شاعر ہی نہیں بلکہ بہترین مقرر، نثر نگار، کہانی نگار، مترجم وغیرہ بھی تھے۔

حضرت عثمانؓ کے اقوال:

تلوار کا وار جسم کو زخمی کرتا ہے اور بری بات روح کو گھائل کرتی ہے۔

اس شخص کی زندگی بے معنی ہے جس سے دنیا میں کوئی اچھا کام سرزد نہ ہوا ہو۔

نہ تو خرچ کرنے سے بالکل ہاتھ روک لو، اور نہ اتنی فراغ دلی سے خرچ کرو کہ باقی کچھ نہ بچے۔

وہ شخص جو تمہاری نگاہوں سے تمہاری ضرورت کو سمجھ نہیں سکتا۔اس کو مدد کا کہنا اور اُمید رکھنا خود کو شرمسار کرنے کے برابر ہے۔

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:38 PM

غزلیات

اکائی 7

غزل

جان نثار اختر

شاعر کا تعارف



جان نثار اختر 1914ء میں پیدا ہوئے۔ جان نثار اختر نے شاعری کا آغاز غزلوں اور ہلکی پھلکی نظموں سے کیا لیکن جلد ہی ترقی پسند تحریک کے اثر سے سماجی و سیاسی حقائق کی طرف آ گئے۔ ان کی غزلوں میں روایات اور عصر حاضر کے تجربات کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ ان کا شعری مجموعہ ''پچھلے پہر'' چھپ کر مقبول ہو چکا ہے۔

فرصتِ کار فقط چار گھڑی ہے یارو
یہ نہ سوچو کہ ابھی عمر پڑی ہے یارو

اپنے تاریک مکانوں سے تو باہر جھانکو
زندگی شمع لئے در پہ کھڑی ہے یارو

ہم نے صدیوں انھیں ذروں سے محبت کی ہے
چاند تاروں سے تو کل آنکھ لڑی ہے یارو

فاصلہ چند قدم کا ہے، منالیں چل کر
صبح آئی ہے مگر دور کھڑی ہے یارو

جب بھی چاہیں گے زمانے کو بدل ڈالیں گے
صرف کہنے کے لئے بات بڑی ہے یارو

اُن کے بِن جی کے دکھا دیں گے انھیں، یوں ہی سہی
بات اتنی ہے کہ ضد آن پڑی ہے یارو

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:40 PM

I. الفاظ معنی

کار = کام

تاریک = اندھیرا

مکیں = مکاں میں رہنے والا

چارگھڑی = مختصرمدت

یارو = دوستو

شمع = چراغ

صدی = سوسال

ذرّوں = تنکوں

آنکھ لڑانا = سامنا کرنا



II. دئے گئے سوالوں کے جوابات لکھئے:

1۔ ''یہ نہ سوچو کہ ابھی عمر پڑی ہے یارو'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

2۔ شاعر کس کو منانے کی بات کرتا ہے؟

3۔ شاعر کو کس بات کی ضد ہے؟

4۔ اپنے تاریک مکانوں سے تو باہر جھانکو

زندگی شمع لئے در پہ کھڑی ہے یارو۔ اس شعر کی تشریح کیجئے۔

لسانی صلاحیت : رہنمائی

نمونہ

فرض کیجئے کہ کسی اجنبی راہ گیر نے آپ سے شہر کے سرکاری ہسپتال کا پتہ دریافت کیا، آپ اسے کس طرح سے رہنمائی کریں گے۔ ذیل کے نقشہ سے اس کی رہنمائی کیجئے۔

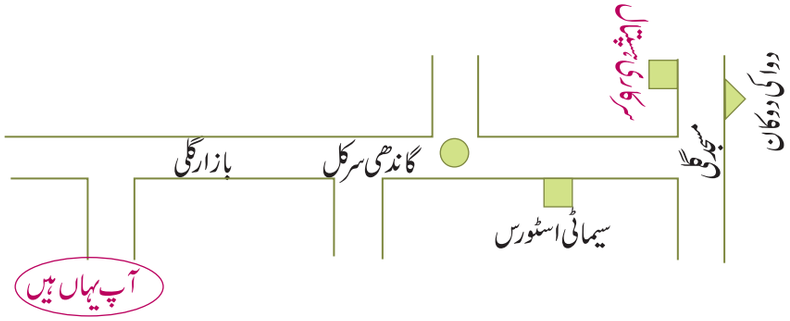

آپ یہاں سے سیدھا جا کر دائیں جانب مڑئے۔ وہاں آپ کو بازار گلی ملے گی۔ وہاں سے تھوڑا آگے چلئے۔ ایک سرکل نظر آئے گا۔ اور تھوڑا آگے چلئے۔ دائیں جانب سیمائی اسٹور دکھائی دے گا۔ اب بائیں جانب مڑئے۔ دوا کی دوکان دکھائی دے گی۔ یہ مسجد گلی ہے۔ تھوڑا آگے چلنے پر آپ کو سرکاری ہسپتال ملے گا۔

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:40 PM

سرسری مطالعہ

اکائی 7

دوبارہ ارشاد

شکیل رضا

جہاں مشاعرے کا ذکر چلتا ہے۔ وہاں ذہن کے پردوں پر ناظم مشاعرہ کی تصویر ابھرنے لگتی ہے۔ کیونکہ مدعو شعراء کو کامیابی کے ساتھ آگے بڑھانے میں، بلکہ خوبصورتی کے ساتھ پیچھے کھینچنے میں ناظم مشاعرہ کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ ناظم مشاعرہ کے بغیر کسی مشاعرہ کا تصور ایسا ہی ہے، جیسے انجن کے بغیر ریل گاڑی کے ڈبے ہوتے ہیں۔ شعراء حضرات اس وقت تک معذور رہتے ہیں جب تک کہ کوئی ناظم انجن کی طرح شعراء کو ٹکر مار مار کر مشاعرے کے پلیٹ فارم پر نہ پہنچا دے۔ دراصل مشاعرے کی کامیابی کا انحصار ناظم مشاعرہ پر ہوتا ہے۔ جب تک کہ ناظم چابکدستی اور خوبی کے ساتھ مشاعرے کو آگے نہ بڑھاتا۔ مشاعرہ کامیاب قرار نہیں دیا جاتا۔

منتظمین مشاعرہ کے لئے اس وقت بڑی الجھن اور مشکل آن پڑتی ہے۔ جب انہیں بحیثیت ناظم مشاعرہ کسی کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ کچھ احباب کا یہ خیال ہے کہ ناظم مشاعرہ کا ہوشیار اور دوراندیش ہونا ضروری ہے۔ پچھلے وقتوں کے شعراء کرام یہ جاننے کے خواہش مند رہتے تھے کہ مشاعرہ کی صدارت کون سنبھال رہا ہے۔ آج یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ ناظم مشاعرہ کون ہے؟ اکثر شعراء کی خواہش ہوتی ہے کہ مشاعرے کی نظامت ان کے شاگردِ رشید انجام دیں تو سونے پہ سہاگہ ہوگا تاکہ انہیں دعوتِ سخن دیتے وقت ان کی پوری غزل دہرا سکے۔ اور خوب صورتی کے ساتھ عوام اصرار پر کہہ کر انہیں دوبارہ اپنا کلام سنانے کی دعوت دے سکے۔

جس مشاعرے میں شعراء کے پسند کا ناظم مشاعرہ اٹھا رہا ہو تو وہ بڑے مطمئن نظر آتے ہیں۔ اور انہیں یقین ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ کوئی اور مشاعرہ پیٹ ہی نہیں سکتا۔ ایک مشاعرے کے دوران سامعین حضرات میں کسی نے ہم سے استفسار کیا کہ کیوں جناب! یہ مشاعرہ پیٹنا کیا ہوتا ہے؟ اتفاق سے اس وقت ایک ایسے شاعر جرار اپنا کلام سنا رہے تھے جو مشاعرہ پیٹنے میں بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ہم نے ان صاحب سے کہا کہ آپ ان شاعر صاحب کو بغور دیکھتے رہئے جو اپنا کلام سنا رہے ہیں۔ ان کی حرکات سے آپ خود سمجھ جائیں گے کہ مشاعرہ پیٹنا کسے کہتے ہیں۔ شاعر ہذا کے ہر شعر پر جب سامعین حضرات داد دینا شروع کرتے تو وہ اس طرح جھک جھک کر تسلیم بجالاتے کہ دیکھنے والا یہی سمجھتے کہ وہ اپنا سر پیٹ رہے ہیں!

بہرحال ہم یہ کہہ رہے تھے کہ ناظم مشاعرہ ہی شعراء کو کامیابی کی منزل سے ہمکنار کرسکتا ہے، آج ہی خبر ملی ہے کہ بعض اکابر شعراء اپنے شاگردوں کو نظامت کرنے کی ٹریننگ دے رہے ہیں کہ کس مشاعرے میں کس طرح اپنے استاذ کو دعوت سخن دینا چاہئے اور دوسرے شعراء کو کس طرح اسٹیج پر بلانا چاہئے! اور جو آج تک کسی کو شاگرد نہیں بنا سکے ہیں، سنا ہے کہ وہ اپنے دوست احباب سے اصرار کر رہے ہیں کہ وہ نظامت کی ٹریننگ ضرور حاصل کرلیں تاکہ وقت ضرورت کام آسکیں! کچھ استاذ شعراء نے ہم سے بھی اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ ہم بھی ناظم مشاعرہ کی تربیت حاصل کریں۔ لیکن کبھی ہم نے اس بات کی تمنا نہیں کی تھی اس لئے کہ چچا غالب کی ترجمانی کرتے ہوئے کسی کے بلانے سے پہلے ہی ہم مشاعروں میں شریک ہوجایا کرتے تھے۔

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:43 PM

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

یعنی کہ وہ کیا کہتے ہیں کہ ہم بذاتِ خود چوٹی کے شاعر یا کسی لمبی چوٹی والے شاعر کے شاگرد تو نہیں تھے بس تماشائے اہلِ کرم اہلِ فن و اہلِ ہنر دیکھنے کے لئے فقیروں کے بھیس میں چپ چاپ مشاعرہ سنتے رہتے تھے اور ہماری توجہ بالخصوص شعراء پر مذکور رہا کرتی تھی کہ وہ کس شاعر جرار کے کلام پر اپنی چونچ کھول کر داد دیتے ہیں۔ جس وقت ہمیں علم ہوتا کہ بیچارے شعراء داد سے محروم کئے جا رہے ہیں تو پھر ہم ''دوبارہ ارشاد'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ان پر داد کا خزانہ کھول دیا کرتے تھے اسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ آہستہ آہستہ ہم میرِ کارواں بن گئے اور پھر شعراء کے اصرار پر لوگ ہمیں صدرِ جلسہ بنانے لگے۔ اس کا یہ فائدہ ہوا کہ قریب سے ہمیں شعراء برادری کو دیکھنے کا موقعہ ملا اور آج آپ کے ہاتھوں ''دوبارہ ارشاد'' دیکھ کر ہمیں بڑی مسرت ہو رہی ہے۔

کالج کے ایک سالانہ مشاعرے میں بڑے بڑے شاعر فلاپ ہوتے جا رہے تھے۔ کیونکہ طلباء ہوٹنگ پر بضد تھے، ناظمِ مشاعرہ جو اس طرح کے مشاعروں کو سنبھالنے اور صورتِ حال پر قابو پانے میں بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے، اپنی گرجدار آواز میں کہنے لگے:

حضرات سامعین اور پیارے پیارے طلباء! میں آپ کے سامنے ایک ایسے شاعر کو پیش کرنے جا رہا ہوں جو شیر کا شکار کرنے کے ساتھ ساتھ پرندوں کے شکار کا سامان بھی رکھتے ہیں، یعنی اگر انہیں کبھی شیر کا سامنا کرنا نصیب نہیں ہوتا ہے تو وہ مایوس نہیں لوٹتے! پرندوں کا شکار تو ضرور کرتے ہیں۔

ویسے میں آپ کو یہ بتا دوں کہ انہوں نے آج تک کوئی شیر نہیں مارا ہے۔ کیونکہ یہ جنگل میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی بو سونگھ کر شیر دور ہی سے پہچان لیتے ہوں گے یہ تو شاعر صاحب ہیں''! خیر میں اس شعر کے ساتھ انہیں دعوتِ شکار دیتا ہوں!

بچھڑ کے تجھ سے نہ دیکھا گیا کسی کا ملاپ
اڑا دئے ہیں پرندے شجر پہ بیٹھے ہوئے
پیڑوں کو چھوڑ کر جو اڑے ان کا ذکر کیا
پالے ہوئے بھی غیر کی چھت پر اتر گئے

ناظمِ مشاعرہ نے بڑی خوبی کے ساتھ مذکورہ شاعر کو پیش کیا تھا، مگر جب وقت ہی خراب جا رہا ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے! جیسے ہی ان شاعر صاحب نے مائیک سنبھالا تو بیک وقت تمام طلباء نے یہ گیت گانا شروع کر دیا تھا۔

کبوتر جا جا جا کبوتر جا جا جا

حسبِ معمول ہم ایک ایسے مشاعرے کی صدارت کا تاج پہنے بیٹھے تھے جو لہلہاتے کھیتیوں کے بیچ واقع گاؤں کے چوپال میں منعقد کیا گیا تھا۔ گاؤں کی عورتیں اپنے شیر خوار بچوں کو مشاعرہ دکھا رہی تھیں اور ان کے دیہاتی مرد حقے کا مزہ لیتے ہوئے شعراء کا کلام سن کر سر دھن رہے تھے۔ اس مشاعرے کی نظامت کے فرائض اس گاؤں کے ایک شاعر جو اردو کمیٹی کے سکریٹری بھی تھے خود ہی نبھا رہے تھے۔ انہیں یہ خوش فہمی رہتی تھی کہ وہ ایک تجربہ کار اناؤنسر بھی واقع ہوئے ہیں۔ ان کی یہ عادت تھی کہ وہ کسی بھی شاعر کو دعوتِ سخن دینے سے پہلے وہ اپنا کان اپنے ایک ساتھی کے قریب لے جایا کرتے تھے جو ہمیشہ ان کے پیچھے ہی تشریف فرما رہتے تھے۔ یہ دیکھ کر ہماری حیرت بڑھتی جا رہی تھی کہ وہ بار بار اپنا کان اپنے ساتھی کے قریب کیوں لے جا رہے ہیں۔ ابھی ایک شاعر اپنا کلام سنا کر بیٹھے ہی تھے کہ حسبِ معمول اناؤنسر صاحب اپنا کان اپنے ساتھی کے قریب لے گئے، مگر ان کے ساتھی اپنی جگہ سے غائب تھے۔ یہ دیکھ کر اناؤنسر صاحب کا چہرہ غصہ میں بدل گیا۔ دفعتاً وہ اٹھ کھڑے ہوئے

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:45 PM

اور بذاتِ خود مائیک پر پہنچ کر اپنا کلام سنانا شروع کر دیا۔ اور اس وقت کلام پر کلام اور غزل کے بعد غزل سناتے رہے تھے جب تک کہ ان کے ساتھی لوٹ کر نہیں آ گئے تھے۔

ان کے ساتھی لوٹ کر آنے تک یکے بعد دیگرے تمام مدعو شعراء ناظمِ مشاعرہ کو کلام پر کلام سناتے چھوڑ کر چیرمن صاحب کی گیریج میں دعوت اڑانے کی غرض سے تشریف لے جا چکے تھے۔ ہم تو بدستور صدارت کا حق ادا کرتے ہوئے اناؤنسر صاحب کا کلام سماعت کرتے رہتے تھے۔ جیسے ہی ان کے ساتھی لوٹ آئے اناؤنسر صاحب اپنا کلام درمیان میں ہی ختم کر کے وہیں سے ان صاحب پر برس پڑے۔

''نامعقول آدمی! تمہیں شہر سے اس لئے نہیں بلایا تھا کہ مشاعرہ شروع ہونے سے پہلے ہی تم میرا پیچھا چھوڑ کر بھاگ جاؤ! میں نے تمہیں پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ میرے قریب ہی بیٹھ کر ہر شاعر کا نام اور تخلص مجھے بتا دیا کرو''!

اناؤنسر کو اس طرح آگ بگولہ ہوتے ہوئے دیکھ کر ان کے ساتھی خود بھی چیخ پڑے!

''میں کیا کرتا جناب! چیرمن صاحب کا حکم تھا کہ ان کے گھر جا کر شعراء حضرات کے لئے جوار کی روٹیوں کے ساتھ گڑ کا شربت لے آؤں! آپ کیا سمجھتے ہیں کہ مجھے اناؤنسر بننے کی تمنا نہیں ہے۔ مگر آپ نہیں جانتے کہ اناؤنسر بننے سے پہلے گڑ کا شربت بنانا ضروری ہوتا ہے''۔

ان دونوں کو اس طرح لڑتے دیکھ کر گاؤں کے پٹیل صاحب کھڑے ہو کر کہنے لگے:

واہ بھائی واہ! بہت خوب! دوبارہ ارشاد! دوبارہ ارشاد!!



مختصر سوالات:

1۔ منتظمین مشاعرہ کے لئے کونسا مسئلہ الجھن اور مشکل کا باعث بنتا ہے؟

2۔ مشاعرہ پیٹنا کیا ہوتا ہے؟

3۔ اکثر شعرا کے مطابق ناظم مشاعرہ کے فرائض کس کو انجام دینے چاہئے؟

4۔ دوبارہ ارشاد کا نعرہ کب بلند ہوتا ہے؟

5۔ کالج کے مشاعرہ کے ناظم نے ایک شاعر کا تعارف کن الفاظ میں کرایا؟

6۔ کبوتر جا جا جا.....کا شور کب بلند ہوا تھا؟

7۔ اناؤنسر صاحب اپنا کان بار بار اپنے ساتھی کے قریب کیوں لے جاتے تھے؟

8۔ اناؤنسر صاحب اپنے ساتھی پر کیوں برس پڑے تھے؟

9۔ جوار کی روٹیاں اور گڑ کا شربت کس کے لئے ضروری ہے؟

10۔ بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں اس شعر کا مطلب کیا ہے؟

II. توضیحی سوالات:

1۔ ناظمِ مشاعرہ کے اندر کن کن اوصاف کا ہونا ضروری ہے تفصیل سے لکھئے۔

2۔ ''دوبارہ ارشاد'' اس سبق کا خلاصہ تحریر کیجئے۔

عملی کام:

اپنی درس گاہ میں ایک محفلِ مشاعرہ منعقد کیجئے۔

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:47 PM

اکائی 7

صنائع و بدائع

تجاہل عارفانہ

تجاہل عارفانہ

یہ بھی صنائع معنوی کی ایک قسم ہے کلام میں کسی ایسی بات کا اظہار کرنا جس کے متعلق شاعر جان بوجھ کر انجان بنتا ہے۔ جیسے

موت کا ایک دن معین ہے　　نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

پہلے شعر میں غالب کو جان بوجھ کر کہ محبوب کی یاد میں نیند نہیں آ رہی ہے۔ پھر بھی انجان بن کر کہہ رہے ہیں کہ رات بھر نیند کیوں نہیں آتی۔

سوالات:

1. تجاہل عارفانہ کی تعریف لکھئے اور مثال دیجئے۔

مبتدا اور خبر میں مطابقت : مبتدا اگر واحد ہو تو خبر بھی واحد آئے گی۔ جیسے۔ موہن آیا ، بیل بھاگا۔

مبتدا اگر جمع ہو تو خبر بھی جمع آئے گی: جیسے ۔ لڑکے بیمار ہیں۔ کتابیں اچھی ہیں۔

مبتدا اگر مذکر ہو تو خبر بھی مذکر ہوگی : جیسے ۔ معین آیا۔ خالد گیا۔

مبتدا اگر مؤنث ہو تو خبر بھی مؤنث ہوگی : جیسے ۔ لڑکی بیمار ہوگئی۔

اگر مبتدا میں دو یا دو سے زیادہ اسم یا ضمیریں ہوں تو خبر اپنے سب سے قریب کے اسم کے مطابق ہوگی۔

جیسے۔ میرے پاس پانچ کتابیں، چار کاپیاں اور ایک قلم ہے۔

مبتدا اگر اسمِ جمع ہو تو خبر واحد ہوگی۔ جیسے : فوج آ گئی، جماعت اچھی ہے۔

اوقاف PUNCTUATION

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے

نام	علامت	انگریزی نام	مفہوم		موقعۂ استعمال مثال
قوسین	( ) یا [ ]	Brackets	قوسین کے اندر کے جملے باہر کے جملے کی تشریح بھی کرتی ہے۔		میرا گھر (یعنی وہ مکان جس میں میں رہتا ہوں) بوسیدہ ہو گیا ہے۔
					محمود علی صاحب (احمد علی صاحب کے بڑے بھائی) کل آئیں گے۔

unit 7
Monday, August 06, 2018 1:06:48 PM

حصّہ نظم

اکائی

8 پانی کی روانی

سید اکبر حسین الہ آبادی



اکبر الہ آبادی نے اس نظم میں پانی کے متعلق بہت زیادہ دلچسپ معلومات فراہم کی ہیں۔
آپ ایک پیامی شاعر تھے۔ شروع میں غزلیں لکھیں، لیکن بعد میں اپنی نظموں کے ذریعے اصلاحی شاعری کو اپنایا۔ اکبر کی اردو نظمیں بہت مقبول ہوئیں۔ انھوں نے اپنی نظموں میں اصلاحی پہلو کو موضوع بنایا اور ظرافت کے پیرائے کو بھی اپنایا۔ انھوں نے ہر نئی چیز کو طنز کا نشانہ بنایا، خواہ وہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ بے پردگی کے خلاف ان کے طنزیہ اشعار بہت مشہور ہیں۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیویاں — اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

سیکھنے کے مقاصد

- اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت پانی کے متعلق معلومات فراہم کرنا۔
- پانی کے فوائد کو جاننا۔ اور اس سے صحیح فائدہ اٹھانے کے طریقے اپنانا۔
- صرف انسان ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کو اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔
- اس نظم میں مذکورہ نئے الفاظ کے معنی کو سمجھنا اور انھیں اپنے معمولاتِ زندگی میں استعمال کرنا۔
- اس نظم کو پڑھنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ ترنم سے پڑھنے کی کوشش کرنا۔

شاعر کا تعارف

نام سید اکبر حسین اکبؔر تخلص۔ 1846ء میں الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد فوقانوی کا امتحان پاس کیا اور ترقی کر کے 1892ء میں جج ہو گئے۔ ''خان بہادری'' کا خطاب پایا۔ 1921ء میں الہ آباد میں انتقال ہوا۔ اکبر نے جب آنکھ کھولی تو سماج کو دیکھا کہ وہ مغربیت کے سیلاب میں بہہ رہے ہیں۔ احساسِ کمتری اس قدر پیدا ہو چکا تھا کہ انگریزوں کی تقلید ہی میں لوگوں کو اپنی نجات نظر آتی تھی۔
اس نظم میں اکبر نے اللہ کی عظیم نعمت پانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک ایسی بڑی نعمت ہے جس کے بغیر زندگی گذارنا ناممکن ہے۔ اس نظم میں شاعر نے پانی گذرنے کے مقامات، اور واقع ہونے والی تبدیلیوں کا بڑے دلکش انداز میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ شاعر کہتے ہیں : ؎

''بلندی سے گرتا گراتا ہوا — نشیبوں میں پھرتا پھراتا ہوا'' پانی بلندی سے گرتا ہوا نشیبوں میں اپنے راستے بناتا ہوا نکل جاتا ہے اور جب پانی کا گذر کھیتوں پر ہوتا ہے تو وہاں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں۔

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:12 PM

اُچھلتا ہوا اور ابلتا ہوا — اکڑتا ہوا اور مچلتا ہوا
روانی میں اِک شور کرتا ہوا — رکاوٹ میں اِک زور کرتا ہوا
پہاڑوں پہ سر کو پٹکتا ہوا — چٹانوں پہ دامن جھٹکتا ہوا
وہ پہلو سے ساحل دباتا ہوا — یہ سبزے پہ چادر بچھاتا ہوا
بھٹکتا ہوا غُل مچاتا ہوا — وہ جل تھل کا عالم، رچاتا ہوا
وہ گاتا ہوا اور بجاتا ہوا — یہ لہروں کو پیہم نچاتا ہوا
اِدھر جھومتا اور مٹکتا ہوا — اُدھر گھومتا اور اٹکتا ہوا
وہ روئے زمیں کو چھپاتا ہوا — وہ خاکی کو سیمیں بناتا ہوا
گل و خار یکساں سمجھتا ہوا — ہر ایک سے برابر الجھتا ہوا
وہ بہتا ہوا اور بہاتا ہوا — ہوا کے طمانچوں کو سہتا ہوا
بلندی سے گرتا گراتا ہوا — نشیبوں میں پھرتا ہوا
اُچکتا ہوا اور اڑاتا ہوا — اٹکتا ہوا اور مڑتا ہوا
وہ کھیتوں میں راہیں بناتا ہوا — زمینوں کو شاداب کرتا ہوا

یوں ہی الغرض ہے یہ پانی رواں
بس اب دیکھ لیں شاعرِ نکتہ داں

حاصل کلام

اس نظم میں مختلف تشبیہات اور استعارے استعمال کئے گئے ہیں ۔ لفظی ومعنوی خوبیوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں جب موجیں بڑھ جاتی ہیں تو یہی پانی زور وشور کرتا ہوا ساحل سے ٹکرانے لگتا ہے۔ جہاں پانی نہ ہونے کی وجہ سے خشکی رہتی ہے، وہاں بارش کی برسنے سے ہر طرف ہریالی اور شادابی نظر آتی ہے۔ پانی اللہ کی ایک ایسی نعمت ہے جس کے بغیر ہر چرند و پرند زندگی گذار نہیں سکتا۔ اس لئے اللہ کی دی ہوئی اس نعمت کا، ہم میں سے ہر ایک کو شکر ادا کرتے رہنا چاہئے۔

I.(i) الفاظ معنی

روانی	=	تسلسل، لگاتار	رقص کرنا	=	ناچنا
دامن	=	پہلو	خار	=	کانٹا
رچانا	=	سنوارنا	نشیب	=	زمین کا نچلا حصہ
تموّج کا راگ	=	موجوں کا راگ	راہیں بنانا	=	راستہ بنانا

شاداب بنانا = ہرا بھرا بنانا
نکتہ دان = اہم بات بتانے والا

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:13 PM

(ii) واحد جمع

روانی	+	روانیاں
رکاوٹ	+	رکاوٹیں
چٹان	+	چٹانیں
راگ	+	راگیں
احسان	+	احسانات
ہوا	+	ہوائیں
موج	+	امواج
شاعر	+	شعرا

(iii) اضداد:

اونچا	×	نیچا
بڑھنا	×	گھٹنا
زمین	×	آسمان
خار	×	پھول
نشیب	×	فراز
بلندی	×	پستی
پھول	×	کانٹے
خشکی	×	تری

(iv) دیئے گئے اشعار کی تشریح کیجئے:

1۔ اچلتا ہوا اور ابلتا ہوا
اکڑتا ہوا اور مچلتا ہوا

2۔ روانی میں ایک شور کرتا ہوا
رکاوٹ میں ایک زور کرتا ہوا

(v) جوڑ لگایئے:

(الف)		(ب)
1۔ پانی کی روانی	-	آواز
2۔ زور	-	کنارہ
3۔ ساحل	-	نیچا
4۔ اونچا کی ضد	-	کانٹا
5۔ خار	-	اکبرالہ آبادی

(vi) شعر مکمل کیجئے:

1۔ اِدھر جھومتا اور مٹکتا.....
اُدھر گھومتا اور.....ہوا

2۔ پہاڑوں پہ سرکو.....ہوا
چٹانوں پہ.....جھٹکتا ہوا

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ پانی کی روانی کے شاعر ..... ہیں۔ (اکبرالہ آبادی/نظیر اکبرآبادی/اقبال/غالب)

2۔ اکبرالہ آبادی ..... کے لئے مشہور ہیں۔ (قصیدہ/مثنوی/نظم/غزل)

3۔ ''شور کرنا'' کے معنی ..... ہیں۔ (آواز کرنا/رونا/ہنسنا/پکارنا)

4۔ ''راگ'' کے معنی ..... ہیں۔ (گانا/آواز/ناچ/سوچ)

5۔ ''خار'' کی ضد.....ہے۔ (پھول/کلی/باغ/شاخ)

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:13 PM

III. مختصر سوالات:

1۔ اکبر حسین الہ آبادی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ اکبر الہ آبادی کو کس خطاب سے نوازا گیا؟

3۔ اکبر الہ آبادی کے اشعار کی چند انفرادی خصوصیات کا ذکر کیجئے۔

4۔ کوئی دو مقامات کا ذکر کیجئے جہاں سے پانی کا گذر ہوتا ہے۔

5۔ پانی کی چند خصوصیات کا ذکر کیجئے۔

IV. توضیحی سوالات:

1۔ ''پانی کی روانی'' اس نظم کا خلاصہ تحریر کیجئے۔

2۔ پانی کی روانی کی جو کیفیت اکبر الہ آبادی نے بیان کی ہے اس کو بالترتیب اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

قواعد

جملہ انشائیہ کی پہچان

جملہ انشائیہ حسبِ ذیل صورتوں میں آتا ہے۔

1۔ امر : حکم دینا۔ مثال : باہر جاؤ۔ دروازہ کھولو ۔ تم ایک کتاب لاؤ۔

2۔ نہی : منع کرنا۔ مثال : باہر مت جاؤ۔ اِدھر نہ دیکھو۔

3۔ ندا : پکارنا۔ مثال : اے لڑکے۔ وہ کھلونے والے۔

4۔ تعجب : تعجب کرنا مثال : ایں۔ یہ کون شخص ہے۔

5۔ ندبہ : افسوس کرنا۔ مثال : افسوس کہ میں غفلت کا شکار ہو گیا۔

6۔ قسم : قسم۔ مثال : خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔

7۔ تحسین : تعریف کرنا۔ مثال : شاباش! تم نے اچھا کام کیا۔

8۔ تنبیہ : خبردار کرنا۔ مثال : خبردار! آئندہ چوری نہ کرنا۔

9۔ تمنا : خواہش کرنا۔ مثال : کاش میں حج کو جاتا۔

10۔ شرط : شرطیہ مثال : جو محنت کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔

11۔ استفہام : سوال کرنا۔ مثال : تمہارا نام کیا ہے؟

12۔ عرض : گذارش کرنا۔ مثال : تم بھی چلو تو اچھا ہے۔

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:14 PM

حصّہ نثر

اکائی 8

دستگیری

ڈپٹی نذیر احمد



مولوی نذیر احمد کو اردو کا پہلا ناول نگار کہنا برحق ہے۔ ان کے بعد ناول نگاری نے زبردست ترقی کر لی۔ مولوی نذیر احمد پنجاب میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس، پھر تحصیل دار بنائے گئے۔ ان کی مشہور کتابوں میں مراۃ العروس، بنات النعش، توبۃ النصوح، ابن الوقت، رویائے صادقہ، خاص طور پر مشہور ہیں۔ نذیر احمد نے اپنے ناولوں میں معاشرتی اور اصلاحی موضوعات کا انتخاب کیا۔ اور اصل زندگی کو اپنا موضوع بنایا۔ ''سرور صاحب نے لکھا ہے کہ نذیر احمد کے کردار یا تو فرشتے ہوتے ہیں یا پھر شیطان۔ انسان ان کے یہاں نہیں ملتے''۔ نذیر احمد کو زبان پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ وہ عربی فارسی کے الفاظ بہت استعمال کرتے تھے۔ ''دستگیری'' نذیر احمد کے اخلاقی ناول ''توبۃ النصوح'' سے ماخوذ ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- نذیر احمد بحیثیت اول کامیاب اردو ناول نگار کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔
- ''دستگیری'' قصے کو دلچسپی سے پڑھکر اس سے نصیحت اور عبرت کی باتیں لینا۔
- مضمون میں استعمال شدہ محاورے اور ضرب الامثال کے معنی و مفہوم کو سمجھنا۔
- علیم نامی لڑکے نے جس طرح ایک غریب گھرانے کی مالی مدد کی ہے، اس کی وضاحت کرنا۔
- بچپن ہی سے اچھی عادتوں اور خصلتوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔

مصنف کا تعارف

شمس العلماء ڈاکٹر نذیر احمد صاحب 1831ء میں راہر ضلع بجنور کے ایک ذی علم گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولوی سعادت علی تھا، جن سے آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ عربی مولوی نصر اللہ، ڈپٹی کلکٹر سے پڑھی۔ 1845ء میں دلّی چلے آئے اور مولوی عبدالخالق سے تعلیم حاصل کرنے لگے۔ بعد میں ان ہی کی پوتی سے آپ کی شادی ہوئی۔ مولانا نذیر احمد صاحب مولوی مملوک علی صاحب پروفیسر عربی کی ترغیب سے اورینٹل کالج میں داخل ہوئے۔ جہاں انھوں نے آزاد اور مولانا ذکاء اللہ کے ساتھ مختلف علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ اختتام تعلیم کے بعد 25 روپیہ ماہوار پر پنجاب میں مدرّس مقرر ہوئے۔ لیکن فوراً ڈپٹی انسپکٹر مدارس بنا دئے گئے۔ 1861ء

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:15 PM

میں قانون تعزیرات ہند کے اُردو ترجمہ سے اُن کی شہرت ہوئی اور ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ اخیر میں سر سالار جنگ نے ان کی خدمات حیدرآباد، تبدیل کرالیں جہاں سترہ سو روپیہ ماہوار پر بورڈ آف ریوینیو کے اعلیٰ عہدہ تک ترقی کی۔ قیام حیدرآباد کے زمانہ میں آپ نے قرآن شریف بھی حفظ کیا۔ 1897ء میں شمس العلماء کا خطاب ملا۔ 1902ء میں ایڈنبرا یونیورسٹی نے ایل.ایل.دی. کی اعزازی ڈگری اور 1902ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ڈی.او.ایل. کی ڈگری دی۔ 1912ء دلّی میں انتقال کیا۔

ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے اپنی تصنیف وتالیف کی بدولت بڑا اعزاز اور بڑی شہرت حاصل کی۔ قانونی کتابوں کے ترجمہ کی بدولت حکومت میں قرآن پاک کے ترجمہ اور اپنی دوسری مذہبی تصانیف کی وجہ سے مسلمانوں میں انھیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ ڈپٹی صاحب نے اُردو میں اخلاقی ناول لکھے اور کہانیوں سے غیر فطری عناصر کو نکال دیا۔

ڈپٹی صاحب کی تحریر کی خصوصیت سادگی اور بے تکلفی ہے۔ لیکن کہیں کہیں وہ عربی اور فارسی کے ثقیل الفاظ استعمال کر جاتے ہیں جس سے عبارت کی روانی کم ہوتی جاتی ہے۔ ان کی طرز نگارش میں ہلکی سی ظرافت بھی ملتی ہے، وہ سلیس اور بامحاورہ اردو لکھتے ہیں۔

ذیل کا مضمون نذیر احمد کے اخلاقی ناول "توبۃ النصوح" سے ماخوذ ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح عین مصیبت کے وقت علیم نے ایک غریب خان صاحب کی مدد کر کے ان کی عزت بچائی، اور اس کی اس ہمدردی کو ماں باپ نے کتنا سراہا۔

ایک مرتبہ عید کو ایک بڑی بھاری ٹوپی مجھ کو امّاں جان نے بنادی تھی۔ وہی ٹوپی اوڑھے ہوئے خالہ جان کے یہاں جا رہا تھا۔ میاں مسکین کے کوچے میں پہنچا تو بہت سے چپراسی پیادے ایک گھر کو گھیرے ہوئے تھے، اور بہت سے تماشائی بھی جمع تھے۔ یہ دیکھ کر میں بھی لوگوں میں جا گُھسا تو معلوم ہوا کہ ایک نہایت غریب بوڑھی عورت ہے۔ چھوٹے چھوٹے کئی بچے ہیں، سرکاری پیادے اس کے میاں کو پکڑے لئے جا رہے ہیں۔ اس واسطے کہ اُس نے کسی بنئے کے یہاں سے اُدھار کھایا تھا۔ اور بنئے نے اس پر ڈگری جاری کرائی تھی۔ وہ مرد کہتا تھا کہ قرضہ واجب ہے۔ مگر میں کیا کروں اس وقت بالکل تہی دست ہوں۔ ہر چند اس بیچارے نے بنئے کی اور سرکاری پیادوں کی بہتیری خوشامد کی، مگر نہ بنیا مانتا تھا نہ پیادے باز آتے تھے اور پکڑے لئے چلے جاتے تھے۔

لوگ جو وہاں کھڑے تھے انھوں نے بھی کہا: لالہ جہاں تم نے اتنے دنوں صبر کیا۔ دس پانچ روز اور صبر کر جاؤ، بنیا بولا، میاں جی، اچھی کہی، برسوں کا ناداں اور روج روج کی ٹال مٹول، بھگوان جانے ابھی تو کھاں صاحب کی اِجّت اُتروائے لیتا ہوں۔ وہ شخص جس پر ڈگری جاری تھی، غریب تو تھا لیکن غیرت مند بھی تھا۔ بنئے نے جو عزت اُتروانے کا نام لیا، سُرخ ہو گیا اور گھر میں کُھس کر تلوار میان سے نکال لی۔ چاہتا تھا کہ بنئے کا سر الگ کر دے کہ اس کی بیوی اس کے پیروں میں لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی کہ خدا کے لئے کیا غضب کرتے ہو۔ یہی تمہارا غصہ ہے تو پہلے مجھ پر اور بچوں پر ہاتھ صاف کرو، کیوں کہ تمہارے بعد ہمارا تو کہیں بھی ٹھکانا نہیں۔ ماں کو روتا دیکھ بچے اس طرح دھاڑیں مار مار کر روئے کہ میرا تو دل ہل گیا، اور دوڑ کر سب کے سب باپ کو لپٹ گئے۔

اُن کی یہ حالت دیکھ کر خان صاحب بھی ٹھنڈے ہوئے اور تلوار کو میان میں کھونٹی سے لٹکا دیا اور بی بی سے کہا۔ اچھا تو نیک بخت، پھر مجھ کو اس بے عزتی سے بچنے کی کوئی تدبیر بتا۔

بی بی نے کہا۔ بلا سے جو چیز گھر میں ہے، اس کو دے کر کسی طرح اپنا پند چھڑاؤ، تم کسی طرح رہ جاؤ تو پھر جیسی ہوگی، دیکھی جائے گی، توّا، چکّی پانی پینے کا کٹورا، نہیں معلوم کن وقتوں کی ہلکی ہلکی بے قلعی دو پتیلیاں۔ بس یہی اس گھر کی کل کائنات تھی۔ چاندی کی دو دو چوڑیاں لیکن ایسی پتلی جیسے تار اس نیک بخت عورت کے ہاتھوں میں تھیں۔ یہ سب سامان خان صاحب نے باہر لا کر اس بنئے کے روبرو رکھ دیا۔ اول تو بنیا اُن چیزوں کو

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:17 PM

ہاتھ ہی نہیں لگا تا تھا۔لوگوں نے بہت کچھ کہا سُنا ، یہاں تک کہ ان سرکاری پیادوں کو بھی رحم آیا، انھوں نے بھی بنئے کو سمجھایا۔ بارے خدا خدا کر کے وہ اس بات پر رضامند ہوا کہ پانچ روپئے اصل اور دو روپئے سود، ساتوں کے ساتوں دیں تو فارغ خط لکھ دے۔لیکن خاں صاحب کا کُل اثاثہ چار ساڑھے چار سے زیادہ کا نہ تھا۔تب پھر گھر میں گئے اور بی بی سے کہا کہ ڈھائی روپے کی کسر رہ گئی ہے۔ بی بی نے کہا، اب کوئی چیز بھی میرے پاس نہیں، ہاں لڑکی کے کانوں میں چاندی کی بالیاں ہیں دیکھو جو اِن کو ملا کر پوری پڑے۔ وہ لڑکی کوئی چھ برس کی تھی، بس بعینہٖ جتنی ہماری حمیدہ ماں جوگلی بالیاں اُتارنے تو وہ لڑکی اس حسرت کے ساتھ روئی کہ مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور میں نے دل میں کہا کہ الٰہی! اس وقت مجھ سے اس کی کچھ بھی مدد نہیں ہوسکتی۔ فوراً خیال آیا کہ ایک روپیہ اور کوئی دو آنے کے پیسے تو نقد میرے پاس ہیں، دیکھوں ٹوپی بک جائے تو شاید خان صاحب کا سارا قرضہ چُک جائے۔ بازار تو قریب تھا ہی، فوراً گلی کے باہر نکل آیا۔ رومال سے تو سر کو لپیٹ لیا اور ٹوپی ہاتھ میں لے کر ایک گوٹے والے کو دکھائی، اس نے چھ کی آنکی۔ میں نے بھی چھوٹتے ہی کہا۔ ''لا بلا سے چھ ہی دے''۔غرض چھ وہ اور ایک میرے پاس نقد تھا ہی ساتوں روپے لے کر میں نے چپکے سے اس عورت کے ہاتھ پر رکھ دئے، تب تک پیادے خاں صاحب کو گرفتار کر کے لے جا چکے تھے۔اور گھر میں رونا پیٹنا مچ رہا تھا۔ دفعتاً پورے سات روپے ہاتھ میں دیکھ، اس عورت پر ایک شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔اور اس خوشی میں اس نے کچھ نہیں سوچا کہ یہ روپیہ کیسا ہے۔اور کس نے دیا ہے تو اپنے ہمسائے کو روپے دے کر دوڑایا اور خود بچوں سمیت دروازے میں آ کھڑی ہوئی۔ بات کی بات میں خاں صاحب چھوٹ آئے تو بچوں کو کیسی خوشی کہ کودیں اور اُچھلیں، کبھی باپ کے کندھے پر اور کبھی ماں کی گود میں اور کبھی ایک پر ایک۔

اب اس عورت کو میرا خیال آیا اور بچوں سے بولی، کم بختو! کیا اُدھم مچائی ہے، اور میری طرف اشارہ کر کے کہا دعا دو اس اللہ کے بندے کی جان و مال کو جس نے آج باپ کی اور تم سب کی جانیں رکھ لیں۔ نہیں ٹکڑا بھی مانگا نہیں ملتا۔کوئی چچا یا ماموں بیٹھا تھا کہ اس کو تمہارا درد ہوتا۔اور اس مصیبت کے وقت دست گیری کرتا؟ صرف ایک باپ کے دم کا سہارا ہے کہ اللہ رکھے اس کے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں تو محنت اور مزدوری سے خدا کا شکر ہے۔ روکھی سوکھی روز کے روز دو وقت نہیں تو ایک ہی وقت ملے تو جاتی ہے۔ ہمارے حق میں تو یہ لڑکا کیا ہے رحمت کا فرشتہ ہے۔ نہ جان نہ پہچان، نہ رشتہ نہ ناتہ اور اس اللہ کے بندے نے بھر مٹھی روپے دے کر آج ہم سب کو نئے سر سے زندہ کیا، وہ بچے جس شکر گزاری کی نظر سے مجھ کو دیکھتے تھے، اس کی مسرت اب تک میں اپنے دل میں پاتا ہوں۔ روپیہ خرچ کرنے کے بعد مجھ کو عمر بھر ایسی خوشی نہیں ہوئی جیسی کہ اس دن ہوئی تھی۔ مگر دونوں میاں بیوی کے ذہن میں اس وقت تک یہ بات نہیں آئی تھی کہ میں نے وہ روپیہ ان کو دے دیا ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ قرض کے طور پر دیا ہے۔ میں کھسکنے کو تھا کہ وہ عورت زبردستی مجھ کو اپنے گھر میں لے گئی اور ٹوٹی سی ایک چوکی پڑی تھی، میں ہر چند منع کرتا رہا جلدی سے اُس کو اپنے دوپٹے سے جھاڑ کر مجھ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔اور میاں سے بولی، نوج کوئی تم جیسا بے خبر ہو، کھڑے کیا ہو، جاؤ ایک گلوری بازار سے میاں کے لئے بنوالاؤ۔

میں ..... نہیں میں پان نہیں کھاتا، تکلیف مت کرو۔

عورت..... بیٹا تمہاری خدمت میں اور ہم کو تکلیف جی چاہتا ہے کہ آنکھیں تمہارے تلوؤں میں بچھا دوں۔ قربان اس پیاری پیاری صورت کے اور بھولی بھولی شکل کے بیٹا تم یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو ؟

میں ..... میری خالہ میاں صابر بخش کی سرائے میں رہتی ہیں۔

عورت : پھر بیٹا! ''یہ اپنا روپیہ تم ہم سے کب لوگے''؟ ہم اپنا اور بچوں کا پیٹ کاٹیں گے اور تمہارا قرضہ سب سے پہلے ادا کریں گے۔مگر کام ان دنوں مندا ہے۔ دیں گے تو ہم جس طرح بن پڑے گا دو ہی مہینے میں مگر جہاں اتنی مہربانی کی ہے لِلّٰہ اتنا سلوک اور کرو کہ دو روپیہ مہینہ قسط کا لے لیا کرو۔

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:18 PM

میں ..... آپ روپے کے ادا کرنے کی کچھ فکر نہ کیجئے۔ میں نے لینے کی نیت سے نہیں دیا۔

یہ سن کر تمام خاندان کا خاندان اس قدر خوش ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا، میں ان میں اس وقعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جیسے خوش دل اور شکر گزار رعایا میں کوئی بادشاہ یا حلقۂ مریدان ارادت مند میں کوئی پیر و مرشد۔ اُس عورت کے منہ سے مارے خوشی اور شکر گزاری کے بات نہیں نکلتی تھی۔ بار بار میری بلائیں لیتی تھی اور میرے ہاتھوں کو چومتی اور آنکھوں کو لگاتی تھی۔ اس کی بلاؤں میں رومال سر پر سے کھسک گیا تو اس نے دیکھا کہ میرے سر پر ٹوپی نہیں، پوچھا تو مجھ کو کہنا پڑا کہ وہی ٹوپی بیچ کر میں نے روپیہ دیا۔ پھر تو اس کا یہ حال تھا کہ بچھی جاتی تھی۔ سات روپے کی بھی کچھ حقیقت تھی۔ مگر اس نے مجھے سینکڑوں ہزاروں کی دعائیں دی ہوں گی۔ اس نے جو اتنی احسان مندی ظاہر کی میں اُلٹا اُسی کا ممنون ہوا۔

جس قدر وہ خوشامد کرتی تھی میں شرمندہ ہوتا تھا اور جتنا وہ عاجزی سے پیش آتی تھی میں زمین میں گڑا جاتا تھا۔ غرض میں وہاں سے رخصت ہوا تو ٹوپی نہ ہونے کی وجہ سے سیدھا گھر لوٹ آیا۔ عین گلی میں بھائی جان سے ملاقات ہوئی، انھوں نے میری ہیئت کذائی دیکھ کر تعجب کیا اور پوچھا کہ آیں۔ کیا ٹوپی کے بدلے چنے لے کھائے؟ میں نے کچھ جواب نہیں دیا، اس واسطے کہ مجھ کو اس بات کا ظاہر کرنا منظور نہ تھا۔ شام کو بھائی جان سے اور امّاں جان سے تکرار ہوئی۔ بھائی جان کچھ روپے مانگتے تھے اور اماں جان کہتی تھیں کہ بیٹا فضول خرچیوں سے گھر کئے دن چلے گا، لو پرسوں میں نے چار روپے دئے، تم نے چاروں کے چاروں برابر کئے۔ ناخن بھر چیز تم گھر میں لائے ہو تو بتا دو؟ اتنا چٹورا پن ایسا اسراف۔ بھائی جان نے کہا، میں چٹورا نہیں ہوں۔ چٹورے تمہارے منجھلے صاحبزادے ہیں جن کو تم بڑا مولوی سمجھتی ہو کہ سر کی ٹوپی تک بیچ کر کھا گئے۔ اماں جان نے مجھ کو بلا کر پوچھا، میں نے کہا اگر بیچ کر کھا جانا ثابت ہو جائے تو جو چور کی سزا وہ میری سزا۔

اماں جان ..... پھر کیا کہیں کھو دی؟

میں ..... کھوئی بھی نہیں۔

اماں جان ..... بھائی تو، تو عجیب تماشے کا لڑکا ہے بیچی نہیں، کھوئی نہیں۔ پھر ٹوپی گئی تو کہاں گئی؟

میں ..... اگر آپ کو میری بات کا اعتبار ہے تو بس سمجھ لیجئے کہ میں نے کہیں اس کو بیجا طور پر صرف نہیں کیا۔

اماں جان ..... اگر یہی تمہارے لچھن ہیں تو تم نے پڑھ لکھ کر ڈبو دیا۔

میں اس وقت عجیب مشکل میں مبتلا تھا ظاہر کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ اور بے ظاہر کئے بن نہیں پڑتی۔ گو یم مشکل وگرنہ گو یم مشکل۔

مگر مجھ کو یقین کہ جب میرا معاملہ پاک صاف ہے تو گویا بالفعل بھائی جان کے کہنے اور میرے چپ رہنے سے اماں جان کو ایک بدگمانی ہو گئی ہے۔ لیکن کبھی نہ کبھی ضرور ان کے دل سے خدشہ دفع ہو ہی جائے گا۔ اور کچھ نہ ہو گا تو میرے اگلے پچھلے فعلوں کو دیکھ کر سمجھ لیں گی کہ بیٹا بدراہ نہیں ہے۔ نہیں معلوم ٹوپی کا کیا بھید ہے۔ سو خدا کی قدرت ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ صالحہ بیمار پڑی تو اماں جان اس کی عیادت کو گئیں۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ ابھی اماں جان سواری سے نہیں اتری تھیں کہ اِدھر سے وہی خان صاحب چلے آ رہے تھے کہ مجھ کو دیکھ کر دور ہی سے دعائیں دینے لگے اور ایسے تپاک اور دل سوزی کے ساتھ میری خیر و عافیت پوچھی جیسے کوئی اپنا بزرگ اور اپنا عزیزی دریافت حال کرتا ہے۔

خیر میں نے تو مناسب حالت جواب دیا۔ اماں جان، آخر یہ سب باتیں پردے کے اندر بیٹھی ہوئی سن رہی تھیں۔ اترنے کے ساتھ ہی مجھ سے پوچھا علیم! یہ کون شخص تھا جو تم سے باتیں کرتا تھا۔

میں ..... یہ ایک خاں صاحب ہیں اور میاں مسکین کے کوچے میں رہتے ہیں، بس میں اسی قدر جانتا ہوں۔

اماں جان ..... لیکن یہ باتیں تو تم سے ایسے گرویدہ ہو ہو کر کرتے تھے گویا برسوں کی جان پہچان ہے۔

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:20 PM

میں ..... نہیں! شاید ان کو میرا نام بھی معلوم نہیں۔

اماں جان ..... پھر تمہارے ساتھ ایسے خلوص سے کیوں پیش آئے؟

میں ..... بعض لوگوں کا دستور ہوتا ہے کہ ذرا سے تعارف میں بھی بڑے تپاک کے ساتھ پیش آیا کرتے ہیں۔ اگرچہ میرے جواب سے اماں جان کی تشفی نہیں ہوئی مگر اندر جانے کی جلدی تھی، چلی گئیں۔ خان صاحب نے کہیں اپنے گھر میرا تذکرہ کیا۔ میں تو گھر چلا آیا، مگر یقین ہے کہ ان کی بیوی اماں جان کے پاس گئیں اور میرے اس ٹوپی بیچنے اور روپے دینے کا تمام ماجرا بیان کیا۔ پھر جو اماں جان آئیں تو مجھ سے کہنے لگیں کہ علیم ہم نے تمہاری چوری آخر پکڑ ہی لی۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا میری چوری؟

اماں جان ..... ہاں تمہاری چوری۔

میں ..... بھلا میں بھی تو سنوں۔

اماں جان ..... پہلے تم ٹوپی کا حال بتا لو تب مجھ سے اپنی چوری کی حقیقت سنو۔

اس کہنے سے میں سمجھ گیا اور ہنس کر چپکا ہو رہا۔

باپ ..... بے شک جتنی باتیں تم نے بیان کیں داخل ہمدردی خصوصاً یہ خاں صاحب کا قصہ ہمدردی کی ایک اعلیٰ درجے کی مثال ہے۔ لیکن چشمے سے پہلے وہ سیراب ہونے چاہئے جہاں سے وہ چشمہ نکلا ہے۔ اسی طرح پہلے اپنے عزیز و اقارب نیکی اور سلوک کے مستحق ہیں۔

بیٹا ..... میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میرے قریب کے رشتہ دار میرے سلوک کے حاجت مند نہیں ہیں اور خدا نے ان کو مجھ سے بے نیاز اور مستغنی کیا ہے۔

باپ ..... کیا سلوک صرف روپے پیسے ہی کے دینے سے ہوتا ہے؟

بیٹا ..... میں تو ایسا ہی سمجھتا تھا۔

باپ ..... نہیں جو جس چیز کا حاجت مند ہے اس کا رفع حاجت کرنا ہمدردی اور نفع رسانی ہے۔ ہمارا خاندان دینداری سے بے بہرہ اور خداشناسی سے بے نصیب ہے۔ اور شیوۂ خداپرستی میں ہر ہر متنفس کو تعلیم و تلقین کی حاجت اور وعظ و نصیحت کی ضرورت ہے۔ تم نے اس فرض کو ادا کرنا تو درکنار ابھی تک فرض ہی نہیں سمجھا۔

بیٹا ..... آپ بجا فرماتے ہیں مجھ سے غلطی ہوئی۔

حاصل کلام

- اس مضمون کے ذریعہ ہمیں نذیر احمد کی تحریری اور نثری صلاحیتوں کا علم ہوتا ہے۔
- نذیر احمد کے تحریر کردہ دلچسپ ناولوں اور ان کے موضوعات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔
- نذیر احمد جہاں اردو کے پہلے ناول نگار ہیں وہیں قرآن مجید کے حافظ اور مترجم بھی ہیں۔
- ان کے ناولوں میں پائے جانے والے اصلاحی پہلوؤں، اور معاشرتی خامیوں اور خوبیوں کے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں۔
- ''دستگیری'' سبق میں ایک کم عمر لڑکے نے جس طرح خان صاحب اور ان کی بیوی کی مدد کرتے ہوئے بے عزتی سے بچایا۔ اسی طرح ہم میں سے کسی کو بھی ایسے لوگوں کی مدد کرنے کا موقع ملے تو ان کی مدد کریں اور ساتھ دیں۔

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:21 PM

I.(i) الفاظ معنی

اعزاز	=	عزت
ظرافت	=	ہنسی اور دل لگی کی باتیں
مسکین	=	غریب ،مفلس
بنیا	=	سود دینے والا
اثاثہ	=	اشیاء /سرمایہ
ہمسایہ	=	پڑوسی
دستگیری کرنا	=	مدد کرنا
تلوؤں میں آنکھیں بچھانا	=	کسی کے احسان تلے دبنا
چپراسی	=	سپاہی
اجت	=	عزت کا بگڑا ہوا لفظ
دھاڑیں مار مار کر رونا	=	چیخ چیخ کر رونا
طرزِ نگارش	=	لکھنے کا طریقہ
سلیس	=	آسان
تہی دست	=	خالی ہاتھ
گوٹے والے	=	سونے چاندی سے تار بنانے والے
سرخ ہو جانا	=	لال پیلا ہو جانا،غصہ آجانا
بلائیں لینا	=	محبت سے انگلیوں کو چہرے پر پھیرنا

وقعت	=	عزت
کھسکنا	=	ہٹنا
چٹوراپن	=	بدتمیزی، بیکار خرچ
سراہنا	=	تعریف کرنا
ڈگری جاری کرانا	=	کیس درج کرانا
ہاتھ صاف کرنا	=	گردن اڑا دینا
گلوری	=	پان
ارادت مند	=	چاہنے والے
ہیئت	=	حالت
خدشہ	=	شک،گمان
اُدھم مچانا	=	ہنگامہ مچانا
سرایا	=	ٹھہرنے کی جگہ
سراہنا	=	تعریف کرنا
ڈگری جاری کرنا	=	کیس درج کرانا
بعینہ	=	بالکل
ہاتھ صاف کرنا	=	گردن اڑا دینا

(iii) واحد جمع

ترجمہ	+	تراجم
عبارت	+	عبارتیں
چوکی	+	چوکیاں
کھونٹی	+	کھونٹیاں
نصیحت	+	نصائح
خدمت	+	خدمات
حاجت	+	حاجتیں

جمع		واحد
عناصر	+	عنصر
تصانیف	+	تصنیف
بالیاں	+	بالی
عبارتیں	+	عبارت
نگارشات	+	نگارش
چوریاں	+	چوری
مہربانیاں	+	مہربانی

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:22 PM

(iv) جوڑ ملائیے:

الف	ب
1۔ دستگیری	پڑوسی
2۔ ہمسایہ	ڈپٹی نذیر احمد
3۔ دستگیری کے مصنف	خان صاحب کی مدد کی
4۔ علیم نے	سونے چاندی سے تار بنانے والا
5۔ گوٹے والا	مدد کرنا

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ دستگیری کے مصنف ..... ہیں (سرسید/شبلی/ڈپٹی نزیر احمد/محمد حسین آزاد)

2۔ اُدھار کے معنی ..... ہیں (قرض/نقد/اصل/تحفہ)

3۔ ''علیم ہم نے تمہاری چوری پکڑ لی'' یہ جملہ..... نے کہا (بھائی/ماں/باپ/خان صاحب)

4۔ علیم کی ٹوپی ..... تھی (بڑی/چھوٹی/نئی/پرانی)

5۔ علیم نے ٹوپی ..... روپے میں بیچی (سات/پانچ/چار/چھ)

6۔ '' تہی '' کے معنی ..... (خالی/بھرتی/موٹی/درمیانی)

7۔ '' توبۃ النصوح ..... کا نام (ناول/افسانہ/کہانی/نظم)

8۔ قرآن مجید کا ترجمہ کیا ..... نے (سرسید/حالی/نذیر احمد/محمد حسین آزاد)

9۔ خدشہ کے معنی ..... ہے (خوف/گمان/خوشی/اندیشہ)

10۔ آخر میں علیم کو ..... نے نصیحت کی (ماں/باپ/بھائی/خان صاحب)

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ ''قانونِ تعزیرات ہند'' کا اردو ترجمہ کس نے کیا؟

2۔ کیا ڈپٹی نذیر احمد حافظِ قرآن تھے؟

3۔ علیم نے کس موقع پر نئی ٹوپی پہن رکھی تھی؟

4۔ '' پیادہ'' کے معنی لکھئے۔

5۔ '' ابّت اُتروائے لیتا ہوں'' اس جملے کی اصلاح کیجئے۔

6۔ خان صاحب کے گھر میں کل کتنے افراد تھے؟

7۔ ''ہاتھ صاف کرو'' کے معنی لکھئے۔

IV. مختصر سوالات:

1۔ دستگیری کے معنی کیا ہیں اس کے مضمون نگار کون ہیں؟

2۔ دستگیری کے اہم کردار کون ہیں؟

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:23 PM

3۔ خان صاحب نے کس سے کتنا قرض لیا تھا؟

4۔ علیم نے کس طرح خان صاحب کی مدد کی؟

5۔ علیم نے کتنے روپئے خان صاحب کو دئے؟

6۔ خان صاحب کس طرح چھوٹ کر آئے؟

7۔ خان صاحب کی بیوی نے اپنے بچوں سے کیا کہا؟

8۔ علیم کے بھائی نے ماں سے علیم کے بارے میں کیا کہا؟

9۔ ''علیم آخر ہم نے تمہاری چوری پکڑ ہی لی'' اس جملے کا مطلب کیا ہے؟

V. تفصیلی سوالات:

1۔ علیم نے خان صاحب کا قرضہ کس طرح چکایا؟ تفصیل سے لکھئے۔

2۔ دستگیری کے ہر ایک کردار کے بارے میں وضاحت کیجئے۔

(v)۔ دی گئی انگریزی عبارت کا اردو میں ترجمہ کیجئے:

1. Time once lost is lost for ever.
2. Truth always triumphs.
3. Pen is mightier than the sword.
4. Slow and steady wins the race.
5. So many men, so many minds.

(vi)۔ دئے گئے ضرب الامثال کے معنی لکھئے:

1۔ اُلٹا چور کوتوال ڈانٹے	خود غلطی کر کے دوسروں کو ڈرانا
2۔ اونچی دوکان پھیکا پکوان	نام بڑا لیکن اندر کچھ نہیں
3۔ پانچوں انگلیاں گھی میں	ہر طرح فائدہ ہی فائدہ
4۔ پھونک پھونک کر قدم رکھنا	نہایت احتیاط سے کام لینا
5۔ تمہارے منہ میں گھی شکر	خوش خبری سن کر دعا دیتے ہیں

عملی کام:

ڈپٹی نذیر احمد کا مشہور ناول توبۃ النصوح کا مطالعہ کیجئے۔

ڈپٹی نذیر کے اس مضمون سے کیا سبق ملتا ہے وضاحت کیجئے۔

اس قسم کی ایک سبق آموز کہانی خود تیار کرنے کی کوشش کرو۔

اس مضمون میں استعمال کئے گئے ضرب الامثال اور محاورات کو اپنی کاپی میں لکھو۔

اس کہانی کے اہم کرداروں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کے نام لکھئے۔

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:24 PM

غزلیات

اکائی 8

غزل

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؔ عمری (زاہدؔ اعظمی)

شاعر کا تعارف

نام حبیب الرحمٰن، تخلص زاہدؔ، والد کا نام مولانا نعمان اعظمی، عمر آباد میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی زاہد عمری گوناگوں صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ بیک وقت لائق مدرس، مثالی مربیّ، دردمند خطیب، بہترین انشا پرداز، بے باک صحافی اور استاذ فن شاعر تھے۔ کتابی دنیا سے آپ کا تعلق گہرا تھا۔ جامعہ عمر آباد سے فراغت کے بعد تین سال عمر لائبریری کے ناظر بھی رہے۔ 1983 تک مدرسہ فیض عام بڑی پیٹ، وانم باڑی کے ناظم رہے۔ بزمِ نو، وانم باڑی کے مشاعروں میں شریک ہوتے رہے۔ 1984ء سے آپ جامعہ دارالسلام عمر آباد کے ادارۂ تحقیقات اسلامی سے منسلک ہوگئے۔ اور تادم حیات اسی مثالی خدمت پر قائم رہے۔ ماہنامہ راہِ اعتدال کے مدیر کی حیثیت سے بھی خدمت کی۔ 10/نومبر، 2017ء کو عمر آباد میں آپ کا انتقال ہوا۔



ایک جھلک کیا دکھا گیا کوئی
دل پہ بجلی گرا گیا کوئی

آس کی شمع سے تھا گھر روشن
آج اسے بھی بجھا گیا کوئی

دور رہ کر مری نگاہوں سے
میرے دل میں سما گیا کوئی

چند لمحوں کی بخش کر خوشیاں
عمر بھر کو رلا گیا کوئی

جل رہا ہے رواں رواں میرا
آگ کیسی لگا گیا کوئی

بزم ہستی کو کر گیا ویراں
دل کی دنیا سے کیا گیا کوئی

پوچھ کر مجھ سے حال غم میرا
غم سراپا بنا گیا کوئی

یاد غربت میں آکے ہے زاہدؔ
کرب فرقت بڑھا گیا کوئی

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:26 PM

I. الفاظ معنی

جھلک	=	ایک نظر	بزم	=	محفل
رواں رواں	=	رونگٹے	ویران	=	غیر آباد
کربِ فرقت	=	جدائی کی تکلیف	سراپا	=	سر سے پیر تک
غربت	=	بے وطنی	کرب	=	تکلیف
آس	=	امید، خواہش	فرقت	=	جدائی
سما جانا	=	بس جانا	بخشنا	=	عطا کرنا

II. مختصر سوالات:

1۔ زاہد عمری کا پورا نام کیا ہے؟

2۔ زاہد عمری کی چند عمدہ صلاحیتوں اور قابلیتوں کا ذکر کیجئے۔

3۔ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کہاں واقع ہے؟

4۔ شاعر کے دل پر بجلی کیوں گر گئی؟

5۔ شاعر نے کیوں کہا کہ اس کا رواں رواں جل رہا ہے؟

6۔ چند لمحوں کی بخش کر خوشیاں عمر بھر کو رلا گیا کوئی اس شعر کا مطلب بیان کیجئے۔

7۔ زاہد عمری کی خدمات کا مختصر جائزہ لیجئے۔

متعلقاتِ فعل

قواعد

ذیل میں چند الفاظ دئے جا رہے ہیں یہ الفاظ متعلقاتِ فعل کہلاتے ہیں، یعنی ان کا تعلق فعل سے ہوتا ہے۔
ان کا کام فعل کی تعریف کرنا ہے۔ جیسے قرینے سے، فرّاٹے سے ، خوشی سے۔

مشق : ان متعلقاتِ فعل کو مناسب جگہوں میں بھرتی کیجئے۔

(قرینے سے، فرّاٹے سے ، خوشی سے)

1۔ بچے اب تک بڑی ..... سے ہر چیز دیکھ رہے ہیں۔

2۔ بڑے کمرے میں ..... سے میز کرسیاں لگی تھیں۔

3۔ جہاز ..... سے پانی کو کاٹتے ہوئے مغربی سمت جا رہا تھا۔

اگر تم قلبی سکون چاہتے ہو تو سچائی کو اپنا شعار بناؤ۔
نصیحت کرنا آسان مگر اصلاح مشکل ہے۔
اگر تم دوسروں کو حقیر اور گھٹیا سمجھنے لگو گے تو ایک دن تم خود حقیر اور گھٹیا بن جاؤ گے۔ ٹیگور

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:27 PM

سر سری مطالعہ

اکائی 8

آخری قدم

ڈاکٹر ذاکر حسین

کسی نیک آدمی کے پاس بڑی دولت تھی مگر یہ اُن لوگوں میں تھا جو اپنے دھن دولت کو اپنا نہیں سمجھتے ..... بلکہ اللہ میاں کی امانت جانتے ہیں۔ جو بس اس لئے ان کے سپرد کی جاتی ہے کہ اسے ان کے بندوں پر صرف کریں۔ خود ان کی اجرت یہ ہے کہ اس میں سے یہ بھی بس موٹا جھوٹا پہن لیں اور دال دلیا کھا کر گزر کر لیں۔

ہاں تو یہ نیک آدمی بھی اپنی دولت سے خود بہت کم فائدہ اٹھاتا تھا۔ ایک صاف سے مگر بہت چھوٹے مکان میں رہتا تھا۔ گزی گاڑھے کے بہت معمولی کپڑے پہنتا تھا۔ اور کھانے کا کیا بتاؤں کبھی چنے چاب لے، کبھی مکّا کی کھیلیں کھالیں۔ ایک وقت ہنڈیا چڑھی تو تین وقت کے کھانے کا انتظام ہوگیا۔ دوست احباب جنھیں اس کے حال کی خبر تھی طرح طرح سے اسے کھیل تماشوں میں، رنگ رلیوں میں، گھسیٹنا چاہتے تھے، مگر یہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ بہانہ کر کے ٹال دیتا تھا۔ آخر کو سب میں بڑا کنجوس مشہور ہوگیا۔ اس کے دوست اسے مکھی چوس کہا کرتے تھے۔ بعض دوست اس کی دولت کی وجہ سے ملتے جلتے بھی تھے۔ وہ اسے اور بھی چھیڑتے اور بدنام کرتے۔ مگر یہ دھن کا پکّا تھا۔ برابر چھپ چھپ کر چپ چپاتے اپنی دولت سے کسی نہ کسی مستحق کی مدد کرتا ہی رہتا تھا اور اس طرح کہ سیدھے ہاتھ سے دیتا تو الٹے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی اور زبان پر ذکر آنے کا رتو ذکر ہی کیا۔

نہ جانے کتنی بیوائیں اس کے روپے سے پلی تھیں! کتنے یتیم اس کی مدد سے پڑھ پڑھ کر اچھے اچھے کاموں سے لگ گئے تھے۔ کتنے مدرسے اس کی سخاوت سے چل رہے تھے۔ کئی شفاخانوں میں دواؤں کا سارا خرچ اس نے اپنے سر لے لیا تھا اور ہزاروں دکھی بیماروں کو بغیر جانے اس کے روپئے سے روز آرام پہنچتا تھا۔ لیکن یہ مشہور تھا وہی ''کنجوس''، ''مکھی چوس''، ''دنیا کا کتا''، ''نہ اپنے کام آئے اور نہ کسی کے'' کوئی اس پر ہنستا تھا۔ کوئی خفا ہوتا تھا۔ سب اسے برا سمجھتے تھے۔

آدمی کتنا ہی نیک ہو، دوسروں کے ہر دم برا کہنے سے جی دُکھتا ہے۔ اس کے دل کو بھی کبھی کبھی بڑی ٹھیس لگتی تھی۔ جھنجھلاتا تھا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے، مگر پھر صبر کر لیتا تھا۔

اس کے پاس ایک خوبصورت سی کتاب تھی۔ چکنا چکنا موٹا کاغذ، نیلے کپڑے کی سبک سی جلد، پشتے پر سنہرے حروف سے لکھا ہوا ''حساب امانت'' اس کتاب میں یہ اپنا پیسے پیسے کا حساب لکھا کرتا تھا۔ جس کو کبھی کچھ دیا تھا اس میں درج تھا۔ کہیں کہیں کیفیت کے خانے میں بڑی دلچسپ باتیں لکھی تھیں۔ یہ سب بعد کو لکھی گئی تھیں۔ کسی یتیم کو پڑھنے کے لئے وظیفہ دیا ہے۔ پندرہ سال بعد کی تاریخ دے کر کیفیت کے خانے میں درج ہے۔ ''اب احمد آباد میں ڈاکٹر ہیں اور وہاں کے یتیم خانے کے ناظم۔ کتابوں کے ایک کاروباری کو سخت پریشانی کے زمانے میں دو ہزار روپے دئے ہیں۔ کئی سال بعد کیفیت کے خانے میں لکھا ہے۔ ''آج خط آیا ہے کہ انھوں نے رسول اکرمؐ کی سیرت پاک نہایت صاف اور سادہ زبان میں لکھوا کر ایک لاکھ نسخے طلباء میں مفت تقسیم کئے ہیں۔ خدا جزائے خیر دے''۔ دلی کے ایک مدرسے کو ایسے وقت کہ اس کا کوئی مددگار نہ تھا، دس ہزار روپے دئے تھے۔ اندراج رقم کے سامنے کیفیت کے خانے میں لکھا تھا: ''سالانہ رپورٹ پڑھی، ہر صوبے میں ایک شاخ قائم ہوگئی ہے۔ اس صوبے میں تو گاؤں گاؤں میں تعلیمی مرکز قائم کر دئے ہیں۔ یہ کام نہ ہوتا تو اس ملک میں مسلمانوں کی تمدّنی ہستی کبھی کی ختم ہو چکی ہوتی۔ اسی قسم

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:30 PM

کے بے شمار اندراجات تھے۔اس کتاب کو یہ اکثر اٹھا کر پڑھنے لگتا تھا۔خصوصاً جب کسی نادان دوست کی زبان سے دل دکھتا تو ضرور اس کتاب کی ورق گردانی کی جاتی تھی۔اسے دیکھ کر کبھی کبھی مسکراتا بھی تھا۔اس کا ارادہ تھا کہ مرے وقت یہ کتاب ان لوگوں کے لئے چھوڑ جاؤں گا جو عمر بھر مجھے پہچانے بغیر دل دکھاتے رہے۔اس ارادے سے اسے بڑی تسکین ہوتی تھی۔سوسنار کی ایک لوہار کی، انھوں نے ہزار دفعہ میرا جی جلایا ہے، میں ایک دفعہ انھیں ایسا شرماؤں گا کہ بس سر نہ اٹھے گا۔یہ سوچتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔ہوتے ہوتے بڑھاپا آن پہنچا، بدن جواب دینے لگا، روز کوئی نہ کوئی بیماری کھڑی ہے۔ایک دفعہ دسمبر کا مہینہ تھا۔سخت بیمار ہوا۔بخار اور کھانسی ایک دن دو دن، تیسرے دن سینے میں سخت درد شروع ہوا، کوئی دو پہر غفلت رہی۔ہوش آیا تو سانس لینے میں بھی تکلیف ہوتی تھی۔نمونیہ کا حملہ تھا اور سخت حملہ، شام سے حالت غیر ہونے لگی۔بار بار غفلت ہو جاتی، تھوڑی دیر کو ہوش آتا پھر غفلت۔کوئی چار بجے کے قریب ہوش آیا تو اس کی سمجھ میں آ گیا کہ اب وہ وقت آن پہنچا ہے جو سب کے لئے آتا ہے اور جس سے کوئی بھاگ کر بچ نہیں سکتا۔چارپائی کے پاس ہی میز پر رہ نیلی کتاب ''حساب امانت'' رکھی تھی، جسے ابھی بیماری میں بھی دو دن پہلے اٹھا کر پڑھا تھا۔چند لمحے اس کی طرف غور سے دیکھا، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، ایسے کہ تھمتے ہی نہ تھے۔کتاب کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھانا چاہا، کئی مرتبہ کی کوشش میں اسے مشکل سے اٹھا پایا۔پھر کچھ سوچ میں پڑ گیا۔یہ عظیم الشان گھڑی اور یہ چھوٹا خیال، ان کو شرما کر تجھے کیا ملے گا تو اپنا کام کر چلا، اپنے کام سے کام، منزل آ پہنچی، آخری قدم کیوں ڈگمگائے؟ دونوں ہاتھوں سے کتاب تھامی، ہاتھ تھرتھرا رہے تھے جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اٹھایا ہو، بڑی مشکل سے تکیے پر سے سر بھی اٹھایا اور ناتواں جسم کی ساری قوت آخری وقت صرف کر کے کتاب کو اس پاس والی بڑی انگیٹھی میں پھینک دیا جس میں کوئی ڈھائی بجے نوکر نے بہت سے کوئلے ڈالے تھے اور میاں کو سوتا جان کر دوسرے کمرے میں جا کر سو گیا تھا۔

کتاب جلنے لگی، اس کی نظر اسی پر جمی تھی، جلد کے جلنے میں دیر لگی، پھر اندر کے کاغذوں میں آگ لگی تو ایک شعلہ اٹھا، اس کی روشنی میں اس کے ہونٹوں پر ایک خفیف سی مسکراہٹ دکھائی دی اور چہرے پر ایک عجیب اطمینان۔ادھر مؤذن نے اشھدانّ محمّد رسول اللّٰہ کہا اور نیکیوں کے اس کارواں سالار کی رسالت کے اعلان کے ساتھ اس نیک راہ رو نے ہمیشہ کے لئے آنکھیں موند لیں۔



I. مختصر سوالات:

1۔ نیک آدمی اپنی دولت کے بارے میں کیا سوچتا تھا؟

2۔ نیک آدمی اپنی دولت کا استعمال کس طرح کرتا تھا؟

3۔ دوست احباب اس کے بارے میں کیا سوچتے تھے؟

4۔ حسابِ امانت میں کیا لکھا جاتا تھا؟

5۔ آخری قدم سے کیا مراد ہے؟

II. توضیحی سوالات:

1۔ ''نیک آدمی'' اس کہانی کا پس منظر کیا ہے؟ خلاصہ لکھئے۔

2۔ '' مال و دولت خدا کی ایک عظیم نعمت ہے'' اس کے صحیح اور غلط استعمال کے فوائد ونقصانات پر ایک تفصیلی مضمون لکھئے۔

حاجت مند کی جائز ضرورت کو پورا کرنا ایک ماہ کے اعتکاف سے افضل ہے۔

زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔جس قدر ہو، دوسروں کے کام آؤ۔

مصائب میں صبر وتحمل ہی اصل بہادری ہے۔ امام حسنؓ

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:32 PM

تحریری صلاحیت :



دئے گئے اقتباس کوغور سے پڑھئے اور نیچے دئے گئے سوالات کے جوابات لکھئے : (Comprehension)

الفرڈ نوبل اور نوبل پرائز

الفرڈ نوبل 1833ء میں سویڈن میں پیدا ہوا، اس کی تعلیم وتربیت روسی استادوں کے ہاتھوں ہوئی۔ اس کو علمِ کیمیا سے بہت دلچسپی تھی۔ مسلسل 50 سال کی محنت کے بعد اس نے ڈائنامائٹ نامی ایک چیز بنائی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ ٹھوس چٹانوں کو بھی بھسم کر دیا جاتا ہے۔ اس نے اور بھی کئی چیزیں ایجاد کیں۔ یہی وہ شخص تھا جس نے راکٹ اور غبارہ ایجاد کیا۔ الفرڈ نوبل تنہائی پسند تھا۔ اس نے مرتے دم تک شادی نہیں کی۔ وہ بہت شرمیلا تھا، مگر اپنے ساتھیوں کی محفل میں خوب چہکتا رہتا تھا۔

اپنی خطرناک ایجادات کے باوجود نوبل کو جنگوں سے نفرت تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ دنیا میں امن کا دور دورہ ہو۔ آپس میں اتفاق ہو۔ وہ کہا کرتا تھا کہ کوئی قوم یا ملک کسی دوسری قوم یا ملک سے کسی بات میں اختلاف اور جنگ نہ کرے بلکہ انصاف کی روشنی میں ہر معاملہ کو سلجھائے۔ نوبل کافی دولت مند تھا ،مگر چونکہ اس کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں تھی، اس لئے اس نے اپنی دولت کا مصرف نیکی کے کاموں کو بنایا۔ چنانچہ اس نے پانچ شعبوں میں گراں قدر انعامات کی بنیاد ڈالی جو ہر سال ''نوبل پرائز'' کے نام سے عطا کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے چار علم طبیعیات، علمِ کیمیاء، علمِ ادویات اور علمِ ادب کے بہترین خدمت گاروں کو اور ایک دنیا میں امن وامان قائم کرنے کی جدوجہد کرنے والوں کو دئے جاتے ہیں۔ اس طرح ''نوبل انعامات'' کی بنیاد پری تھی جو آج دنیا میں سب سے اونچے اور اعلیٰ انعام سمجھے جاتے ہیں۔

سوالات :

1۔ الفرڈ نوبل کہاں کا رہنے والا تھا؟

2۔ الفرڈ نوبل نے .....کی ایجاد کی۔

3۔ الفرڈ نوبل نے اپنی دولت کن کاموں میں صرف کی؟

4۔ نوبل پرائز کے بارے میں چند جملے لکھئے۔

5۔ نوبل انعام ..... شعبوں کے لئے دیا جاتا ہے۔ (دو / تین / چار / پانچ)

طریقہ: دئے گئے اقتباس کوغور سے پڑھئے۔ اس کے بعد سوالات کو بھی پڑھئے۔ سوالات کے موزوں جوابات کو اس اقتباس میں ڈھونڈ کر اپنی کاپی میں لکھئے۔

اوقاف PUNCTUATION

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے

نام	علامت	انگریزی نام	مفہوم	موقعۂ استعمال	مثال
خط	-	Dash	معترضہ	یہ علامت جملۂ معترضہ کے پہلے اور بعد میں لگائی جاتی ہے۔	میری رائے ---- اگرچہ میری رائے ---- زید --- زید نہ صرف بلکہ اس کا سارا خاندان ---- انھیں بزرگ کا معتقد ہے۔

unit 8
Monday, August 06, 2018 1:13:34 PM

حصّہ نظم

اکائی 9

اے شریف انسانو!

ساحرؔ لدھیانوی



شاعر اس نظم میں ظلم کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ دنیا کے سارے انسان بھائی بھائی کی طرح رہنا چاہئے۔خون اپنا ہو یا دوسروں کا، خون تو آخر خون ہے۔ آپسی جنگ ہمارے مسائل کا حل نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے امن امان کا خوشگوار ماحول پیدا کرنا چاہئے۔شاعر اشتراکیت میں دلچسپی لیتے تھے،اس لئے انہوں نے اس نظام کا بغور مطالعہ کیا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- ساحرلدھیانوی کی شخصیت اوران کی خدمات کے بارے میں جاننا۔
- ''اے شریف انسانو'' نظم میں پائے جانے والے شاعر کے خیالات کو معلوم کرنا۔
- جنگ کی وجہ سے جو نقصانات ہوتے ہیں اس کے بارے میں تفصیل سے علم حاصل کرنا۔
- اس نظم کے مشکل الفاظ کے معنی ومطلب کو سمجھنا۔
- ''جنگ کے بغیر بھی امن اور سکون حاصل ہوسکتا ہے'' شاعر کے ان خیالات کی وضاحت حاصل کرنا۔

شاعر کا تعارف

عبدالحی نام، ساحرؔ تخلص، 1921ء میں لُدھیانہ میں پیدا ہوئے، لاہور میں ''ادب'' اور ''سویرا'' کی ادارت کے فرائض انجام دئے، اس کے بعد دہلی آکر کچھ عرصے کے لئے ''شاہراہ'' کے مدیر ہوئے۔تقسیم ملک کے بعد ساحر روزگار کی تلاش میں ممبئی پہنچے۔انجمن ترقی پسند مصنفین کے جلسوں میں پابندی کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔شاعر کے گیتوں میں وقت کے تقاضے اور بازار کی طلب کے آگے کبھی ہتھیار نہیں ڈالا۔اوراپنی شاعری کو ادبی معیار سے کسی حال میں گرنے نہیں دیا۔'' تلخیاں'' ان کے ابتدائی زمانے کا کلام ہے۔ '' اچھائیاں''، '' تاج محل''، '' گرہن''، '' کبھی کبھی'' ان کی مشہور نظمیں ہیں۔

اس نظم میں شاعر نے جنگ کے نقصانات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں جنگ ہو، آخر انسانوں ہی کا ناحق خون بہتا ہے۔جنگوں میں بموں کا گرایا جانا، کھیتوں کا جلنا، ٹینکوں کا آگے بڑھنا، کچھ بھی ہو، ان تمام کا نقصان ہر ایک کو اٹھانا پڑتا ہے۔زمینیں بانجھ ہوجاتی ہیں اور بچے یتیم ہوجاتے ہیں۔شاعر دنیا کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ جنگ خود ایک مسئلہ ہے، وہ مسئلہ کا حل کیا دے گی۔جنگ کی وجہ سے لوگ بھوکے مریں گے اور ہر طرف احتجاجات شروع ہوجائیں گے۔شاعر نے آخر میں مسئلہ کا حل پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ، اے شریف انسانو! جنگ کسی نہ کسی بہانے ٹلتی رہے تو بہتر ہے اور ہمارے اور آپ کے آنگن میں شعلہ جلتی رہے تو بہتر ہے۔

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:56:53 AM

خون اپنا ہو یا پرایا ہو
نسلِ آدم کا خون ہے آخر
جنگ مشرق میں ہو کہ مغرب میں
امنِ عالم کا خون ہے آخر

بم گھروں پر گریں کہ سرحد پر
روحِ تعمیر زخم کھاتی ہے
کھیت اپنے جلیں کہ اوروں کے
زیست فاقوں سے تلملاتی ہے



ساحرؔ لدھیانوی

ٹینک آگے بڑھیں کہ پیچھے ہٹیں
کوکھ دھرتی کی بانجھ ہوتی ہے
فتح کا جشن ہو کہ ہار کا سوگ
زندگی تیموں پہ روتی ہے

جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے
جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی
آگ اور خون آج بخشے گی
بھوک اور احتیاج کل دے گی

اس لئے اے شریف انسانو !
جنگ ٹلتی رہے تو بہتر ہے
آپ اور ہم سبھی کے آنگن میں
شمع جلتی رہے تو بہتر ہے

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:56:54 AM



حاصل کلام

اس نظم میں شاعر ساحر لدھیانوی نے جنگ کے نقصانات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ جنگ کی وجہ سے نسل آدم کا خون ہوتا ہے۔ جنگ میں یہ دیکھا نہیں جاتا کہ مرنے والا کس مذہب و نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ ملکوں کی سرحدوں پر جب بم گرائے جاتے ہیں تو ان ممالک کی ترقیاں ختم ہو جاتی ہیں اور انہیں سنبھلنے زمانہ لگ جاتا ہے۔ جنگ میں جو ملک جیت جاتا ہے، فتح کے جشن مناتے ہیں حالانکہ دوسری طرف دیکھا جائے تو زندگیاں یتیم ہو جاتی ہیں۔ شاعر نے بہترین مشورہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ جنگ کے ذریعہ ہرگز مسائل کا حل ممکن نہیں۔ آپس میں مل بیٹھیں، صلح کی مجالس منعقد ہوں، اور جنگ کو اگر ٹالتے رہیں تو کوئی نہ کوئی راستہ نکل سکتا ہے۔ اس نظم سے ہمیں یہ نصیحت ملتی ہے کہ آپس میں صلح کے پیغام عام کریں اور اپنے اندر اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔

I. الفاظ معنیٰ

پرایا	=	غیر	تعمیر	=	کسی چیز کو بنانا
اوروں	=	غیروں	تلملانا	=	تڑپنا
فاقہ	=	بھوک	سوگ	=	ماتم
احتیاج	=	محتاج ہونا	ٹلنا	=	تاخیر ہونا، دیر ہونا
جشن	=	عید، خوشی کا دن	امن عالم	=	دنیا کا امن
دھرتی	=	زمین	نسل آدم	=	آدم کی نسل
مغرب	=	مراد یورپی ممالک	سرحدیں	=	حدِ فاصل، کنارہ، انتہاء

(ii) واحد جمع

سرحد	+	سرحدیں	تعمیر	+	تعمیرات
روح	+	ارواح	فتح	+	فتوحات
دھرتی	+	دھرتیاں	مسئلہ	+	مسائل
			شمع	+	شمعیں

(iii) اضداد

جنگ	×	امن	مشرق	×	مغرب
اوروں	×	اپنوں	غیروں	×	اپنوں
شریف	×	رذیل	جشن	×	ماتم
فاقہ	×	خوش حالی	بہتر	×	بدتر

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:56:55 AM

(iv) دیے گئے اشعار کی تشریح کیجیے:

2۔ خون اپنا ہو یا پرایا ہو
نسلِ آدم کا خون ہے آخر

2۔ جنگ مشرق میں ہو کہ مغرب میں
امنِ عالم کا خون ہے آخر

(v) جوڑ لگائیے:

(الف)	(ب)
1۔ اے شریف انسانو	امن
2۔ جنگ کی ضد	غیروں
3۔ اوروں کے معنی	ساحر لدھیانوی
4۔ پیدائش	ساحر کی مشہور نظم
5۔ تاج محل	لدھیانہ

(vi) شعر مکمل کیجیے:

1۔ جنگ تو خود ہی ایک ..... ہے
جنگ کیا مسئلوں کا حل .....

2۔ آگ اور خون آج .....
بھوک اور احتیاج کل .....

(II) صحیح جواب منتخب کیجیے:

1۔ اے شریف انسانو کے شاعر ..... ہیں (ساحرؔ/کاوشؔ/مجروحؔ/فیضؔ)

2۔ امن کا خون سے مراد ..... (قوم کا خون/ملک کا خون/دنیا والوں کا خون/حیوانوں کا خون)

3۔ مسئلہ کی جمع ..... ہے (مسائل/مسئلیں/ماسائل/مسئلات)

4۔ جنگ کی ضد ..... ہے (غیر جنگ/امن/فساد/جھگڑا)

5۔ ''کبھی کبھی'' ساحرؔ کی مشہور ..... ہے (نظم/ناول/کہانی/داستان)

(III) مختصر سوالات:

1۔ ساحرؔ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ ساحرؔ کی چند مشہور نظموں کے نام لکھیے۔

3۔ جنگ کے ٹلنے کا شاعر نے کیا مشورہ دیا ہے؟



unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:56:56 AM

4۔ جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

5۔ آخری شعر میں شاعر نے کیا خواہش ظاہر کی ہے؟

6۔ ''زیست فاقوں سے تلملاتی ہے'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

7۔ ساحرؔ کس تحریک سے وابستہ تھے؟

(IV) تفصیلی سوالات:

1۔ امن قائم کرنے کے لئے شاعر نے اس نظم میں کیا تجاویز پیش کی ہیں؟ تفصیل سے لکھئے۔

2۔ ساحرؔ لدھیانوی کے فن، شخصیت، اور خدمات کا احاطہ کرتے ہوئے ایک تفصیلی نوٹ لکھئے۔



عملی کام:

ساحرؔ لدھیانوی کے بارے میں معلومات حاصل کیجئے۔

ساحرؔ کی نظموں کا مطالعہ کیجئے۔ اور اس سے حاصل ہونے والی اہم باتوں کو اپنی کاپی میں لکھو۔

''ساحرؔ کا تعلق سیاسی پارٹیوں سے بھی تھا'' اس سلسلے میں جو معلومات حاصل ہو سکتے ہیں انھیں جمع کرو۔

جنگ سے ہونے والے نقصانات پر مزید معلومات حاصل کرو اور اسکول کے کسی تحریری مقابلے میں ایک بہترین مقالہ پیش کرو۔

تصویر کو تحریری شکل میں پیش کیجئے۔

درج ذیل میں ایک تصویر دی گئی ہے۔ اس تصویر کا اظہار اپنی طرف سے پانچ جملوں میں کیجئے۔



.1 .....

.2 .....

.3 .....

.4 .....

.5 .....

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:56:57 AM

حصّہ نثر

اکائی 9

ہاتھی ڈاکٹر

ماخوذ از ٹمل



جنگلوں میں قدرتی طور پر پائے جانے والے ہاتھیوں کو ''جنگلی ہاتھی'' کہا جاتا ہے۔ جانوروں میں اپنے اندر سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھنے والا، اور انسان کی مختلف خوبیوں کو جاننے والے ہاتھیوں کو ہم اپنی تہذیب وتمدن سے الگ نہیں کر سکتے۔ ان ہاتھیوں کو جان بوجھ کر یا انجانے میں ہم انہیں تکلیف پہنچاتے ہیں۔ آیئے ہم ان کی طرز زندگی کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

سیکھنے کے مقاصد

- ہاتھی کے متعلق معلومات فراہم کرنا اور انھیں سمجھنا۔
- ''کُمکی'' ہاتھی سے متعلق معلومات حاصل کرنا۔
- عالمی سطح پر پائے جانے والے ہاتھیوں کے اقسام کے متعلق علم حاصل کرنا۔
- بیمار ہاتھی کے لئے کیا کچھ علاج ومعالجہ کیا جا سکتا ہے، اس کی تفصیلات جاننا۔
- ہاتھیوں سے پہنچنے والے فائدوں کو معلوم کرنا۔
- ہاتھیوں کو تکلیف دینے والی چیزوں کے بارے میں معلوم کرنا اور اسے دور کرنا۔
- جو لوگ جانوروں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ان کا بھرپور ساتھ دینا۔



ایک تربیت یافتہ کُمکی ہاتھی

مصنف کا تعارف

مضمون نگار کا نام ڈاکٹر جے موہن ہے۔ صوبہ تملناڈو کے ضلع ناگرکوئل سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے مختلف ناولوں اور افسانوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی کہانیاں اور مضامین بھی لکھے ہیں۔ قدرتی مناظر کے دلدادہ ہیں۔ ''ہاتھی'' کو اپنے مضامین کا موضوع بنا کر مختلف کہانیاں اور افسانے بھی لکھ چکے ہیں۔ مذکورہ چھوٹی کہانی بھی ان کی لکھی ہوئی چھوٹی کہانیوں کی کتاب سے لی گئی ہے۔

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:56:59 AM

ڈاکٹر ''وی۔کرشنا مورتی'' تقریباً تیس سال پہلے بحیثیتِ طبیبِ حیوانات، ٹاپ سلپ کو آئے اور یہیں انہوں نے اپنا ٹھکانہ بنالیا اور لوگوں میں ''ڈاکٹر کے'' کے نام سے مقبول ہوئے۔جنگلی جانوروں اور سدھائے ہوئے (تربیت یافتہ) جانوروں کی خدمت کو اپنا پیشہ بنالیا۔رفتہ رفتہ ہاتھیوں کے علاج معالجہ میں خاص مہارت حاصل کر لی۔ خاص کر صوبۂ تمل ناڈو میں پائے جانے والے ہاتھیوں کے متعلق اچھی خاصی جانکاری مل گئی۔ جہاں کہیں بھی کسی ہاتھی کے علاج کا مسئلہ درپیش ہوتا خود ''ڈاکٹر کے'' وہاں پہنچ جاتے۔ صرف ہندوستان ہی میں نہیں، دنیا کے مختلف ملکوں میں پائے جانے والے ہاتھیوں کے معالج کی حیثیت سے شہرت حاصل کر لی۔ ان کی لکھی ہوئی کتاب خاص طور پر ہندوستانی جنگلات میں پائے جانے والے ہاتھیوں کے لئے رہنما و رہبر ہے۔لگ بھگ انھیں ہدایات پر مشتمل ان کی ایک اور کتاب بنام ''کاسی رنگا'' گینڈوں کے علاج کے لئے بھی نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔

ایک مرتبہ انہیں یہ خبر ملی کہ ''مُدومَلئی'' جنگل میں ایک ہاتھی کا پیر سوجا ہوا ہے اور وہ بڑی تکلیف میں ہے، تو ڈاکٹر ''کے'' کے ساتھ میں بھی فارسٹ آفسر کی حیثیت سے روانہ ہوا۔اس ہاتھی کے رہنے کی جگہ کو پہلے ہی سے کچھ جنگلی رہبر شناخت کر چکے تھے۔اُن کے ساتھ ہم بذریعہ جیپ جنگل کے اندر روانہ ہوئے۔ وہ قدیم گھوڑوں کا راستہ تھا۔بہت دور جانے کے بعد جیپ سے اتر کر میں اور ڈاکٹر دونوں پیدل چلنے لگے۔ بندوق کے ساتھ دو محافظین اور دیگر طبی اشیاء کے ساتھ دو جنگلی رہبر بھی ہمارے ساتھ چلے۔ بدن کو کاٹنے والے نوک دار پتوں کو ہٹاتے ہوئے ''ڈاکٹر کے'' آگے بڑھتے رہے۔ نیچے درختوں کی جڑیں ہمیں ٹھوکریں دیتی رہیں۔ستر سال کی عمر کے باوجود ''ڈاکٹر کے'' بہت چست اور متحرک تھے۔جنگل ان کے لئے ایسا ہی تھا، جیسے مچھلی کے لئے سمندر۔ کچھ وقفہ کے بعد ہاتھیوں کی بو دھیمی سے آنے لگی۔ ہم نے یہ محسوس کیا کہ ہاتھیوں کا گروہ ہم سے بالکل قریب ہے۔تھوڑی ہی دور میں ہم نے دیکھا کہ ہری بھری گھاس کے میدان میں بارہ ہاتھیوں کا ایک گروہ کھڑا ہوا ہے۔ہم نے نظر کو دوسری طرف پھیرا تو بانس کے درختوں کے درمیان مزید چھ ہاتھی موجود تھے۔جن کے پہلو میں چار ہاتھی کے بچوں کو بھی دیکھا۔

''ڈاکٹر کے'' نے اپنے اوزار اٹھالئے، جن میں ایک چھوٹی بندوق بھی تھی۔جاس میں بندوق کی گولی تھی۔ڈاکٹر دوربین کے ذریعے ہاتھی کی طرف بغور دیکھنے لگے تاکہ ہاتھی کے وزن کا اندازہ ہو۔ وزن کے اعتبار سے ہی بے ہوشی کی دوا کی مقدار متعین کی جاسکتی ہے۔وہ اپنے کام میں بالکل مستغرق ہو گئے تھے جس کو میں دیکھتا رہا۔آلات کو برابر فِٹ کر کے ہاتھ میں لیتے ہوئے ہم سے کہا کہ آپ حضرات یہیں رہیں۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔اُن کے حکم کو ہم نہیں ٹال سکتے تھے۔

وہ ہاتھی ایک بڑے درخت کے کنارے کھڑا تھا۔قریب ہی بہت بڑا گڑھا تھا۔ اگر اس میں گرے گا تو مزید زخمی ہوگا۔اسے کسی بھی طرح وہاں سے ہٹا کر محفوظ چٹیل میدان کی طرف لے آنا تھا اور دوسرے ہاتھی اُسے لے جانے سے روکنے کی کوشش کریں گے۔''ڈاکٹر کے'' کا کہنا تھا۔



میں نے پوچھا، ''کیا ہاتھیوں کے گروہ کو معلوم ہے کہ اس ہاتھی کو زخم لگنے کی وجہ انسان ہی ہیں''؟ ڈاکٹر نے کہا یقیناً بالکل معلوم ہے، روز بروز انسانوں کی نازیبا حرکتوں کی وجہ سے ہاتھیوں کی جانیں نکل رہی ہیں۔ ٹورسٹ (سیر و تفریح) کے نام سے جنگل کو آنے والے حیثیت مند لوگ، نیز تعلیم یافتہ لوگ بھی شراب نوشی کے بعد نشہ میں ان کی خالی بوتلوں کو توڑ دیتے ہیں، وہ بوتلیں ٹوٹ کر خطرے کا باعث بنتی ہیں۔ ان ٹوٹی ہوئی

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:01 AM

بوتلوں کا شکار اکثر ہاتھی ہی ہوتے ہیں۔ ہاتھیوں کے پیر کا تلو اریت کے تو دے کی طرح ہوتا ہے۔ درخت کے نیچے پڑے ہوئے ٹوٹے ہوئے شیشے ہاتھی کے بھاری پن کی وجہ سے ان کے پیروں کے تلووں میں گھس جاتے ہیں۔ چلتے رہنے سے یہ شیشے کے ٹکڑے مزید اندر دھنستے چلے جاتے ہیں۔ جس کے بعد ہاتھی سے چلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ زخم سے پیپ نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ خون کی نالیوں یا ہڈیوں تک اگر زخم کی رسائی ہو جائے تو ہاتھی تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے۔

مگر جتنا بھی درد ہو، ہاتھی چیختا چلاتا نہیں۔ صرف اس کی آنکھ چھوٹی ہو جاتی ہے۔ اس کا جسم لرزنے لگتا ہے۔ اگر ہاتھی رضا مندی ثابت کرے تو بغیر بے ہوشی کے دوا کے بھی آپریشن کر سکتے ہیں۔ اگر ہاتھی یہ جان لے کہ یہ لوگ میری خدمت کے لئے آرہے ہیں تو وہ آپریشن کے دوران ہونے والے درد کو صبر اور تحمل کے ساتھ برداشت کر لیتا ہے۔ یہ خدا کی ایک عظیم الشان خلقت ہے۔ یہ کہتے ہوئے ''ڈاکٹر کے'' ایک نالے سے اتر کر آگے بڑھے۔



''ڈاکٹر کے'' ہاتھیوں کے قریب پہنچ گئے۔ ہاتھیوں کے گروہ کا سردار ''کمکی ہاتھی'' درمیان میں کھڑا ہوا تھا - وہ زور سے چیخنے لگا، ،جس کو سن کر دیگر ہاتھی بھی چیخنے لگے۔ وہ اپنے کانوں کو زور زور سے ہلانے لگا اور سر کو اوپر سے نیچے ہلاتے ہوئے ڈاکٹر کی جانب آگے بڑھنے لگا۔

''ڈاکٹر کے'' بالکل ساکت کھڑے ہو گئے۔ ہاتھیوں کا سردار مزید سر اوپر نیچے ہلاتے ہوئے دھمکی دینے کے انداز میں اور دو قدم آگے بڑھا۔

ہاتھی کا اپنے سر کو اوپر نیچے کی طرف ہلانا اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ ہمیں خبردار کر رہا ہے اور عنقریب ہمیں حملہ کرنے والا ہے۔ میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ مگر ''ڈاکٹر کے'' بغیر حرکت کئے ہوئے چپ چاپ یونہی کھڑے رہے۔ ہاتھی بھی بغیر حرکت کئے تھوڑی دیر چپ کھڑا رہا۔

''ڈاکٹر کے'' اب کچھ آگے بڑھنے لگے۔ اب وہ ہاتھی بھی اور قریب آنے لگا۔ مگر اب وہ سر کو نہیں ہلا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد کمکی (شاہی) ہاتھی تھوڑا پیچھے ہونے لگا۔ اس کے اتباع میں دیگر ہاتھی بانس کے درختوں کے درمیان داخل ہوئے۔

''ڈاکٹر کے'' اپنے ہاتھوں کو اوپر کرتے ہوئے ہمیں وہاں آنے کا اشارہ کیا، میں اور دیگر ساتھی آگے بڑھنے لگے۔ زخمی ہاتھی اچانک ہماری طرف آگے بڑھنے لگا۔ اس کا پچھلا پیر سوجا ہوا تھا۔ دیگر پیروں کے مقابلہ میں سوجا ہوا پیر تقریباً دُگنا ہو چکا تھا۔ یعنی اُتنا موٹا ہو چکا تھا۔ اس پیر کو وہ تقریباً گھسیٹتے آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ چار قدم آگے بڑھتے ہی اچانک ڈاکٹر صاحب نے اپنے بندوق چلا دی، اور گولی جس میں دوا موجود تھی اس کے شانے پر لگی۔ ہاتھی نے اُس وقت اپنے جسم کو تھوڑی سی حرکت دی اور یوں ہی کھڑا رہا، پھر کانوں کی حرکت بند ہوئی اور ہلنا دھیرے دھیرے کم ہوا سامنے کے پیر تھوڑا جھکنے لگا اور پھر اچانک بائیں جانب نیچے زمین پر گر گیا، سونٹ کے ذریعہ ہماری بو کو سونگھا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

ڈاکٹر ''کے'' ہاتھی کے قریب بیٹھ کر تیزی کے ساتھ اپنا کام شروع کیا اور میں ان کی مدد کرنے لگا۔ دیگر ہاتھی دور سے ہمیں گھور کر دیکھنے لگے۔ بھی میں دیکھا۔ ٹوٹا ہوا شیشے کا آدھا حصہ ہاتھی کے پیر کے اندر چلا گیا تھا۔ زخم کے اطراف میں پیپ جم کر خشک ہو گیا تھا۔ ''ڈاکٹر کے'' نے چاقو کے ذریعے خشک شدہ حصے کو کاٹا، جس کی وجہ سے پیپ باہر نکلنے لگا۔ پیر کے اندر موجود شیشے کے ٹکڑے کو نکالا اور کہنے لگے، تقریباً ایک ہفتہ ہوا ہے، جس کی وجہ سے اس کی جان بچ گئی۔

ایک چھوٹے تکیہ کے مقدار کی روئی نکالی اور دوا میں بھگو کر کے زخم کے اندر دبایا اور بڑے کپڑے سے اس پر پٹی باندھی اور کپڑے کو مضبوطی سے باندھنے کے بعد پھر اس کپڑے پر خوب کیچڑ ملنے لگے۔ اس کے کان میں دوبارہ نشاندہی کے لئے بطورِ نشانی ایک ٹکیہ لگا کر ہم کھڑے ہوئے۔

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:03 AM

اب دور کھڑا ہاتھیوں کا گروہ اس کے قریب آ گیا۔ کمکی ہاتھی مرہم پٹی کی جگہ کو اپنی سونڈ کے ذریعہ سونگھا اور آواز نکالا۔ دیگر ہاتھی اس کے ساتھ آواز نکالنے لگے۔ ایک چھوٹا ہاتھی کا بچہ دور ہی سے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر کانوں کو سامنے کرتے ہوئے غور سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔

پٹی کے کپڑے کو کھول کر نکال تو نہیں دے گا ڈاکٹر صاحب؟ میں نے پوچھا' نہیں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کو معلوم ہے۔ عام طور پر ہاتھی سفید رنگ پسند نہیں کرتے ، اگر ہم کیچڑ نہیں لگاتے تو بے چینی اور بے قراری میں پٹی کو پھاڑ دیں گے۔ اب وہ ٹھیک ہو جائے گا'۔؟ ہاں تقریبًا پندرہ دنوں میں ٹھیک ہو جائیگا۔ ہاتھی کی قوت مدافعت بہت قوی ہوتی ہے، معمولی آنٹی بیاٹکس کا بھی بہترین اثر ہوتا ہے۔۔ پھر ہم ٹاپ سلپ کو جیپ میں واپس روانہ ہوتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا خدا کی ایک عجیب خلقت ہے ہاتھی۔ اگر کسی دن تمل ناڈو میں ہاتھی موجود نہ ہوں گے تو ہماری تہذیب وتمدن کا کیا ہوگا؟

اگلی بار اُن سے ہاتھی مقام پر ملنے کا موقع ہوا۔ مندر کے ہاتھی جو آرام کے لئے یہاں لائے گئے تھی، وہ سب اپنی سونڈیں اٹھا کر ان کا استقبال کر رہے تھے۔ ڈاکٹر کے ان کے ساتھ پیار محبت کے ساتھ کھیلتے ہوئے اپنے کام میں مصروف تھے۔ ایک ایک ہاتھی کو اچھی طرح دیکھ دیکھ کر رپورٹ تیار کرتے جا رہے تھے۔ وہ کہتے جاتے اور میں لکھتے جاتا تھا۔ درمیان میں کچھ اہم معلومات بھی دیتے جا رہے تھے اور میں اپنے آپ کو فارسٹ آفسر ہونا بھول گیا اور ان کا خادم اور شاگرد بن گیا۔

ایک دن میں ان کے گھر گیا ہوا تھا۔ باتوں میں رات ہوگئی اور ان کے کہنے پر میں رات وہیں قیام کیا۔ اُنہوں نے رات کا کھانا تیار کیا۔ دونوں کھانے سے فارغ ہوئے۔ یہاں پر مندر کے ہاتھیوں کو آرام کرنے کے لئے لایا گیا تھا۔ اور انہیں واپس مندروں کو لے جانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ رات کے دس بج گئے۔ میں نیند کے آغوش میں چلا گیا۔ اچانک آنکھ کھلی تو دیکھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اپنا سوئٹر پہن رہے ہیں۔ باہر کچھ آواز سنائی دے رہی ہے اور ہاتھی کی بو آ رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے،'' کچھ ہاتھی آئے ہوں گے''؟ میں نے پوچھا۔ تو کہنے لگے عموماً اِس طرف سے تو نہیں آتے۔ کچھ تو وجہ ہوگی کہتے ہوئے ہاتھ میں ٹارچ لے کر باہر نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ نکل پڑا۔ ہاں ڈاکٹر صاحب کی نظر ایک ہاتھی پر پڑی۔ ہاتھی کا ایک چھوٹا سا بچہ جس کی عمر تقریباً دو سال ہوگی، وہاں موجود تھا۔ انہوں نے اشارہ سے مجھے بتایا اور کہا کہ اس عمر میں اکیلا تو نہیں آ سکتا کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ اندھیرے میں اگر ٹارچ روشن کریں گے تو اس کی حالت کا مشاہدہ نہیں کر سکتے ، اس لئے اندھیرے ہی میں چلنے لگے۔

چھوٹا ہاتھی آواز کرتے ہوئے اپنی سونڈ اُٹھاتے ہوئے سونگھنے لگا۔ دھیرے دھیرے ہاتھی قریب آ گیا۔ وہ لنگڑ رہا تھا۔ میں نے سوچا، شاید کوئی زخم لگ گیا ہوگا۔ اُس نے ایک درد بھری آواز کی، پھر لنگڑتے ہوئے آگے بڑھا۔ ڈاکٹر نے مجھے یہیں کھڑے رہنے کے لئے کہا اور خود آگے بڑھ کر اس ہاتھی کے بچے کے قریب گئے۔ وہ اپنا سر ہلاتے ہوئے ان کا استقبال کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کو تھپکتے ہوئے خاموش کیا۔ اسے تسلی دی۔ مجھ سے کہا کہ اس کو لٹانا ہے، اب اس کو سمجھانے کا موقع نہیں ہے۔ تم جا کر میرا کٹ لاؤ۔ میں کمرے کو دوڑ کر گیا اور دوا کا ڈبہ لایا۔

''ڈاکٹر کے'' نے اس کے منہ میں انجکشن دیا۔ ہاتھی اپنی سونڈ کو دائیں بائیں حرکت دینے لگا۔ پھر جسم کو ادھر اُدھر ہلایا اور ایک طرف پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا۔ ڈاکٹر نے مجھے ٹارچ روشن رکھنے کو کہا اور انہوں نے مشاہدہ کیا۔ شراب کی بوتل کا آدھا شیشہ کا ٹکڑا اس کے پیر میں نظر آ رہا تھا چونکہ یہ زیادہ وزنی نہیں تھا اور زیادہ دن نہ ہونے کی وجہ سے شیشہ مکمل اندر داخل نہیں ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے اس کو پکڑ کر کھینچ کر نکالا۔ خون کا ایک فوارہ نکلنا شروع ہوا اور ان کے دونوں ہاتھ خون میں نہا گئے۔ ڈاکٹر نے اپنا ہاتھ زخم کے اندر داخل کیا اور دیکھا کہ کہیں شیشے کا کوئی ٹکڑا اندر موجود ہو۔ اس کے بعد روئی میں دوا ملا کر زخم کے سوراخ میں داخل کیا اور مرہم پٹی کرنے لگے۔

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:06 AM

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ ایک گھنٹہ میں اُٹھ جائے گا اور صبح ''مدوملئی'' واپس چلا جائے گا۔ میں نے تعجب سے پوچھا۔'مدوملئی کو' ؟ ہاں یہ وہیں سے تو آیا ہے۔ آپ نے بھی شاید اسے دیکھا ہوگا۔تقریباً ڈیڑھ سال پہلے ہم نے اسی طرح ایک ہاتھی کے پیر سے شراب کی بوتل کا ٹکڑا نکالا تھا۔اس وقت ایک درخت کے نیچے ایک چھوٹا بچہ کھڑے ہوکر ہمیں دیکھ رہا تھا۔ یہ وہی ہے۔ میں نے پوچھا، آپ نے اسے کیسے پہچانا۔ کیوں کہ ہمارے لئے ایک انسان کو پہچاننا بھی مشکل ہے۔ ڈاکٹر اُٹھ کر روئی سے اپنا ہاتھ پونچھنے لگے۔ اتنی دور سے آپ کو تلاش کرتا آیا ہے! تعجب ہے!! ہاتھی بو کے ذریعے تلاش کرتے ہوئے کافی دور چلا جاتا ہے۔ میں نے سنا ہے تین سو کلومیٹر تک بھی وہ تلاش میں نکلتا ہے اور پہچان لیتا ہے۔ پھر بھی ہم تو جیپ میں واپس ہوئے تھے۔ ہم لوگوں کو ڈھونڈتے ہوئے اتنی دور سے ایک چھوٹے سے ہاتھی کا آجانا مجھے زیادہ حیرت میں ڈال دیا۔

پھر جب ہم گھر کی دہلیز پر قدم رکھتے ہوئے جنگل کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اندھیروں میں بہت سی حرکتیں ہمیں دکھائی دینے لگیں۔ گھور کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہاتھی کا ایک گروہ وہاں کھڑا ہوا ہے۔ میں نے ٹارچ مارنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر صاحب نے منع کر دیا۔ جس ہاتھی کا علاج ڈیڑھ سال پہلے کیا گیا تھا، وہ بھی اس گروہ میں موجود تھا۔ اُس کے چلنے کے انداز سے اُنہوں نے اُسے پہچان لیا۔ وہ سامنے آکر اپنے کانوں کو ہلاتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔

وہ اُسے ساتھ میں لے کر چلے جائیں گے۔ آپ اندر آجایئے۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے۔ اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ بیس سے زیادہ ہاتھیوں کا ایک گروہ یکساں آواز کرنے لگے، گویا وہ ہدیۂ تشکر پیش کر رہے ہیں۔ میرا جسم لرزنے لگا اور آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل آئے۔ میں دل میں خوش ہوتا ہوا یوں ہی کھڑا رہ گیا۔ وہ ہاتھی اپنی سونڈ اوپر اٹھاتے ہوئے بار بار آوازیں نکال رہے تھے۔ ہاں خدا کی ایک عجیب مخلوق اپنی خوشیوں کے ساتھ اپنی جگہ واپس ہو رہی ہے۔ اندر آجاؤ ''ڈاکٹر کے'' نے مجھ سے کہا۔

حاصل کلام

اس مضمون کو پڑھنے سے ہاتھیوں کی مختلف قسموں، ان کے رہن سہن اور کھانے پینے کے طور طریقوں کا علم حاصل ہوا۔

دنیا میں پائے جانے والے مختلف قسم کے ہاتھیوں کے متعلق معلومات میں اضافہ ہوا۔

کمگی ہاتھی کے تعلق سے اور اس کی خدمات کے تعلق سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوا۔

اس مضمون کو پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ ہاتھیوں کو بھی بیماری لاحق ہوتی ہے۔ اور انھیں بھی دواؤں کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ہاتھی اور دیگر جانور اللہ کی مخلوق ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ان کے جائز حقوق ادا کرتے ہوئے ان کا خیال رکھیں اور انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائیں۔

I۔ (الف) الفاظ معنی

نشوونما پانا	=	ترقی کرنا	تہذیب	=	کلچر
طبیب	=	ڈاکٹر	استقبال کرنا	=	آؤ بھگت کرنا
درپیش ہونا	=	پیش آنا	شہرت	=	نام ونمود (مشہور)
رہبر	=	راستہ بتانے والا (رہنما)	دُھت ہونا	=	شراب میں ڈوب جانا

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:07 AM

جنبش	=	حرکت کرنا	آمادہ ہونا	=	تیار ہونا
اتباع کرنا	=	پیروی کرنا	کمکی	=	ہاتھیوں کا سردار
سدھائے ہوئے	=	تربیت حاصل کئے ہوئے	اتباع کرنا	=	کسی کے نقش قدم پر چلنا

(ج) واحد جمع

جنگل	+	جنگلات	صلاحیت	+	صلاحیتیں
تکلیف	+	تکالیف	دوا	+	ادویات
منظر	+	مناظر	مقام	+	مقامات

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ ہاتھی ڈاکٹر کے مصنف کا نام.....ہے. (ڈاکٹر کرشنا/ ڈاکٹر وی.کرشنا مورتی / ڈاکٹر جان/ ڈاکٹر جے موہن)

2۔ ہاتھی کو عربی زبان میں.....کہتے ہیں . (فیل/کلب/ اسد/فرس)

3۔ عام طور پر آج دنیا میں ہاتھیوں کی.....قسمیں پائی جاتی ہیں. (دو/ چار/ پانچ/ تین)

4۔ ہاتھی کے پیر نہایت.....ہوتے ہیں. (دبلے/ ہلکے/ وزنی/ چھوٹے)

5۔ ہاتھی عام طور پر.....سال تک زندہ رہتا ہے. (پچاس/سو/ستر/تیس)

6۔ ڈاکٹر صاحب کو.....جانور کی علاج میں مہارت تھی. (ہرن/ شیر/ ہاتھی/ گائے)

7۔ کمکی ہاتھی کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دوسرے ہاتھیوں کی.....کرتا ہے۔ (دشمنی/ مدد/ دوستی/عیادت)

8۔ بیمار ہاتھی کا علاج.....ہے۔ (ناممکن/ممکن/مشکل/ بالکل نہیں)

9۔ ہاتھی کے کانوں کو عام طور پر.....سے تشبیہ دیتے ہیں۔ (برتن/ پیالے/ تھالے /سُوپ)

10۔ ہاتھی عام طور پر.....زندگی گذارتے ہیں۔ (الگ الگ/ دو دو کی شکل میں/تنہا/گروہ کی شکل میں)



III. مختصر سوالات:

1۔ ہاتھی ڈاکٹر مضمون کے اہم کردار کون ہیں؟

2۔ کہانی نگار کا نام لکھتے ہوئے بتایئے کہ اس کا تعلق کس شہر سے تھا؟

3۔ کہانی نگار کو کس میں مہارت حاصل تھی؟

4۔ عام طور پر ہاتھی کی عمر کتنے سال ہوتی ہے؟

5۔ ''کمکی'' کسے کہتے ہیں؟

6۔ تمہارے شہر کے قریب کس جگہ میں زیادہ تعداد میں ہاتھی پائے جاتے ہیں؟

7۔ جنگلی ہاتھی کسے کہتے ہیں؟

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:07 AM

8. ہاتھی کو عام طور پر جسم کے کس حصہ میں زخم ہوتا ہے؟
9. زخمی ہاتھی کو کس طرح بے ہوش کیا جاتا ہے؟
10. ہاتھیوں کی غذا کیا ہے؟
11. بتائیے کہ ہاتھی وزنی ہونے کے باوجود کیا تیز چل سکتا ہے؟
12. ہاتھیوں کی عام طور پر کتنی قسمیں ہیں؟
13. ہاتھیوں کی زیادہ تعداد کس جنگل میں پائی جاتی ہے؟
14. ہندوستان کے کس صوبہ میں ہاتھی زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں؟
15. ہاتھی کی دیکھ بھالی کرنے والے کو کیا کہا جاتا ہے؟

IV. تفصیلی سوالات:

1۔ جنگل کی حفاظت اور جانوروں کی حفاظت پر ایک مضمون لکھئے۔
2۔ ہاتھیوں کا علاج کس طرح کیا جاتا ہے؟ وضاحت سے لکھئے۔

دئے گئے انگریزی جملوں کا اردو میں ترجمہ کیجئے:

1. Nature always wears the colours of the sprit - Ralph Waldo Emerson
2. Every flower is a soul blossoming in nature - General De Nerve
3. Look Deep into nature and then you will understand everything better - Albert Einstien
4. The flower that smells the sweetest is shy and lowly - William Wordsworth
5. Roadswere made for journeys not destinations - Confucius.

مزید استفادہ کے لئے : کتاب :

Elephents: Majestic Creatures of the wild - Shoshani . J

انٹرنٹ کا حوالہ :

http://www.elephantvoices.org/

کیا تم جانتے ہو؟

- ہاتھی کو عربی میں فیل کہتے ہیں اور فارسی زبان میں پیل پالتو ہاتھی کے دیکھ بال کرنے اور چرانے والے کو فیل بان کہتے ہیں۔
- آفریقہ کے ہاتھی نہایت قوی، مضبوط اور قد وقامت میں اونچے ہوتے ہیں۔
- نر ہاتھی جو جسامت میں بہت بھاری اور مضبوط ہوتا ہے اور دوسرے ہاتھیوں پر اپنا رعب اور دبدبہ رکھتا ہے اس کو کُمکی (سردار) کہتے ہیں۔
- بعض ہاتھی جو جنگل سے راہ بھٹک کر گاؤں کی کھیتیوں کی طرف آجاتے ہیں ان کو جنگل کی طرف ہانکنے کے لئے اِنہی تربیت یافتہ کمکی ہاتھیوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔
- ہاتھیوں کا قوتِ حافظہ قوی ہوتا ہے۔
- ہاتھی اپنے گروہ کے ساتھ (Infrasonics) زیرصوتیات نامی موجوں سے ربط قائم رکھتا ہے۔

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:08 AM

غزلیات

اکائی 9

غزل

جگرؔ مرادآبادی

شاعر کا تعارف

جگرؔ مرادآبادی: نام:علی سکندر تخلص:جگرؔ پیدائش: 1890ء مرادآباد وفات: 1960ء

جگرؔ کے والد مولوی نظر علی بھی شاعر اور صاحب دیوان تھے۔جگرؔ نہایت شگفتہ اور رنگین مزاج آدمی تھے۔ چودہ برس کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا تھا۔جگرؔ کا دل لذت عشق کا سرمایہ دار تھا۔جس کے اثر سے کلام میں رنگینی اور دلکشی کا ایسا اضافہ ہوتا جاتا ہے جس سے پڑھنے والے پر ایک خاص محویت طاری ہوجاتی ہے۔جگرؔ کو محبت سے محبت تھی۔سادگی، روانی اور جذبات کا والہانہ پن ان کے کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ وہ ثقیل الفاظ کبھی استعمال نہیں کرتے۔ان کے کلام میں جوش بیان، جدتِ ادا، حسنِ خیال، شدتِ احساس، تخیل اور سوز کے علاوہ ایک ایسی دل آویز اور مسحور کی نغمگی اور غنائیت موجود ہے جو انھیں دوسروں سے ممتاز بناتی ہے۔ جگرؔ کی شاعری اور شخصیت کی ان کے حیات ہی میں کافی قدر ہوئی۔مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ انھیں ڈاکٹر کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔''داغِ جگر''، ''شعلہ طور'' اور'' آتش گل''ان کے شعری مجموعے ہیں۔آتش گل کے لئے ساہتیہ اکادمی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

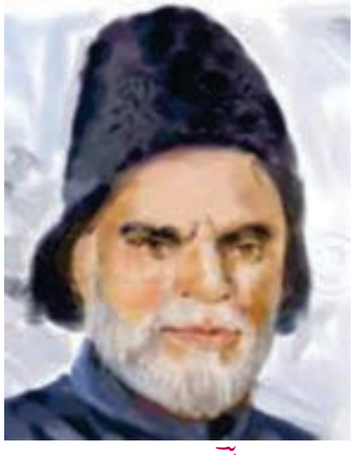

جگرؔ مرادآبادی

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے، زمانے سے ہم نہیں

بے فائدہ الم نہیں بے کار غم نہیں
توفیق دے خدا تو یہ نعمت بھی کم نہیں

میری زباں پہ شکوۂ اہلِ ستم نہیں
مجھ کو جگا دیا یہی احسان کم نہیں

یارب ہجوم درد کو دے اور وسعتیں
دامن تو کیا ابھی میری آنکھیں بھی نم نہیں

مرگِ جگرؔ پہ کیوں تیری آنکھیں ہیں اشک ریز
ایک سانحہ سہی، مگر اتنا اہم نہیں

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:10 AM

I. الفاظ معنی

نعمت	-	مال و دولت، بخشش	مرگِ جگر	-	جگر کی موت
توفیق	-	ہدایت	اشک ریزی	-	آنسو بہانا، رونا
سانحہ	-	صدمہ پہنچانے والا واقعہ	عَلَم	-	نشان، جھنڈا
اہلِ ستم	-	ظلم کرنے والا	شکوہ	-	شکایت، گلہ

II. مختصر سوالات:



1۔ شاعر زمانے سے کیا دعویٰ کرتا ہے؟

2۔ غم کب نعمت بن جاتا ہے؟

3۔ اہلِ ستم کا جگر پر کیا احسان ہے؟

4۔ شاعر اپنی آنکھوں کو پُرنم بنانے کے لئے خدا سے کس چیز کی طلب کرتا ہے؟

5۔ ''مرگِ جگر پہ کیوں تیری آنکھیں ہیں اشک ریز'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

6۔ میری زباں پہ شکوۂ اہلِ ستم نہیں مجھ کو جگا دیا یہی احسان کم نہیں ۔اس شعر کی تشریح کیجئے۔

تحریری صلاحیت : اشاروں (الفاظ) کی مدد سے مضمون بنانا۔

تعارف: ذیل میں چند اشارے (الفاظ) دئے گئے ہیں۔آپ ان کی مدد سے چھوٹا سا مضمون تیار کیجئے اور اس مضمون کے لئے کوئی ایسا عنوان بھی تجویز کیجئے۔آخر میں اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے، اسے ایک جملہ میں پیش کیجئے جو معنی خیز بھی ہو اور ضرب المثل یا کہاوت کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہو۔

سوال: اشارے (الفاظ وامدادی الفاظ)

ایک عورت ..... بچے ..... روٹی کا ٹکڑا ..... کوّا ..... دیوار ..... کائیں کائیں ..... چھت .....

اُترا ..... اور ..... اڑ گیا ..... بچہ ..... لگا۔عورت یہ کہتی ہوئی ..... کیا لالچی ..... کوّے ..... دیا ..... کہ

..... جو آدمی ..... کا مال ..... دغا یا فریب یا چوری ..... پہلے ..... وہ تو ..... برے ہیں۔

جواب:

عنوان : عورت اور کوّا

ایک عورت نے اپنے بچے کو روٹی کا ایک ٹکڑا کھانے کے لئے دیا۔ ایک کوّا جو پاس کی دوار پر بیٹھا کائیں کائیں کر رہا تھا چھت سے اترا اور ٹکڑا چھین کر اڑ گیا۔بچہ رونے چلانے لگا۔عورت یہ دیکھتی ہوئی دوڑی اور کہا کیسا کمبخت لالچی دغا باز پرندہ ہے۔کوّے نے جواب دیا کہ جو آدمی اپنے بھائیوں کا مال دغا یا فریب یا چوری سے کھاتے ہیں وہ تو مجھ سے بھی زیادہ برے ہیں۔

سبق : لوگوں کو اپنی غلطی نظر نہیں آتی۔

مشق : درج ذیل اشاروں کے لئے ایک مضمون بنائیے۔اس کے لئے ایک موضوع دیجئے اور اس سے ہمیں کیا سبق حاصل ہوا، ایک جملہ میں لکھئے۔

ہندوستان ..... 15/اگست 1947 ..... آزاد ..... اس سے پہلے ..... انگریز ..... حکومت ..... مہاتما گاندھی ..... نہرو .....

مولانا آزاد ..... آزادی کی جدوجہد ..... جان کی قربانی ..... مال کی قربانی ..... بالآخر ..... انگریز ..... نکل گئے۔

جواہر لال نہرو ..... پہلے وزیر اعظم بنے۔

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:11 AM

سر سری مطالعہ

اکائی 9

آخر پیسہ بچ ہی گیا

بی۔یس۔رامیّا مترجم: پروفیسر حسرت سہروردی

رات کے نو بجے ہوں گے گلی کے نکڑ سے کتے کے رونے کی آواز سنائی دی۔ارونا چلم مدلیار کے گھر کے تمام لوگ اس آواز پر چونک گئے۔گویا یہ کُتّے کے رونے کی آواز نہیں تھی۔ بلکہ خطرے کی گھنٹی تھی۔کمرے کے بلب کی دھیمی روشنی میں یہ لوگ ایک دوسرے کو معنی خیز انداز میں دیکھنے لگے۔چبوترے پر بیٹھے ہوئے لوگ اور گھر کے اندر کمرے میں بیٹھی ہوئی مغموم عورتیں سب کی سب پریشان نظر آرہی تھیں۔چبوترے پر جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک آدمی کتے کو بھگانے کے لئے اٹھا۔

ارونا چلم مدلیار کا چھوٹا لڑکا جگدیسن،اس کمرے کی کھڑکی کو بند کرنے لگا۔جس میں ان کا بستر لگا تھا۔مدلیار کے سر کو جنبش ہوئی بڑی مشکل سے انہوں نے ہاتھ سے کچھ اشارہ کیا۔بڑا لڑکا وینی لنگم اور سالا کندسوامی بوڑھے کے قریب گئے۔''کھڑکی کیوں بند کررہے ہو'' بوڑھے نے پوچھا۔ان کی آواز صاف سنائی نہیں دیتی تھی۔ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کسی گہرے غار کے اندر سے کوئی بول رہا ہے پھر بھی جگدیسن نے ان کی آواز سن لی''بڑی سرد ہوا چل رہی ہے بابا۔''جگدیسن نے کہا'' کوئی بات نہیں۔''بوڑھے نے پھر سے کہا ۔جگدیسن کے لئے اب چارہ نہیں تھا اس نے کھڑکی کھول دی۔

جگدیسن ہوا سے گھبرا کر کھڑکی بند کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ کتے کے رونے کی آواز مریض کے کانوں میں نہ پڑے کیونکہ اس کا نفسیاتی اثر برا ہوتا ہے۔لیکن اب یہ صاف ظاہر تھا کہ یہ آواز ان کے کانوں میں پڑ ہی چکی ہے۔ڈر اور خوف کے مارے گھر کے تمام لوگوں کی نظریں اب بوڑھے پر جمی تھیں۔بوڑھے نے بڑے تھکے ہوئے انداز میں پھر سے آنکھیں بند کرلیں۔

دوبارہ کتے کے رونے کی آواز سنائی دی۔کسی نے اس پر پتھر پھینکا اور وہ چلاتا ہوا کہیں بھاگ گیا۔ارونا چلم مدلیار کی آنکھیں بند ہی رہیں۔چہرے سے موت کے بھیانک آثار نمایاں تھے۔ان کے دل میں زندہ رہنے کی امید اور خواہشات کا جو سلسلہ چل پڑا تھا کتے کی آواز سے وہ سرد ہوگیا تھا۔ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ سلسلہ منقطع ہونے والا ہے۔

''کل صبح چینئی سے جو بڑا ڈاکٹر آئے گا وہ ضرور میری زندگی کی مدت میں اضافہ کرے گا۔'' صبح سے یہی خیال دل کو ڈھارس بندھا رہا تھا۔لیکن کتے کی آواز سے یہ خیال متزلزل ہوتا جارہا تھا۔''اب امید کے لئے کوئی جگہ نہیں،اب میدسے کوئی فائدہ نہیں۔اب تو جانا ہی ہوگا۔''غیر شعوری طور پر بوڑھے کے کانوں میں یہ تینوں آوازیں کے بعد دیگرے آنے لگیں۔

مدلیار کو چینئی سے اپنے گاؤں آئے کوئی ایک مہینہ ہوا ہوگا۔ چینئی ہی میں طبیعت کچھ خراب ہوگئی تھی۔کام کرنے کی بے پناہ قوت جس پر انہیں پورا پورا بھروسہ تھا ایسا لگتا تھا کہ اس میں کچھ کمی آگئی ہے۔اب وہ بار بار تھک کر بیٹھ جاتے تھے یہ علامت خود ان کے لئے تعجب خیز تھی۔

'' بینائی کا تعلق دل سے ہے۔انسانی قوتوں کا انحصار اس کی نفسیات پر قائم ہے۔جب تک دل زندہ ہے بڑھاپا پاس بھی نہیں پھٹک سکتا ہے۔یہ عبارت ان کی نظر سے کہیں گزری تھی انہوں نے اس کو اپنی زندگ ۹ ی کا لائحہ عمل بنالیا تھا۔''جسمانی تغیرات معمولات میں سے

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:12 AM

ہیں۔ان میں کسی قسم کا ردو بدل نہیں ہوسکتا۔'' میرے دل میں بڑھاپے کے لئے جگہ نہیں ہے۔'' ان الفاظ کو بار بار دہرانے کی گویا انہیں عادت سی پڑ گئی تھی۔اب انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ خیالات کی وہ مضبوط دیوار کھوکھلی ہوتی جا رہی ہے۔

انہیں اس خیال سے فکر محسوس ہونے لگی۔انہوں نے ڈاکٹروں سے مشورہ کیا۔''پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔حد سے زیادہ محبت ہی سے طبیعت خراب ہوئی ہے۔جسمانی تغیرات کا اثر دل پر ضرور ہوتا ہے۔'' ڈاکٹروں نے کچھ دنوں کے لئے آرام کرنے اور آب و ہوا کی تبدیلی کا مشورہ دیا۔

ارونا چلم مدلیار نے ڈاکٹروں کے اس مشورے کو قبول کر لیا دوست احباب نے کوڈے کانل، اوٹی، یا کٹرالم جانے کی رائے دی مگر مدلیار نے گاؤں جا کر آرام کرنے کا فیصلہ کیا۔

گاؤں میں ان کی آبائی جاگیر تھی۔اس کے علاوہ انہوں نے اپنی کمائی سے بھی اس میں بہت کچھ اضافے کئے تھے۔

ایک مدت سے ان کی یہ خواہش تھی کہ گاؤں جا کر اپنی جاگیر کی دیکھ بھال خود کریں۔کم از کم چھ مہینے وہ اپنے گاؤں میں گزارنا چاہتے تھے۔ لیکن اب تک یہ خواب پورا نہیں ہو سکا تھا۔ وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔چینئی کی بے پناہ دولت چھوڑ کر انھیں باہر جانے کی فرصت ہی کہاں ملتی تھی۔

ڈاکٹروں کے مشورے نے اس خواہش کو جگا دیا۔آرام کرنے کی غرض سے مدلیار اپنے گاؤں چلے آئے۔

ارونا چلم مدلیار کی اپنے گاؤں میں آمد ایک تقریب میں بدل گئی۔چینئی میں ان کا لاکھوں کا بیوپار تھا۔ان کے متعلق گاؤں والوں کا خیال تھا کہ وہ جس چیز کو بھی چھوتے ہیں وہ سونا بن جاتی ہے۔یہ خیال صرف گاؤں والوں ہی کا نہیں تھا شہر کے لوگوں میں بھی یہ بات مشہور تھی۔ایک حد تک یہ سچ بھی تھی۔مدلیار کو تجارت کا سلیقہ تھا۔تجارتی معاملات میں یہ بے پناہ صلاحیت کے مالک تھے۔کسی تجارت کے شروع کرنے سے پہلے وہ اس سے ہونے والے فائدے اور نقسان کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ وہ ایسے دھندے میں کبھی ہاتھ نہیں ڈالتے تھے جس میں نقصان کا اندیشہ ہو۔آج تک انھوں نے نقصان دہ کاروبار کو ہاتھ لگایا نہیں تھا۔

اپنی عمر 25 ویں سال میں وہ چینئی آئے تھے۔تقریباً 30 سال گزر گئے اب تک ان کی تجارت ترقی کی کئی منزلیں طے کر چکی تھی۔ہر سال ان کی دولت میں اضافہ ہی ہوا۔جب آرام کی غرض سے اپنے گاؤں آئے تھے،تو وہ تیس لاکھ کے مالک تھے۔

وہ آرام ہی کی غرض سے اپنے گاؤں آئے تھے لیکن اپنی جاگیر کی دیکھ بھال کا خیال بھی ان کے تحت الشعور میں جاگ اٹھا تھا لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔گاؤں آنے کے بعد دو تین دن کے اندر وہ زیادہ بیمار ہو گئے اگر وہ چاہتے تو فوراً چینئی لوٹ سکتے تھے لیکن اس خیال سے کہ طبیعت بہت جلد سنبھل جائے گی وہ نہیں لوٹ سکے۔

اب وہ چاہتے تو بھی نہیں لوٹ سکتے تھے کیوں کہ ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ ایسی حالت میں سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

چینئی سے کئی ڈاکٹر آئے تھے۔مدلیار نے جو''بیوک''اپنے لئے بڑے چاؤ سے خریدی تھی وہ اور ویتی لنگم کی اپنی''آرم سٹرانگ سڈنی'' یہ دونوں کاریں چینئی اور گاؤں کے درمیان کا فاصلہ ناپ رہی تھیں۔

ڈاکٹر کہتے''اب گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ایک ہفتہ کے اندر اندر آپ چینئی جا سکتے ہیں'' یہ خوشی مشکل سے دو دن قائم رہتی تیسرے دن ختم ہو جاتی۔ ''ابھی پندرہ دن اور آپ حرکت بھی نہیں کر سکتے ڈاکٹروں کا حکم صادر ہوتا۔

دو دن سے نا امید بڑھتی جا رہی تھی۔فیصلہ کیا گیا کہ چینئی کے سب سے بڑے ڈاکٹر کو بلایا جائے۔اگر وہ کار میں آئے گا تو وقت لگے گا بہتر ہے کہ وہ ہوائی جہاز سے آئے۔ گاؤں سے تین میل دور جو میدان ہے ہوائی جہاز وہاں اترے وہاں سے کار میں ڈاکٹر کو لایا جائے۔

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:13 AM

کل صبح ڈاکٹر ہوائی جہاز سے آنے والا ہے۔اس کے آنے سے پہلے ہی شاید موت کا فرشتہ آجائے گا۔اس کتے کے رونے نے یہ پیغام دیا تھا ۔مدلیار کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہوگئی۔''ان بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔'' بار بار یہ الفاظ ان کے ذہن میں چکر لگانے لگے۔

مدلیار نے جب اپنی تجارت شروع کی تھی تو وہ بڑے خدا پرست تھے بعد میں بھی وہ ناستک نہیں ہوئے تھے لیکن خدا پرستی کا وہ جذبہ جو پہلے تھا اب باقی نہیں رہا تھا نہیں معلوم یہ جذبہ کیسے آہستہ آہستہ ان کے دل سے دور ہوگیا۔

گھر پر جو پوجا پاٹ ہوتی تھی مدلیار اس میں ضرور شریک ہوجاتے تھے باہر بھی وہ دھرم کے کاموں کے لئے کچھ نہ کچھ دے دیا کرتے تھے لیکن ان کاموں میں ان کا دل نہیں لگتا تھا۔

یہ حالت انہوں نے خود نہیں بنائی تھی یہ خیال آہستہ آہستہ ان کے دل میں راسخ ہوگیا تھا اور وہاں جتنے بھی خیالات بسے ہوئے تھے وہ تمام بڑی آہستہ سے یکے بعد دیگرے محو ہوگئے تھے۔یہ سب کچھ شعوری طور پر ہوا اس کا احساس انھیں خود بھی نہیں تھا۔

جب آرام کرنے کی غرض سے یہ اپنے گاؤں چلے آئے تھے اور یہاں صحت زیادہ خراب ہونے لگی تھی اس وقت ان کے ذہن میں یہ تمام خیالات چکرانے لگے تھے۔اب آہستہ آہستہ پیسے کا دباؤ کم ہونے لگا تھا۔اب ان کو یہ خیال ستانے لگا تھا کہ ان کے بعد یہ تمام جائیداد اور بیوپار کا کیا ہوگا۔کون اس کو سنبھال سکے گا۔انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بہت جلد اس کا مناسب انتظام کرنا ہوگا۔اپنے بیٹوں کو بلا کر اس سے متعلق انھوں نے بات چیت کی۔کندسوامی نے کہا۔''ابھی اس کے متعلق سوچنے کی کیا ضرورت ہے پہلے ہمیں چینئی کے ڈاکٹر کو بلانا ہوگا۔ایک ہفتہ کی ہی تو بات ہے جب چینئی پہنچ جائیں گے تو دیکھا جائے گا۔'' ان کا کہنا بھی ایک حد تک ٹھیک ہی تھا۔مدلیار نے سوچا تھا اگر جائیداد کا فیصلہ ہوگیا تو آئندہ زندگی سے متعلق سوچنے کی مہلت مل جائے گی لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ اس کے لئے جلدی کی ضرورت نہیں ہے۔تو انہوں نے بھی آئندہ سے متعلق سوچنا ملتوی کردیا اور اپنے دل سے گویا سمجھوتا کرلیا لیکن فیصلہ یہی تھا کہ جوں ہی انھیں اس مرض سے نجات ملے گی وہ ضرور آنے والی دنیا میں ایک بہترین جگہ پانے کی کوشش میں لگ جائیں گے۔

کتّے کے رونے کی آواز صاف بتا رہی تھی کہ ان کی خواہش پوری نہیں ہوگی۔مدلیار کو اس بات کا بڑا غم تھا کہ دین دھرم کی خدمت کئے بغیر ان کے دن ختم ہونے کو آئے ہیں۔انہوں نے بھگوان سے التجا کی''صرف ایک موقع اور دو بھگوان۔اس کے بدلے میں بڑی سے بڑی قیمت ادا کردوں گا کیونکہ یہ ساری دولت میری اپنی کمائی ہوئی تو ہے!اے بھگوان جہاں کہیں تیرا اشارہ ہوجائے گا میں اپنی ساری دولت نچھاور کردوں گا۔'' لیکن نگھوان بولتے کہاں ہیں۔وہاں سے کوئی جواب نہیں آیا۔ان کا دل ٹوٹ گیا۔

کتے کی رونے کی آواز کہہ رہی تھی کہ موت کا فرشتہ گاؤں کی حدود میں داخل ہوگیا ہے۔اب بھگوان خود بھی اس کو واپس نہیں بلا سکتے یہ خیال ان کے ذہن میں ابھر آیا۔

''صرف ایک سال کی مدّت اور دے دے بھگوان تاکہ میں دھرم کے سب کام کرلوں''لیکن اس کا بھی جواب نہیں آیا۔ایک نیا خیال ان کے ذہن میں اُبھرا '' وہ آگیا ہے موت کا فرشتہ وہ بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹے گا۔'' ایک اور خیال''اگر میرے بدلے میں کوئی اور جانے کو تیار ہوجائے تو میں اس کے خاندان والوں کو دو لاکھ روپے دے دوں گا''۔ مدلیار نے بڑی مشکل سے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ کندسوامی مدلیار اران کے بیوی بچے سب لوگ بڑی حسرت بھری نظروں سے انھیں گھور رہے ہیں۔کندسوامی مدلیار کو دیکھ کر ان کے لبوں کو جنبش ہوئی ۔لیکن آواز نہیں نکل سکی۔کندسوامی مدلیار نے سمجھا کہ یہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔انہوں نے اپنے کان ان کے ہونٹوں کے قریب کردئے۔

بڑی آہستگی سے ارونا چلم مدلیار بولنے لگے۔

''میری چیک بک کہاں'' بس اس سے زیادہ کچھ نہیں بول سکے۔

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:15 AM

پانچ منٹ گزرے ہوں گے انہوں نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر نبض دیکھ رہا ہے۔اب وہ سوچنے لگے کہ ڈاکٹر ان کے متعلق کیا سوچ رہا ہوگا۔

''ارے جگدیسن رازدارانہ لہجے میں کیوں بول رہا ہے۔''

ڈاکٹر نے انجکشن لگایا محسوس ہو رہا تھا کہ دوا سارے جسم میں کام کرنے لگی ہے ایک نئی توانائی آ گئی ہے ڈاکٹر نے پھر سے نبض دیکھی اب وہ بول رہا تھا'' میرے لئے باہر بیٹھنے کا انتظام کر دیجئے ایک گھنٹے بعد میں پھر سے نبض دیکھوں گا''۔

کندسوامی مدلیار چیک بک اٹھالائے لیکن ارونا چلم مدلیار کی آنکھیں بند تھیں ڈاکٹر نے کہا'' اب انہیں زحمت دینے کی ضرورت نہیں ۔اگر وہ پھر مانگیں تو دیکھا جائے گا۔''

انجکشن سے طبیعت بحال ہوتی جا رہی تھی۔ارونا چلم مدلیار کے کانوں میں یہ تمام آوازیں آ رہی تھیں وہ سوچنے لگے ڈاکٹر سچ ہی تو کہتا ہے انجکشن کے بعد نبض ٹھیک ہی تو چل رہی ہے۔موت کا فرشتہ ایک گھنٹے کے بعد ہی تو پہنچے گا۔اس سے پہلے اگر ایک اور انجکشن لگوایا گیا تو حیات میں ایک اور گھنٹے کا اضافہ ہو جائے گا۔اگر اسی طرح سے ہر گھنٹے کے بعد ایک ایک انجکشن لگوالیں تو موت کے فرشتے کو دور رکھا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک بڑا ڈاکٹر بھی تو یہاں آ جائے گا۔پھر ایک خیال ان کے ذہن میں ابھرا۔نہیں میرا خیال غلط ہے انجکشن کا کیا بھروسہ، کیا انجکشن سے موت کا فرشتے کو روکا جا سکتا ہے''؟ یہ ناممکن ہے۔میرے بدلے میں اگر کوئی اور اپنی جان دینے کے لئے تیار ہو جائے تو میں ابھی اسی وقت دو لاکھ روپیوں کا چیک بک پیش کر دوں گا۔کیوں نہ میں اپنے سالے سے کہہ دوں کہ چیک لکھ دے ان کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی وہ کچھ بولنے کی کوشش کر رہے تھے۔جگدیسن نے اپنے کان ان کے قریب کر دئے۔ارونا چلم مدلیار'' دولاکھ دولاکھ '' دہرا رہے تھے۔جگدیسن نے اپنے ماموں سے کہا'' نہ معلوم کیا بات ہے؟ پتاجی دولاکھ دولاکھ کہہ رہے ہیں''اب ارونا چلم مدلیار خاموش تھے۔ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کا جسم اب ان کے قابو میں نہیں ہے۔

دوسرا انجکشن لگا کر ڈاکٹر نے پھر سے نبض دیکھی۔اب نبض قابو میں آ گئی تھی۔''گھبرانے کی کوئی بات نہیں'' ڈاکٹر نے کہا یہ سب باتیں مدلیار سن رہے تھے۔اب کمرے میں ایک مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔کبھی کبھی کسی کے آہستہ چلنے کی چاپ سنائی دے جاتی۔نہیں معلوم کون کہہ رہا تھا۔ ''اب تمہیں جاگنے کی ضرورت نہیں۔میں سنبھال لوں گا''۔یہ کس کی آواز تھی مدلیار پہچان نہ سکے۔ اس کے بعد ایک سکوت کا عالم ان پر طاری ہو گیا۔نہ جانے یہ عالم کب تک رہا۔اچانک کسی کے چلانے کی آواز آئی۔'' ہائے غضب ہو گیا۔وہ آ گیا ہے''۔اس آواز کے ساتھ ہی کئی اور آوازیں ایک ساتھ آنے لگیں۔ان تمام آوازوں کو مدلیار برابر سن رہے تھے۔

'' آ گیا ہے'' آخر کون آ گیا ہے۔موت کا فرشتہ تو نہیں آ گیا ہے؟۔ اُس آدمی کا کیا ہوا جس کو میں اپنے بدلے میں بھیجنا چاہتا تھا کیا وہ دو لاکھ پر تیار نہیں ہے؟ کوئی بات نہیں اگر وہ تین لاکھ روپے بھی مانگے تو اسے دے دو۔''

ویتی لنگم اپنے ماموں کو پکار رہا تھا۔''ڈاکٹر سے کہہ دو کہ انجکشن تیار رکھے''۔

مدلیار کا ذہن کاویری ندی کے بھنور کی طرح چکرانے لگا تھا۔بار بار'' دولاکھ میرے بدلے میں دولاکھ صرف ایک سال کی مدت'' گویا مدلیار کے کانوں میں صرف اپنی ہی آواز کی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔

ایسے میں ایک شور اٹھا مدلیار کا ذہن چلتے چلتے رکا۔اندر مکمل خاموشی چھا گئی۔ایسا لگا کہ انہیں اپنی طبیعت پر قابو حاصل ہو گیا ہو اب مدلیار باہر کی آوازوں کو سننے کوشش میں لگ گئے۔گلی میں کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آواز ایک ساتھ سنائی دی پھر لوگوں کے چلانے کی آواز آنے لگی

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:16 AM

لیکن ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا تھا کہ ماجرا کیا ہے۔آنکھیں کھولنے کی کوشش بے سود ثابت ہوئی۔پھر سے محسوس یہ ہوا کہ جسم ابھی قابو میں نہیں آیا ہے۔وہ سوچنے لگے چونکہ جسم بہت جلد جدا ہونے والا ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ زندگی سے کھیل رہا ہے۔

گلی میں کسی کے بولنے کی آواز ان کے کانوں میں آئی۔ یہ آواز بڑی صاف تھی۔گویا ہر ایک لفظ صاف سنائی دے رہا تھا۔مدلیار کے کان بڑے اشتیاق کے ساتھ اس آواز کی جانب متوجہ ہوگئے۔

''منی رتنم نائڈو کے مکان کے اندر چور گھس آئے نائڈو گھر پر نہیں تھے۔صرف ان کی بیوی نیچے تھی۔جب چور زیور کا بکس اٹھانے لے تو نائڈو کی بیوی جاگ اٹھی۔اس نے چلانا شروع کردیا۔ ایک چور نے چاقو دکھا کر اسے خاموش کردیا۔دوسرے چور زیور کا سندوق لے کر فرار ہوگئے۔نائڈو کی بیوی کی آواز سے پڑوس کے لوگ جاگ گئے دروازہ اندر سے بند تھا۔اس لئے کوئی بھی اندر داخل نہیں ہوسکا۔جنوب کی گلی میں رہنے والے لوگ بھی اس آواز کو سن کر بھاگے بھاگے آئے۔نائڈو کی بہن کا گھر نائڈو کے گھر کی پشت پر واقع ہے۔وہ لوگ بھی جاگ اٹھے۔بہن کا لڑکا ونکٹ سوامی پیچھے کے دروازے سے نائڈو کے گھر کے اندر داخل ہوا۔اس کو دیکھ کر وہ چور جو چاقو نکال کر نائڈو کی بیوی کو ڈرا رہا تھا بھاگنے لگا۔ ونکٹ سوامی نے اس کو پکڑ لیا۔دونوں میں ہاتھا پائی ہوئی چور نے ونکٹ سوامی پر چاقو سے حملہ کردیا اور بھاگ گیا۔چاقو ونکٹ سوامی کے سینے میں آدھے سے زیادہ اتر گیا بہت زیادہ خون بہہ نکلا کہتے ہیں کہ بچنا محال ہے۔''

آواز اب خاموش ہوگئی۔

پھر سے کسی کی آواز سنائی دی۔کوئی پوچھ رہا تھا۔''ڈاکٹر، کیا لڑکا بچ جائے گا۔''؟

''بچنے کا سوال ہی کہاں ہے وہ تو کبھی کا ختم ہوگیا''۔ڈاکٹر کہہ رہا تھا۔

دوسرا''ارے مرگیا ہائے بھگوان پچھلے مہینے میں ہی تو اس کی شادی ہوئی تھی۔ہائے کتنا اچھا لڑکا تھا۔''

''جواں مرد بھی تھا۔''کسی نے کہا۔''کہتا تھا کہ بہت جلد اس کو پولیس انسپکٹر کی سروس ملنے والی ہے''۔

ارونا چلم مدلیار نے محسوس کیا کہ اب ان کا جسم ان کے قابو میں آگیا ہے اور رگ رگ میں نیا خون دوڑنے لگا ہے۔

''شکر ہے بھگوان! کتّے کے رونے کی آواز اصل میں میرے لئے نہیں تھی۔موت کا فرشتہ آیا تو ضرور تھا۔لیکن وہ میرے لئے نہیں آیا تھا۔شاید منی رتنم نائڈو کے دروازے پر موت کے فرشتے کو دیکھ کر کتا رونے لگا تھا۔یہی تو بات تھی ورنہ موت کا فرشتہ ابھی سے میرے متعلق کیوں سوچتا''۔

ارونا چلم مدلیار پکار رہے تھے۔''ویتی لنگم'' اب آواز میں توانائی تھی۔اب سب لوگ ان کی طرف دوڑے آئے۔''ہائے غضب اتنا پسینہ'' جگدیسن نے کہا اب وہ تولے سے باپ کا پسینہ پوچھنے لگا۔

مدلیار نے سالے سے کہا''اب چیک پھاڑ دو''۔

''ابھی لکھا ہی کہاں ہے۔آپ نے تو صرف چیک بک لانے کے لئے کہا تھا۔''

''اچھا ابھی لکھا نہیں ہے؟۔خیر اب اس کی ضرورت بھی کیا ہے۔''مدلیار نے کہا۔

آج تک انہوں نے نقصان پہنچانے والے دھندے کو ہاتھ ہی کب لگایا تھا۔

میری کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ تمام کاموں میں عقل مندوں سے مشورہ لیتا رہا اور ہمیشہ آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑا۔
(امیر تیمور)

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:17 AM

I. مختصر سوالات:

1۔ ''آخر پیسہ بچ ہی گیا'' کو اردو میں ترجمہ کرنے والے کون ہیں؟

2۔ ''آخر پیسہ بچ ہی گیا'' کے اہم کردار کون ہیں؟

3۔ ارونا چلم مدلیار نے شہر سے گاؤں کا رُخ کیوں کیا؟

4۔ ڈاکٹروں نے مدلیار کی صحت کے بارے میں کیا کہا؟

5۔ ڈاکٹروں نے مدلیار کو کیا مشورہ دیا؟

6۔ ارونا چلم مدلیار کے کتنے بیٹے تھے؟

7۔ مدلیار کی سب سے بڑی کیا تھی؟

II. تفصیلی سوالات:

1۔ ''آخر پیسہ بچ ہی گیا'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

2۔ منی رتنم نائڈو کون تھا؟ اس کے بارے میں ایک نوٹ لکھئے۔

قواعد

کلام بالواسطہ اور کلام بلاواسطہ (Direct and Indirect form of speech)

کبھی کسی دوسرے شخص کی کہی ہوئی بات اپنی طرف سے ادا کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

1۔ بالواسطہ 2۔ بلاواسطہ

کلام بلاواسطہ : (Direct speech) کسی دوسرے کی کہی ہوئی بات ہو بہو، یونہی نقل کی جائے تو اسے کلام بلاواسطہ کہتے ہیں

جیسے : فیضان نے کہا، ''میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا''۔

اکبر نے کہا، ''آج ضرور بارش ہوگی''۔

دوسروں کی کہی ہوئی باتوں کو واوین '' '' میں ادا کیا جاتا ہے۔

کلام بالواسطہ : (Indirect Speech) کسی دوسرے کی کہی ہوئی بات کو ہو بہو نقل کرنے کی بجائے، اپنی جانب سے پیش کی جائے، اسے کلام بالواسطہ کہتے ہیں۔ کلام بالواسطہ میں ''کہ'' کاف بیانیہ کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے

فیضان نے کہا کہ وہ ضرور کامیاب ہو جائے گا۔

اکبر نے کہا کہ کل بارش ہوگی۔

مشق : ہدایات کے مطابق جملوں کو تبدیل کیجئے۔

1۔ سوال کرنے والے نے کہا، ''برائے مہربانی میری مدد کیجئے''۔ (بالواسطہ جملہ میں تبدیل کیجئے)

2۔ استاد نے بچوں سے کہا، ''کل ضرور سوالات کے پرچے حل کر کے لانا''۔ (بالواسطہ جملہ میں تبدیل کیجئے)

3۔ میں نے دوست سے کہا کہ کل میں اسکول نہیں آؤں گا۔ (بلاواسطہ جملہ میں تبدیل کیجئے)

4۔ دوست نے مجھ سے پوچھا، ''کیا آپ کے ابّو گھر میں موجود ہیں؟'' (بالواسطہ جملہ میں تبدیل کیجئے)

5۔ ڈاکٹر کے نے کہا کہ ہاتھی کا بچہ زخمی ہے۔ (بلاواسطہ جملہ میں تبدیل کیجئے)

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:18 AM





اوقاف

اوقاف PUNCTUATION

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے

نام	علامت	انگریزی نام	مفہوم	محلّ استعمال	مثال
انتخابیہ	/	Slash	کا بدل	کسی دو جملوں کے درمیان استعمال کیا جاتا ہے	حالؔی / غالبؔ تین / چار/ پانچ ان میں سے کسی ایک کو آپ انتخاب کرلیں
زنجیر	" " " "	as it is	ہو بہو	اس جگہ لگائی جاتی ہے جہاں اوپر کے جملے کا نقل اُتارنا ہو	دس سال " " " "

علامت اوقاف کی مثالیں۔

مہمان نے پوچھا،''کیا میں اندر آسکتا ہوں''؟

میں نے تعجب سے کہا،''واہ! یہ عمارت بہت ہی خوبصورت ہے''۔

''آپ کب مدراس جاؤ گے''؟ میرے دوست نے مجھ سے پوچھا۔

افوہ! میرا تو نقصان ہوگیا۔

میں اردو پڑھ رہا ہوں۔

مشق

ذیل کے جملوں کے لئے مناسب علامت اوقاف لگایئے۔

1۔ علیم آخر ہم نے تمہاری چوری پکڑ ہی لی

2۔ اے شریف انسانو تم کیا کر رہے ہو

3۔ ڈاکٹر کیا لڑکا بچ جائے گا

4۔ ہاتھیوں کے گروہ کا سردار کمکی ہاتھی درمیان میں کھڑا ہوا تھا

unit 9f
Monday, August 06, 2018 11:57:19 AM

حصّہ نظم

اکائی

10 بچوں کا ماں سے رخصت ہونا (مرثیہ)

میر انیسؔ



کربلا کے میدان میں جب امام حسینؓ یزید کی فوجوں کا مقابلہ کر رہے تھے تو اس وقت اُن کے بہت سے عزیز اور ساتھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت عون و محمد امام حسینؓ کی بہن حضرت زینب کے ننھے ننھے بچے تھے۔ دونوں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ فیصلہ کے لئے وہ اپنی ماں کے پاس آئے اور ماں کے کہنے سے دونوں ایک ساتھ میدان جنگ میں روانہ ہوئے۔ انھوں نے اپنی ننھی منی تلواروں سے فوج کا سامنا کیا۔ اور شمر و یزید کی کسی ترغیب میں نہیں آئے۔ اس مرثیہ میں اُن کی ہمت، جرأت، بہادری، جان نثاری اور ثابت قدمی کو پیش کر کے انیسؔ نے یہ ثابت کر دیا کہ آلِ رسول کا بچہ بچہ حق و راستی کی راہ پر قربان ہو گیا۔

سیکھنے کے مقاصد

- مرثیہ کی تعریف اور اس کے معنی اور مفہوم کو سمجھنا۔
- قدیم اور جدید شعراء نے مرثیہ کے معنی جو تبدیل کئے ہیں اس سے واقف ہونا ۔
- میر انیس کی مرثیہ گوئی کی شہرت کے اسباب جاننا۔
- حضرت زینبؓ (حضرت امام حسینؓ کی بہن) کے جوش شہادت کے جذبے کا اندازہ لگانا۔
- حق و باطل کے درمیان جب بھی جنگ ہوئی ہے، ہمیشہ حق کی جیت ہوئی ہے۔ اس قول کی حقیقت کو جاننا۔

مرثیہ کی تعریف

مرثیہ کے لغوی معنی وصفِ میت کے ہیں۔ یعنی مرنے والے کی تعریف و توصیف کر کے اس کی یاد میں اظہارِ افسوس کرنا۔ اردو میں اِصطلاحاً مرثیہ کا اطلاق اس نظم پر ہوتا ہے جس میں حضرت امام حسینؓ اور ان کے دوسرے اعزاء رفقاء کی شہادت کا ذکر ہو، کسی اور کی یاد میں مرثیہ لکھا جائے تو اس کی وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ شخصی مرثیہ کہلاتا ہے۔ اردو ادب میں مرثیہ رزمیہ نظم (Epic Poems) کا قائم مقام ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کسی قسم کی رزمیہ نظمیں اردو میں نہیں لکھی گئیں۔ مرثیہ میں صرف رونے اور اظہارِ غم کے مواقع ہی نہیں بلکہ اخلاق کی تعلیم بھی موجود ہے۔ خدا اور رسول کی محبت، عزیزوں اور دوستوں کے حقوق و تعلقات، دشمنوں سے سلوک، ایثار، قربانی، رواداری، صداقت، شجاعت سب ہی پہلو مرثیہ کے ذریعہ واضح کئے گئے ہیں۔

بدترین انسانی کمزوری اور حماقت کا دوسرا نام جلد بازی ہے۔ حضرت امام حسینؓ

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:02 PM

شاعر کا تعارف



میر ببر علی انیسؔ

میر ببر علی انیسؔ 1803ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ وہ میر حسن دہلوی کے پوتے تھے۔ غزل سے شاعری کا آغاز کیا، لیکن والد کے مشورہ پر مرثیہ کے ہو رہے۔ اُن کے مرثیہ زبان کی صفائی، محاورے کے لطف، جذبات کی ترجمانی، منظر کشی اور واقعہ نگاری کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔ مرثیہ شروع میں ایک خاص دائرہ میں محدود رہا۔ لیکن انیسؔ و دبیرؔ نے اس میں جدّت پیدا کی۔ اور اس کے ذریعے زبان و ادب کی بڑی خدمت کی۔ 1874ء کو لکھنؤ میں ان کا انتقال ہوا۔

بیٹوں کے سخن سن کے یہ کہنے لگیں زینب — ہاں دیر کا باعث تھا یہی، مجھ پہ کھلا اب
قربان گئی، سمجھی میں تم دونوں کا مطلب — ماموں پہ ستم ہو، یہ گوارا ہے تمہیں کب
جس کام کے تم ہو یہ اسی کام کا دن ہے
کس طرح سبقت نہ کرو نام کا دن ہے

آپس کی جدائی جو گوارا نہیں پیارو — جھگڑا میں چکا دیتی ہوں لو ساتھ سدھارو
ماموں کے جو دشمن ہیں انھیں گھیر کے مارو — سرداروں کے سر چھوٹی سی تیغ سے اتارو
میداں میں جری نام پہ دیتے ہیں سر اپنا
اک اک لڑکے دکھا دو ہنر اپنا

جھپکے نہ پلک سر پہ جو تیغ اجل آئے — چھاتی پہ لگے تیر نہ ابر و پہ بل آئے
ہمت میں، شجاعت میں نہ دم بھر خلل آئے — سینہ نہ ہٹے بڑھ کے جو برچھی کا پھل آئے
لوگ ایسے ہی جاں بازوں کو روتے ہیں جہاں میں
شیروں کے پسر شیر ہی ہوتے ہیں جہاں میں

پیا سے ہو بہت، تم کو جو سمجھائیں ستم گر — پانی تمہیں دیں شمر سے مل جاؤ اگر آ کر
دیجو یہ جواب ان کو ''اے قومِ بد اختر! — اللہ نے بخشا ہے ہمیں چشمۂ کوثر
سر کٹ کے تنوں سے قدم شہ پہ گریں گے
پانی کے لئے قبلۂ دیں سے نہ پھریں گے

غصے سے میں کہتی ہوں خبر دار خبردار — پانی جو پیا دودھ نہ بخشوں گی میں زنہار
کیوں جاؤ ادھر کیا تمہیں دریا سے سروکار — وہ بولے کہ'' دریا کو جو دیکھیں تو گنہگار
دو روز کی جو تشنہ دہانی میں مزا ہے
نہ شہد میں لذت ہے نہ پانی میں مزا ہے

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:04 PM

I. الفاظ معنیٰ

سخن	=	بات چیت	اجل	=	موت
ستم	=	ظلم	برچھی	=	نیزہ
سبقت لے جانا	=	ایک دوسرے سے آگے بڑھنا	جاں باز	=	جان کی بازی لگانے والا، بہادر
تیغ	=	ہتھیار	تن	=	جسم
جری	=	بہادر			

(ii) واحد جمع

قربانی	+	قربانیاں
مطلب	+	مطالب
تیغ	+	تیغیں
برچھی	+	برچھیاں
لذت	+	لذتیں

(iii) اضداد

جدائی	×	ملاقات
گوارہ	×	ناگوار
شجاعت	×	بزدلی
لڑائی	×	امن

(iv) دیے گئے اشعار کی تشریح کیجیے:

1۔ آپس کی جدائی جو گوارا نہیں پیارو
جھگڑا میں چکا دیتی ہوں لو ساتھ سدھارو

2۔ پیاسے ہو بہت، تم کو جو سمجھائیں ستم گر
پانی تمہیں دیں شمر سے مل جاؤ اگر آ کر

(v) جوڑ لگائیے:

(الف)		(ب)
1۔ میر ببر علی	-	کربلا کا میدان
2۔ جنگ	-	رثا سے نکلا ہے
3۔ مرثیہ کا لفظ	-	انیسؔ
4۔ اجل کے معنی	-	حضرتِ زینبؓ
5۔ امام حسینؓ کی بہن	-	موت

اگر تم کسی کے ساتھ نیکی نہ کر سکو تو اس کی برائیوں کی نشاندہی ضرور کر دیا کرو۔
خوش اخلاقی سے امن اور سلامتی حاصل ہوتی ہے اور دوستوں کے دل میں بلند مقام اور محبت حاصل ہوتی ہے۔ سقراط

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:05 PM

(vi) شعر مکمل کیجئے:

1۔ بیٹوں کے سخن سن کے یہ کہنے لگیں .....

ہاں دیر کا باعث تھا یہی، مجھ پہ کھلا .....

2۔ لوگ ایسے ہی جاں بازوں کو روتے ہیں ..... میں

شیروں کے پسر شیر ہی ہوتے ہیں ..... میں

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ مرثیہ کے شاعر ..... ہیں۔ (انیسؔ/سوداؔ/اکبرؔ/نذیرؔ)

2۔ مرثیہ میں ..... کا ذکر ہوتا ہے۔ (مرنے والوں/زندوں/بڑے لوگوں/چھوٹے لوگوں)

3۔ اجل کے معنی ..... ہیں۔ (موت/زندگی/وقت/دن)

4۔ جنگ کی ضد ..... ہے۔ (ناحق/امن/بدامنی/ناانصافی)

5۔ حضرت امام حسینؓ ..... میں شہید ہوئے۔ (میدانِ عرفات/میدانِ کربلا/جنگ اُحد/میدانِ بدر)

III. مختصر سوالات:

1۔ مرثیہ کی تعریف کیجئے۔

2۔ میر انیسؔ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

3۔ میر انیسؔ کی مرثیہ نگاری پر چند جملے لکھئے۔

4۔ حضرت زینبؓ نے اپنے بچوں کو کس طرح میدانِ جنگ میں بھیجا تھا مختصر لکھئے۔

5۔ حضرت زینبؓ نے عون ومحمد کو کیا نصیحتیں کیں؟

6۔ حضرت زینبؓ نے اپنے بچوں کو کس بات سے خبردار کیا تھا؟

7۔ شہادت کو انھوں نے کن چیزوں سے زیادہ مزہ دار بتایا ہے؟

IV. تفصیلی سوالات:

1۔ اردو مرثیہ پر میرؔ انیس کے کیا احسانات ہیں؟ تفصیل کے ساتھ لکھئے۔

2۔ حضرت زینبؓ نے اپنے بچوں کو جنگ میں جانے سے پہلے کیا نصیحتیں کیں ان کو اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

رباعی - میر انیسؔ

گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں
یا معدن کوہ و دشت و دریا دیکھوں
ہر جا تیری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے
حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

رباعی - جوشؔ ملیح آبادی

پامال غم انسان ہوا جاتا ہے
بے چارہ پریشان ہوا جاتا ہے
گھٹتا ہے تو آتا ہے فرشتوں کا جمود
بڑھتا ہے تو شیطان ہوا جاتا ہے

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:06 PM

حصّہ نثر

اکائی 10

حکایات سعدیؒ



پیش لفظ

اس مضمون میں فارسی زبان کی ماہر شخصیت، شیخ سعدیؒ کی حکایتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔
جن کے عناوین حسب ذیل ہیں۔

- سائل سے بدسلوکی اللہ کے غضب کو دعوت دیتی ہے۔
- دولت کا صحیح مصرف
- اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ
- حضرت عمرؓ کی انکساری

سیکھنے کے مقاصد

- شیخ سعدیؒ کی زندگی کے حالات سے واقف ہونا
- فارسی زبان کو سیکھنے اور فارسی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا شوق پیدا کرنا
- حکایتوں کے ذریعہ حاصل ہونے والے سبق و نصیحت کی باتوں کو اپنی زندگی میں لانا
- حکایتوں میں پائے جانے والے واقعات کا علم حاصل کرنا
- اپنی نصابی کتابوں کے علاوہ اپنے اور ساتھیوں کے اندر فارسی زبان کو سیکھنے کا شوق اور جذبہ پیدا کرنا۔

حکایت کی تعریف

حکایت اس قصے کو کہتے ہیں جس میں کوئی نصیحت یا عبرت و حکمت پیش کی جاتی ہے۔
عام طور پر حکایتوں میں کوئی نہ کوئی نصیحت چھپی رہتی ہے۔

مصنف کا تعارف

نام: شیخ شرف الدین، لقب: مصلح، تخلص: سعدی، وطن: شیراز، ایران پیدائش: 589ء وفات: 691ء
بچپن میں والد کا انتقال ہوگیا۔ ان کی تعلیم و تربیت میں ان کی والدہ کا بڑا حصہ ہے۔ قصے کہانیوں کی دو کتابیں ''بوستان'' جو منظوم ہے اور ''گلستان'' جو نثر میں ہے، ساری دنیا میں مقبول ہیں۔ سعدیؒ کے ان شاہکاروں کا (Wisdom of Sadi) کے عنوان سے انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:08 PM

حکایاتِ سعدیؒ

(۱) سائل سے بدسلوکی اللہ کے غضب کو دعوت دیتی ہے:۔

ایک درویش تنگ دستی کے ہاتھوں مجبور ہوکر ایک دولت مند کے دروازے پر گیا اور بڑی لجاجت سے اُس کے سامنے دست سوال دراز کیا۔سنگ دل اور بدمزاج دولت مند نے مدد کرنے کے بجائے اُس غریب کو خوب جھڑکا۔سائل کا دل اُس کی جھرکیوں کی وجہ سے خون ہوگیا اور وہ بولا کہ صاحب! مانا کہ اللہ نے آپ کو مال دیا ہے لیکن آپ اس قدر ترش کیوں ہیں شاید آپ نہیں جانتے کہ مانگنے میں طبیعت پر کس قدر جبر کرنا پڑتا ہے اور کیسا تلخ گھونٹ حلق سے اتارنا پڑتا ہے کوتاہ نظر امیر نے برافروختہ ہوکر اپنے ملازم کو حکم دیا کہ ''اس کو دھکّے مار کر نکال دو'' ملازم نے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کی۔اور بے چارہ درویش اس ذلت اور رسوائی پر خون کے آنسو بہا کر رہ گیا۔دولت ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ اُس ناشکرے امیر کو دولت دغا دے گئی۔اور وہ پیسے پیسے کا محتاج ہوگیا۔دولت نے کیا ساتھ چھوڑا نوکروں اور چاکروں نے بھی آنکھیں پھیر لیں۔جس ملازم نے اُس کے حکم سے غریب درویش کو دھکے مار کر دروازے سے نکالا تھا وہ بھی اُس کو چھوڑ کر ایک دریا دل اور نیک طینت امیر کے ہاں چلا گیا۔امیر کے دروازے سے کوئی مسکین خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ایک رات اس نیک امیر کے دروازے پر ایک فقیر نے صدا لگائی اس نے ملازم کو حکم دیا کہ اس درماندہ بھکاری کو راضی کردو۔جب ملازم اُس بھکاری کے پاس کھانا لے کر گیا تو اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔جب مالک کے پاس لوٹا تو آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ مالک نے رونے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ میں جس بھکاری کو کھانا کھلا کر آیا ہوں وہ کچھ عرصہ پہلے لاکھوں روپے کی جائداد، مال اسباب اور سونے چاندی کا مالک تھا۔اور میں اس کے پاس ملازم تھا۔آج اسے بھیک مانگتے دیکھ کر میرا دل لرز اُٹھا اور آنکھیں اشک بار ہوگئی ہیں۔

سخی امیر نے ہنس کر کہا ''اے بیٹے! اللہ بڑا عادل ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔تمہیں یاد ہوگا کہ جب یہ شخص امیر تھا تو اس کا دماغ آسمان پر تھا اور سائلوں کو دھکے دے کر اپنے دروازے سے نکال دیتا تھا۔میری طرف دیکھو اور پہچانو میں وہی سائل ہوں جس کو ایک دفعہ اس نے ذلیل کر کے اپنے گھر سے نکال دیا تھا۔گردش زمانہ نے آج اس کو میری سابقہ حالت پر پہنچا دیا ہے اور جس مال و دولت پر اس کو ناز تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے عطا فرمائی ہے۔خدا اگر کسی مصلحت سے کوئی دروازہ بند کرتا ہے تو اپنے فضل و کرم سے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے۔

بہت سے بے سروساماں مفلس صاحب حیثیت بن گئے اور بہت سے مال دار تباہ حال ہوگئے۔

(2) دولت کا صحیح مَصرَف:

ایک دفعہ دمشق میں ایسا قحط پڑا کہ لوگ دانے دانے کو ترسنے لگے۔ہر طرف پریشان حال لوگ بھوک سے ایڑیاں رگڑتے نظر آتے۔کھیتیاں اُجڑ گئیں۔یہاں تک کہ کنوؤں اور چشموں کا پانی بھی سوکھ گیا۔دمشق میں میرا ایک دوست تھا جسے اللہ نے ہر قسم کی نعمتیں بافراط دے رکھی تھیں۔اس کے گھر میں دولت کی ریل پیل تھی۔قحط کے دنوں میں اس سے میری ملاقت ہوئی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کہ دوست تجھ پر کیا مصیبت پڑی کہ سوکھ کر کانٹا ہوگئے ہو۔اس نے چشم آلود ہوکر جواب دیا کہ تمہیں دکھائی نہیں دیتا کہ خلق خدا کس مصیبت میں گرفتار ہے آخر جان بوجھ کر انجان بننے سے کیا فائدہ؟

میں نے کہا کہ بھائی قحط کا حال تو مجھے معلوم ہے۔لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ اس کا اثر تجھ جیسے آسودہ حال آدمی پر کیسے پڑ سکتا ہے۔؟ زہر اس جگہ ہلاک کرتا ہے جہاں تریاق نہیں ہے۔قحط سے تو نادار ہی مرتے ہیں۔جن کو اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہے ان پر اس کا کیا اثر ہوسکتا ہے۔آخر بطخ کو پانی کے طوفان سے کیا خطرہ ہوسکتا ہے؟

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:10 PM

میرے دوست نے رنجیدہ ہوکر میری طرف ایسے دیکھا جیسے ایک عالم جاہل مطلق کو دیکھتا ہے۔اور پھر کہا کہ اے دوست انسان کنارے پر ہو لیکن اس کے دوست دریا میں ڈوب رہے ہوں تو اس کو کیسے چین آ سکتا ہے۔میرا چہرہ بے سروسامانی کی وجہ سے زرد نہیں ہے۔بلکہ بے کس لوگوں کی مصیبت اور غم نے میرا دل توڑ دیا ہے۔جب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روٹی کے ایک ایک لقمے کو ترس رہے ہیں تو میرے حلق میں لقمہ زہر بن جاتا ہے یہ کہاں کی انسانیت ہے کہ لوگ روکھی سوکھی روٹی کو ترسیں اور میں مرغن کھانے کھاؤں۔خدا نے مجھے دولت اس لئے نہیں دی کہ اپنا جسم پالتا رہوں اور محتاجوں کی طرف سے آنکھیں بند کرلوں ایسے دولت مند پر لعنت ہے جو اپنی دولت اللہ کے بندوں کی حاجتیں پوری کرنے پر صرف نہیں کرتا۔

(3) اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ:

ایک پارسا کے لڑکے کو اپنے چچا کے مرنے پر بہت سا مال و دولت ترکے میں ملا۔مال مفت دل بے رحم۔اس نے دونوں ہاتھوں سے یہ مال و دولت عیاشی و بدکاری میں اڑانا شروع کر دیا میں نے ایک بار اُسے نصیحت کی کہ ''اے بیٹے! آمدنی سے زیادہ خرچ نہیں کرنا چاہئے۔کہ اس کا نتیجہ ہمیشہ برا ہوتا ہے۔''

''اگر پہاڑ پر بارش نہ برسے تو ایک سال میں دریائے دجلہ ایک خشک نالہ بن جائے۔لہو ولعب کو چھوڑ دے اور پسندیدہ طرز عمل اختیار کر۔ ایسا نہ ہو کہ دولت ختم ہو جائے اور تجھے تکلیف ہو''

اس نوجوان نے میری نصیحت کو دیوانے کی جڑ سمجھا اور کہا کہ آج کی راحت کو چھوڑ کر کل کے غم میں دُبلا ہونا محض حماقت ہے۔میں نے سمجھ لیا کہ بے وقوف آدمی پر کلام نرم و نازک بے اثر ہے۔چنانچہ اس سے کنارہ کشی کر لی اور داناؤں کے اس قول پر عمل کیا کہ ''جو چیز تجھ پر واجب ہے تو لوگوں تک پہنچا دے۔اگر قبول نہ کرے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔''

کچھ عرصے بعد وہی ہوا جس کا مجھے اندیشہ تھا۔نوجوان نے تمام جائیداد عیاشی اور فضول خرچی میں برباد کر ڈالی اور ٹکڑے ٹکڑے کا محتاج ہو گیا۔میں نے اُسے پیوند لگے کپڑے پہنے بھیک مانگتے دیکھا تو سخت غصہ آیا اور جی میں آیا کہ اس سے کہوں کہ کیوں میں تجھے اس دن سے ڈراتا نہ تھا؟ پھر یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ اس حالت میں میری بات اس کے زخموں پر نمک چھڑکے گی اور اس کے دکھ میں اضافہ ہو گا۔

(4) حضرت عمر فاروقؓ کا انکسار:

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ آپ کا پاؤں ایک فقیر کے پاؤں پر پڑ گیا۔فقیر حضرت عمرؓ کو نہیں جانتا تھا۔ اور یوں بھی دکھی آدمی دوست دشمن میں تمیز نہیں کر سکتا۔اس نے غضبناک ہو کر کہا، ''تو اندھا ہے کہ دیکھ کر نہیں چلتا؟''

منصف مزاج امیر المؤمنین نے نہایت عاجزی سے فرمایا کہ'' بھائی میں اندھا تو نہیں ہوں'' نادانستہ غلطی ضرور ہوئی ہے۔خدا کے لئے مجھے معاف کر دے۔یہ الفاظ وہ شخص ایک فقیر کے سامنے کہہ رہا ہے۔جو لاکھوں مربع زمین کا حاکم تھا۔جس کی فوجوں نے قیصر کسریٰ کے تخت الٹ دیئے تھے۔اور جس کے رعب اور دبدبہ سے شیروں کا پتہ پانی ہوتا تھا۔

عقل مند ہمیشہ انکسار پسند ہوتا ہے کیوں کہ میوہ سے بھری ہوئی شاخ زمین پر سر رکھ دیتی ہے۔

پہلے بات کو دیر تک سوچو، پھر بات کو منہ سے نکالو۔پھر اس پر عمل کرو۔
اگر تیری صورت خراب ہے تو کام اچھے کر، تا کہ لوگ تیرے اعمال کی وجہ سے اچھا کہیں۔
اپنے لب ولہجہ میں غصہ کی مقدار بس اتنی ہی رکھ، جتنی مقدار آٹے میں نمک کی ہوتی ہے۔ **افلاطون**

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:13 PM

حاصل کلام

اس مضمون کو پڑھنے سے حکایت لفظ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حکایتوں میں قصہ کہانیوں کے ساتھ سماج وسوسائیٹی میں پائی جانے والی برائیوں سے واقفیت اوران کے تدارک کے اقدامات کا علم ہوتا ہے۔ حکایتوں سے ہم اپنی زندگیوں میں سدھار اور تبدیلی لا سکتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے بعض حکایتوں میں بادشاہ وقت اور حاکم کے ظالمانہ سلوک کا ذکر کیا ہے اور یہ نصیحت کی ہے کہ ایک مسلمان کو خاص کر حق بات پیش کرنے میں پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ شیخ سعدیؒ کی مذکورہ حکایتیں پڑھنے سے ہمارے اندر مزید پڑھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

I.(i) الفاظ معنی

سائل	=	مانگنے والا	لجاجت	=	عاجزی، منّت، سماجت
درماندہ	=	پڑا ہوا، مجبور	سابقہ	=	گذشتہ
افراط	=	زیادتی	درویش	=	فقیر
مسکین	=	کمزور	عادل	=	انصاف کرنے والا
قحط	=	سُوکھا	تریاق	=	زہر کے اثر کو زائل کرنے والی دوا
برافروختہ ہونا	=	غصہ ہونا	گردش زمانہ	=	زمانے کا انقلاب
بےسروساماں	=	مفلس	خلقِ خدا	=	خدا کی مخلوق
آسودہ حال	=	خوشحال	لہوولعب	=	کھیل کود
امیرالمؤمنین	=	مسلمانوں کے امیر، سردار	نادانستہ	=	نہ جانتے ہوئے
انکسار پسند	=	عاجزی کو پسند کرنے والا	پارسا	=	متقی، نیک
اندیشہ	=	خوف، ڈر	عیّاشی	=	عیش کرنا
انکساری	=	عاجزی	حاکم	=	حکومت کرنے والا
بدکاری	=	برے کام	رُعب	=	دبدبہ، شان
غضب	=	غصہ	دریادل	=	کھلے دل والا
دغادینا	=	دھوکا دینا			

(iii) واحد کی جمع :

حکایت	+	حکایات، حکایتیں	جھڑکی	+	جھڑکیاں
غریب	+	غرباء	مصلحت	+	مصلحتیں
جاہل	+	جہلاء	عیاشی	+	عیاشیاں
خرچ	+	اخراجات	اندیشہ	+	اندیشے
زمین	+	زمینیں	شاعر	+	شعرا

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:13 PM

جمع کی واحد:

گھونٹیں	-	گھونٹ	احکام	-	حکم
امراء	-	امیر	ایڑیاں	-	ایڑی
حاجات	-	حاجت	آمدنیاں	-	آمدنی
بدکاریاں	-	بدکاری	کہانیاں	-	کہانی
قصے	-	قصہ	کتب	-	کتاب
اختیارات	-	اختیار	خلفاء	-	خلیفہ
انقلابات	-	انقلاب	الفاظ	-	لفظ

iv۔ جوڑ ملایئے :

الف		ب
1۔ حاکم	-	فارسی کے مشہور شاعر
2۔ حکایت	-	پاؤں پھیلاؤ
3۔ شیخ سعدی	-	مسلمانوں کے خلیفہ
4۔ اپنی چادر دیکھ کر	-	حکومت کرنے والا
5۔ حضرت عمرؓ	-	قصہ کہانیاں

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ شیخ سعدیؒ.....کے رہنے والے تھے۔ (عراق/ایران/شام/عرب)

2۔ گلستان.....زبان میں ہے۔ (عربی/اردو/فارسی/عبرانی)

3۔ دولت کا صحیح مصرف کی حکایت کا اہم موضوع.....ہے۔ (استاد/باپ/مال/دوست)

4۔ حکایت میں.....بیان کیا جاتا ہے۔ (قصہ/افسانہ/خلاصہ/قصیدہ)

5۔ حضرت عمرؓ کا پاؤں.....کے پاؤں پر پڑ گیا۔ (فقیر/مالدار/حاکم/مزدور)

6۔ ''دغا'' کی ضد.....ہے۔ (جفا/وفا/ادا/فضا)

7۔ ''صدا'' کے معنی.....ہے۔ (آواز/چیخ/ماتم/ہنسی)

8۔ ''فقراء ''جمع ہے.....کی۔ (امیر/فقیر/وزیر/کبیر)

9۔ شیخ سعدیؒ کی مشہور کتاب.....ہے۔ (الکتاب/گلستاں/بانگ درا/بال جبرئیل)

10۔ سعدیؒ کی کتابیں.....زبان میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ (عربی/انگریزی/عبرانی/تمل)

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:14 PM



III. مختصر ترین سوالات:

1۔ شیخ سعدی کو کس زبان پر مہارت حاصل تھی؟
2۔ شیخ سعدیؒ کی کتابیں گلستان اور بوستان کس زبان میں ہیں؟
3۔ حکایت پڑھنے کا ایک اہم مقصد بتایئے؟
4۔ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ کا نام کیا تھا؟
5۔ شیخ شرف الدین کا تخلص کیا ہے؟
6۔ سعدی کی کتاب کو کس زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے؟
7۔ سعدی کی ترجمہ کی ہوئی انگریزی کتاب کا نام کیا ہے؟

IV. مختصر سوالات:

1۔ شیخ سعدیؒ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2۔ شیخ سعدیؒ کی مشہور کتابوں کے نام کیا ہیں؟
3۔ ''حکایت'' کسے کہتے ہیں؟
4۔ ''گلستاں'' اور ''بوستاں'' کے بارے میں چند جملے لکھئے۔
5۔ مغرور دولت مند کا انجام کیا ہوا؟
6۔ دمشق کے دولت مند کی حالت پر مصنف کو کس لئے حیرت ہوئی؟
7۔ فقیر نے غضبناک ہو کر امیر المؤمنین سے کیا کہا؟
8۔ حضرت عمرؓ کی انکساری کی مثال دیجئے۔

V. تفصیلی سوالات:

1۔ ''اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ'' اس حکایت میں کونسا قصہ ہے؟ تفصیل سے لکھئے۔
2۔ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھو۔

(v) نیچے دیئے گئے انگریزی جملوں کا اردو میں ترجمہ کیجئے:

1. Where there is a will, there is a way.
2. We escaped by the skin of our teeth.
3. Foolishness is always punished.
4. Life is short, make it sweet.
5. Too many cooks, spoil the broth.

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:15 PM

(vi) دئے گئے ضرب الامثال کے معنی لکھتے ہوئے جملوں میں استعمال کیجئے۔

1۔ دماغ آسمان پر ہونا

2۔ دولت کی ریل پیل

3۔ دل خون ہونا

4۔ کنارہ کشی اختیار کرنا

5۔ دانے دانے کو ترسنا



عملی کام:

شیخ سعدیؒ کی زندگی کے حالات کو اُجاگر کرتے ہوئے ایک مختصر نوٹ لکھئے۔

شیخ سعدیؒ کی جو حکایتیں خاص طور پر آپ کو پسند ہیں انھیں اپنی کاپی میں لکھئے۔

شیخ سعدیؒ کی کتابوں میں آپ کو جو اشعار پسند آجائیں انھیں معنی کے ساتھ یاد کیجئے۔

فارسی زبان سے خاص دلچسپی پیدا کرنے کی خاطر اس زبان کو سیکھئے۔

اپنی اسکول کی لائبریری میں موجود حکایتیں ، قصے، عبرت ناک کہانیاں وغیرہ پڑھئے۔



- حضرت عمرؓ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ ہیں جن کے متعلق رسولؐ نے فرمایا، عمرؓ کی نیکیاں ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔
- رسولؐ نے اللہ سے حضرت عمرؓ کی ہدایتِ اسلام کے لئے خصوصی دعا کی جو قبول ہوگئی۔
- حضرت عمرؓ کے دور خلافت ہی میں قیصر وکسریٰ کے تخت اُلٹ دئے گئے۔
- شیخ سعدیؒ کی ہر حکایت کے آخر میں تمام کے لئے نصیحت وعبرت کی بات رہتی ہے۔
- شیخ سعدیؒ کی کتابیں کئی سالوں سے خاص کر عربی مدارس میں داخل نصاب ہیں۔
- دولت ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے۔
- میوہ سے بھری ہوئی شاخ زمین پر سر رکھ دیتی ہے۔
- آمدنی سے زیادہ خرچ نہیں کرنا چاہئے اس کا نتیجہ ہمیشہ برا ہوتا ہے۔
- خدا اگر کسی مصلحت سے کوئی دروازہ بند کرتا ہے تو اپنے فضل وکرم سے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے۔
- کسی کے زخموں پر نمک چھڑکنے سے اس کے دکھ میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

خطرناک غلطیاں:

اپنے آپ کو سب سے زیادہ عقل منداور لائق آدمی تصور کرنا۔

اپنا راز کسی کو بتا کر اس کے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا۔

اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا اور کسی خدائی عطیہ کا اُمیدوار ہونا۔

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:17 PM

غزلیات

اکائی 9

غزل

خواجہ حیدر علی آتشؔ

شاعر کا تعارف



آتشؔ کی پیدائش 1777ء میں ہوئی۔ان کا اصل وطن فیض آباد تھا۔بعد میں وہ لکھنو آئے اور وہیں رہ گئے۔ان کے مزاج میں ایک قلندرانہ شان تھی جو ان کے کلام میں بھی نظر آتی ہے۔ان کے یہاں دنیا کے بارے میں ایک بلند ہمت بے پروائی ملتی ہے۔ یہ ناسخؔ کے ہم عصر بھی تھے اور ہم پلہ بھی۔شاعری کی جن خصوصیات کو لکھنو اسکول کا نام دیا گیا ہے اس کے بہترین نمونے ناسخؔ اور آتشؔ کے یہاں ملتے ہیں۔آتشؔ شاعری میں مصحفیؔ کے شاگرد تھے۔مگر خود بھی اساتذہ میں شمار ہوئے اور بے شمار شاگرد چھوڑے ہیں۔1847ء میں لکھنو میں آتشؔ کا انتقال ہوا۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

زیرِ زمیں سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قاروں نے راستے میں لٹا یا خزانہ کیا

چاروں طرف سے صورتِ جاناں ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

طبل و علم ہی پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

یوں مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتشؔ غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

حاصل کلام

مطلع کی تمام تر کیفیت ''سن تو سہی'' کے طنزیہ فقرے میں پوشیدہ ہے۔آتشؔ کا یہ مطلع بہت مشہور ہے۔

دوسرے شعر کے پہلے مصرعے میں جو بات کہی گئی ہے،اس کو دوسرے مصرعے میں مثال کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے۔اس طرز کو ''تمثیلی انداز'' کہتے ہیں تیسرے شعر میں تصوف کی ایک بات بڑے خوبصورت انداز میں بیان کی گئی ہے۔اس شعر میں عشق مجازی اور حقیقی گلے ملتے نظر آتے ہیں۔چوتھا شعر آتش کی بلند ہمت بے پروائی کا غماز ہے کیوں کہ دنیا ان لوگوں کے خلاف بھی ہو جائے گی تو کچھ نہیں بگاڑ سکتی جن کے پاس نہ مال و زر ہے نہ حکومت و طاقت۔

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:18 PM

I. (i) الفاظ معنی

خلق خدا = خدا کی مخلوق، زمانے کے لوگ

زیر زمیں = زمین کے نیچے

زر بکف = ہتھیلی میں زر لئے ہوئے

صورت جاناں = معشوق کا چہرہ، خدا کا جلوہ

آئینہ خانہ = وہ مکان جس میں اطراف آئینے جڑے ہوئے ہوں

طبل = بڑا ڈھول

علم = جھنڈا

مدعی = (بڑائی کا) دعوہ کرنے والا، دشمن

عاشقانہ غزل = عشق کے رنگ میں ڈوبی ہوئی غزل



I. مختصر سوالات:

1۔ خلق خدا غائبانہ جو کچھ کہتی ہے اس کی کیا اہمیت ہے؟

2۔ قارون کا خزانہ کس شکل میں ظاہر ہو رہا ہے؟

3۔ ''دل صاف ہو'' سے کیا مراد ہے؟

4۔ زمانے کے خلاف ہونے سے شاعر کیوں بے پروا ہے۔

5۔ سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا۔ اس شعر کا مطلب واضح کیجئے۔

6۔ آتش کی شخصیت اور فن پر مختصر تبصرہ کیجئے۔

ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جہاں بے شمار زبانیں اور بولیاں بولنے والے رہتے ہیں۔ یہ ضروری تھا کہ ملک کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے کوئی لسانی نظام بھی قائم کیا جائے تا کہ صوبائی ریاستوں میں زبان کا مسئلہ کھڑا نہ ہو۔ ہمارے دستور کے آٹھویں شیڈول میں بہت سی زبانوں کے تحفظ کی ضمانت ہے، ان میں ایک اردو بھی ہے۔

اردو زبان کی ساخت پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جمہوریت کی بنیادوں کو استوار کرنے اور اسے استحکام بخشنے میں اردو نے خاص رول ادا کیا ہے۔ اردو جمہور کی زبان ہے۔ اس کے بولنے، لکھنے یا پڑھنے والے کسی ایک علاقے، مذہب، طبقے یا فرقے کے لوگ نہیں ہیں، بلکہ مختلف مذاہب کے ماننے والے اور کئی زبانوں اور بولیوں کے بولنے والے شامل ہیں۔ اس میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی، سکھ بھی ہیں اور عیسائی بھی۔ اردو آج بھی شمال سے جنوب تک بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ سامراجیوں کے خلاف عوامی جدوجہد اور آزادی کی قومی تحریک میں سب سے زیادہ موثر رول اردو ہی نے ادا کیا ہے۔ اس لئے اردو کو اتحاد اور اشتراک کی زبان بھی کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے اردو ہندوستان کی متحدہ قومیت کی ایک روشن علامت ہے۔

(ہماری متحدہ قومیت - شیخ زین العابدین عمری)

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:19 PM

سرسری مطالعہ

اکائی 10

جہاز کا ایک سفر

ڈاکٹر محمد ذاکر

ممبئی کی دو بندرگاہ جو ملا رڈ پیرہ کہلاتی ہے، سب سے زیادہ عالی شان اور خوبصورت ہے۔ اس وقت یہاں مسافروں کی چہل پہل ہے۔ یہاں سے جہاز دور دور کے ملکوں کو جاتے ہیں۔ بندرگاہ کے احاطے میں داخل ہوتے ہی سامنے ایک لمبا چوڑا پختہ ہال ہے، جس کے بڑے بڑے دروازے اس وقت کھلے ہوئے ہیں اور مسافر موٹروں سے اتر کر اسی میں جمع ہو رہے ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں اٹیچی کیس اور کوٹ ہے کسی کے گلے میں پھولوں کا ہار ہے۔ ہر ایک کے ساتھ دوستوں کی بھیڑ ہے، جو اُن کو رخصت کرنے آئے ہیں۔ سوغات بھی ساتھ لائے ہیں۔ ہر گھڑی یہ بھیڑ زیادہ ہو رہی ہے۔

مسافروں میں کوئی طالب علم ہے، اور کوئی فوجی افسر، کوئی بیوپاری ہے، تو کوئی سیر سپاٹے کرنے والا شوقین۔ جن کا یہ پہلا سفر ہے، وہ گھبرائے ہوئے ادھر اُدھر پھر رہے ہیں، کیونکہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ بحری سفر کے کون کون سے قاعدے پورے کرنے ہیں۔ پھولوں کی ٹوکریاں گلدستے اور مٹھائی کے رنگین ڈبے لوگ لا لا کر مسافروں کو دے رہے ہیں۔ یہاں کے فرش پر پھولوں کی پتیاں بکھری پڑی ہیں۔ اسی مجمع میں ایک طرف بی 'نازو' بھی گھبرائی ہوئی کھڑی ہے۔ ابّا دوستوں سے رخصت ہو رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی نیلی کتاب ہے جس کو پاسپورٹ یا اجازت نامہ کہتے ہیں، یعنی وطن سے باہر جانے کا پرمٹ۔ اس کے بغیر کوئی مسافر اپنے ملک سے نہ تو باہر جا سکتا ہے، نہ ملک میں داخل ہو سکتا ہے۔

یکا یک ایک گھنٹی بجتی ہے اور اسپیکر پر کسی کی آواز گونجتی ہے اور ابّا مسکرا کر 'نازو' سے کہتے ہیں۔ تیار ہو جاؤ۔ اب ہم جہاز پر سوار ہونے والے ہیں۔ اماں نے بی نازو کو پیار کر کے کہا اچھی اور خوش رہنا۔ ابا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس قطار میں کھڑے ہو گئے جس میں وہ دوسرے طالب علم کھڑے تھے، جن کے ساتھ یہ سفر پر جا رہی تھی۔ مسافروں کی قطار سے ایک ایک آگے بڑھتا اور افسر کو اپنا پاسپورٹ دکھا کر دوسرے کمرے میں داخل ہوتا، جہاں ڈاکٹر اس کا طبّی معائنہ کرتا۔ اس کے بعد ہال کے دوسرے دروازے سے نکل کر وہ بالکل لبِ ساحل پہنچ جاتا۔

نازو بھی ابا کے ساتھ جب وہاں تک پہنچ گئی، تو کیا دیکھتی ہے کہ ساحل سے لگا ہوا ایسا جہاز کھڑا ہے جو سمندری محل معلوم ہوتا ہے، صاف ستھرا سفید رنگا ہوا چمکدار شیشے کے دروازے اور کھڑکیاں۔

اب ابّا اور نازو ایک عارضی سیڑھی کے ذریعہ جہاز پر چڑھ گئے، جب عرشے پر پہنچ گئے تو نازو گھبرا کر ادھر اُدھر اپنے اسباب کو ڈھونڈنے لگی۔ مگر ابا بولے، دیکھو نازو سامنے ساحل پر جو مشین چل رہی ہے اس میں ایک لوہے کا ہاتھ ہے اس کو کرین کہتے ہیں۔ یہی مسافروں کا اسباب ساحل سے اُٹھا کر جہاز کے نچلے حصّہ میں رکھ دے گا اور واقعی وہ آہنی ہاتھ ہے آہستہ زمین کی طرف جھکتا اور اپنے پنجے میں وزنی بکسے، ڈبے اور مسافروں کے اشیاء اُٹھا کر ہوا میں گھومتا ہوا عرشے پر لا کر رکھ دیتا ہے۔ جب سب مال و اسباب لد چکا تو جہاز نے چلنے کی تیاری کی۔ گھنٹی بجنے لگی۔ جہاز نے اپنا بھونپو بجایا۔ عارضی زینہ الگ کر دیا گیا اور جہاز کا لنگر پانی سے اوپر اٹھ گیا۔ اب جہاز میں آہستہ آہستہ حرکت ہونے لگی، اور

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:22 PM

وہی محل جواب تک چپ چاپ ساحل سے لگا کھڑا تھا چلنے لگا، اور سرکنے لگا۔ نازو نے دیکھا کہ ساحل دور ہوتا جارہا ہے اور بندرگاہ سے پچاسوں ہاتھ اور رومال ہل رہے ہیں۔

ابا نے کہا، نازو وطن کی پیاری زمین ہم سے دور ہوتی جارہی ہے۔ نازو بی کو اس وقت بے اختیار اماں، بھائی اور اپنا گھر یاد آ گیا، آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ساحل کو دیکھنے لگی۔ وہاں کسی کی صورت تو پہچانی جاتی ہے اور کوئی دھندلا دھندلا نظر آ رہا ہے۔ سامنے کی ہر چیز سرکتی جارہی ہے۔ بندر گاہ آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ ممبئی کے سر بہ فلک مکانات سامنے سے گزر گئے اور شہر ممبئی کے سرے کا مشہور لائٹ ہاؤس بھی نظروں کے سامنے سے آ کر گم ہوگیا۔ اب ہر طرف سمندر ہی سمندر تھا۔ جہاں تک نظر جاسکتی تھی پانی ہی پانی اور اس کی بے چین لہریں نظر آتیں۔ نازو بی عرشے کا جنگلہ پکڑے ہوئے سمندر کو دیکھ رہی تھیں۔ جہاز تیزی سے پانی کو کاٹتا ہوا مغربی سمت جارہا تھا اور ہلکے ہلکے ہچکولے لے رہا تھا۔

ابّا کی آواز نے نازو کو چونکا دیا، چلو پہلے کھانا کھالیں، گھنٹی ہوچکی ہے پھر گھوم کر جہاز دیکھیں گے۔ کھانے کے سجے سجائے بڑے کمرے میں قرینے سے میز کرسیاں لگی تھیں، قالین بچھے تھے، دیواروں پر خوبصورت لیمپ روشن تھے۔ نازو اور ابا بھی ایک میز کے پاس بیٹھ گئے اور سفید وردی پہنے ہوئے ملازموں نے کھانا چن دیا۔

کھانے سے فارغ ہوکر دونوں چھت پر جانے کے لئے سیڑھی کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہاں ایک لفٹ بھی لگا ہوا ہے جو مسافروں کو اوپر لے جارہا ہے۔ یہ دونوں بھی اسی لفٹ کے ذریعہ چھت پر پہنچ گئے۔ جہاز کا یہ آخری سلسلہ عرشہ اُدھر سے بالکل کھلا تھا، ادھر آسمان جہاز کے نیچے میلوں تک سمندری ہوا اتنے فراٹے سے چل رہی تھی کہ لوگوں کی ٹوپیاں تک اڑی جارہی تھیں۔ چھت کے بیچ میں جہاز کی موٹی گول چمنی سر اُٹھائے کھڑی تھی اور اس میں سے کالا دھواں نکل کر بل کھاتا ہوا ہوا میں لہرا رہا تھا۔

ابّا نے بتایا کہ مسافر اس عرشے پر آ کر مختلف کھیل کھیل سکتے ہیں، پھر وہ بولے سامنے اس چھوٹی سی چھت کو دیکھ رہی ہو جہاز کا مَلّاح (کپتان) اسی چھت پر رہتا ہے، اور یہی جہاز میں سب سے اونچی جگہ ہے، اس پر کھڑے ہوکر وہ جہاز کی رہنمائی کرتا ہے۔ ''نازو یہ سن کر اچھل پڑی اور بولی'' ابّا ہمیں کپتان کے عرشے پر لے چلئے نا!، ابّا بولے ''بغیر اجازت کے وہاں کوئی نہیں جاسکتا''۔

''اتنے میں سامنے سے کپتان صاحب آتے دکھائی دیئے، جن کی سفید وردی پر چمکتے ہوئے تمغے لٹک رہے تھے۔ وہ اپنے ساتھ چار بچوں کو لے کر جارہے تھے جن کی عمر بھی نازو کے برابر ہوگی، یعنی دس یا بارہ سال۔ ابّا نے بڑھ کر ان کو سلام کیا اور درخواست کی کہ وہ نازو کو بھی ساتھ لے لیں۔ کپتان صاحب نازو کو ساتھ لے کر کپتان والے عرشے پر چڑھ گئے۔ وہاں جاکر نازو نے دیکھا کہ دیوار پر ہر طرف قسم قسم کے سمندری نقشے ٹنگے ہوئے ہیں اور ہر طرف چھوٹے بڑے کل پُرزے اور بٹن جڑے ہوئے ہیں۔ سامنے ایک گھمانے والا پہیہ لگا ہوا ہے، جیسا کہ کار میں ہوتا ہے ایک خلاصی اس کے پاس کھڑا ہے اور اُسے گھماتا رہتا ہے کپتان صاحب نے بچوں کو وہاں کا سامان دکھلا کر سمجھانا شروع کیا۔ اس پہیہ کے گھمانے سے جہاز سیدھے راستہ پر رہتا ہے، ہم موٹر کے پہیئے کی طرح اسی پہیے سے جہاز کو جس طرف چاہتے ہیں موڑ لیتے ہیں۔ اچھا دیکھو اس میز پر جو گول گھڑی سی جڑی ہے جس میں ایک ہی سوئی ہے بتاؤ یہ کیا ہے؟ بچے دوڑ کر میز کے قریب آ کر اس کو دیکھنے لگے، ایک بچہ بول اُٹھا یہ کیا ہے ''قطب نما''۔

''کپتان صاحب بولے'' شاباش! تم سمجھ گئے ہوگے کہ اس کی مدد سے ہم کو ہر طرف قطب شمال کا رُخ معلوم ہوتا رہتا ہے۔ اس میں یہ خوبی ہے کہ اس کو اس طرح میز پر جڑ دیا ہے کہ جہاز کے ہچکولوں (جھومنے) سے اس کی حرکت میں کوئی فرق نہیں آتا اور اس دوسری میز پر جو شیشے میں گھڑی لگی ہوئی ہے اس کو '' راڈر'' کہتے ہیں، سب بچے اس دوسری گھڑی کو دیکھنے لگتے ہیں جس پر ایک کالی طشتری جڑی ہوئی تھی اور اس پر شیشہ لگا ہوا تھا۔

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:24 PM

کپتان صاحب بولے ’’ جہاز کے آس پاس پانچ میل کے دائرے کے اندر اگر سمندر میں کوئی بھی چیز تیر رہی ہو تو اس کا پتہ یہ راڈر ہم کو دیتا ہے۔ پھر کپتان صاحب نے اس پر انگلی رکھ کر کہا ہمارا جہاز ہمیشہ اس پلیٹ کے بیچوں بیچ رہتا ہے۔ چاروں طرف جو خلا ہے وہ سمندر ہے۔ اب اس خلا کے دائرے کے اندر سمندر میں اگر کوئی چیز ہوگی جیسے کوئی کشتی یا دوسرا جہاز یا پہاڑ یا جزیرہ تو فوراً اس راڈر کی کالی پلیٹ پر ایک برقی نقطہ نمودار ہو کر چمکنے لگے گا۔ اور ہم اپنا حساب لگا کر سمجھ جائیں گے کہ وہ چیز ہم سے کتنی دور ہے۔

ایک بچہ بول اُٹھا ’’اور آپ یہ بھی سمجھ جائیں گے کہ وہ کیا چیز ہے؟ کپتان نے جواب دیا ’’نہیں، یہ ہماری سمجھ میں نہیں آئے گا کہ وہ کیا چیز ہے‘‘۔ نقطہ صرف یہ بتائے گا کہ سمندر میں اس رُخ پر کوئی چیز تیر رہی ہے۔ بس اس آلے کی مدد سے جہازوں کی آپس کی ٹکر نہیں ہونے پاتی۔ ہم خود رات کے وقت کسی جزیرے یا پہاڑ سے نہیں ٹکراتے کیونکہ یہ آلہ رات دن کام کرتا رہتا ہے۔

اتنا کہہ کر کپتان صاحب ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے ہمارا جہاز کوئلے اور بھاپ سے چلتا ہے، جہاز کے ڈائنمو سے ہم بجلی پیدا کرتے ہیں، جس سے ہماری ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

کپتان صاحب سب کچھ دکھا چکے تھے مگر بچے اب تک بڑی خوشی سے ہر چیز کو دیکھ رہے تھے۔ کوئی کپتان کے پاس والی دوربین میں سمندر دیکھ رہا تھا، کچھ دیر کے بعد بچے کپتان کا شکریہ ادا کر کے نیچے اُتر آئے۔ نازو کے ابّا نیچے عرشے پر کھڑے انتظار کر رہے تھے۔



I. (الف) مختصر سوالات:

1۔ پاسپورٹ کسے کہتے ہیں؟
2۔ جہاز پر مسافروں کا سامان کیسے لایا جاتا ہے؟
3۔ راڈار کس کام آتا ہے؟
4۔ کپتان صاحب کے کمرے میں بچوں نے کیا دیکھا؟
5۔ سمندری جہاز میں بجلی کیسے پیدا کی جاتی ہے؟
6۔ کرین کسے کہتے ہیں؟
7۔ قطب نما کیا ہوتا ہے؟
8۔ جب جہاز ساحل سے دور ہونے لگا تو ابا نے نازو سے کیا کہا؟

(ب) تفصیلی سوالات:

1۔ جہاز کے اندر کمرۂ طعام کی بناوٹ وسجاوٹ اور جہاز کے حسنِ انتظام پر مشتمل ایک تفصیلی نوٹ لکھئے۔
2۔ ’’جہاز کا ایک سفر‘‘ اس کہانی کا خلاصہ تحریر کیجئے۔

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے — نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے — میرے قرآں کو سینوں سے لگایا کس نے
تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو

علامہ اقبال : جواب شکوہ

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:25 PM

تحریری صلاحیت : خطوط نویسی

تعارف :خطوط نویسی میں عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی موضوع پر ایک خط لکھنے کے لئے کہا جاتا ہے۔مگر یہاں تحریری صلاحیت کو ابھارنے کے لئے کسی موضوع پر ایک نامکمل خط دیا جارہا ہے۔اس کو آپ مناسب جملوں کے ساتھ خط کے موضوع کے مطابق خط کو مکمل کریں۔

حامد نے اپنے بھائی کی شادی کی تقریب میں شرکت کرنے کے اپنے دوست خالد کو دعوت دی۔کسی وجہ سے خالد شادی میں شریک نہ ہو سکا تو وہ معذرت کرتے ہوئے اور شادی کی مبارک بادی پیش کرتے ہوئے ایک خط لکھنا چاہتا تھا،مگر خط مکمل نہ کرسکا۔

اس نامکمل خط کو کس طرح لکھا جاسکتا ہے۔اس کا ایک نمونہ حسبِ ذیل ہے۔اس کو غور سے پڑھیں اور خط کو مکمل کرنے کی کوشش کریں۔

ادھورا خط

07-09-2018

چنّئی

میرے پیارے دوست حامد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عرض خدمت یہ ہے کہ تم نے مجھے اپنے بھائی کی شادی کی تقریب میں شرکت کی دعوت دی تھی۔مگر میں اس مبارک موقع میں شرکت نہ کرسکا۔اس کی وجہ .....

.....

فقط

والسلام

تمہارا دوست

خالد

اس ادھورے خط کو اس طرح مکمل کیا جاسکتا ہے۔مکمل خط کا ایک نمونہ

07-09-2018

چنّئی

میرے پیارے دوست حامد!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سب سے پہلے میں تمہیں اپنے بھائی کی شادی کی مبارک بادی پیش کررہا ہوں۔دوسرا یہ ہے کہ اس دن میرے چچا جان کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی تھی۔ ان کو ہسپتال لے جانے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کے لئے میرا یہاں رہنا بہت ضروری ہوگیا تھا۔ اس لئے میں تمہارے بھائی کی شادی میں شریک نہ ہوسکا۔ میری جانب سے تمام کی خدمات میں شادی کی مبارک بادی پیش کریں۔

فقط

والسلام

تمہارا مخلص دوست

خالد احمد

لفافہ پر مکتوب الیہ کا پتہ :

حامد باشاہ

55/محمد علی بازار،وانم باڑی۔635751۔ ضلع ویلور۔

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:26 PM

خطوط نویسی اشاروں کی مدد سے درج ذیل خط کو مکمل کیجئے۔

غفران اپنے دوستوں کے ساتھ تعلیمی سیر پر جانا چاہتا ہے۔ وہ اپنے والد صاحب سے اجازت حاصل کر کے پیسے طلب کرنا چاہتا ہے۔ اس نے خط لکھنا شروع کیا۔ مگر کچھ مصروفیات کی وجہ سے اس خط کو مکمل نہیں کر سکا۔ چنانچہ آپ اس ادھورے خط کو مکمل کیجئے۔

سلیم

02-08-2018

بخدمت گرامی قدر والد محترم! السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہٗ

الحمدللہ میں یہاں بخیر ہوں۔ عرض خدمت یہ ہے کہ .....

.....

..... والدہ کی خدمت میں سلام اور مُنّی کو دُعائیں۔

فقط والسلام

آپ کا فرماں بردار بیٹا

غفران

لفافہ پر مکتوب الیہ کا پتہ

بخدمت جناب یس۔ رضوان صاحب

تکڑی گلی، چنم پیٹ، وانم باڑی۔

اشاروں کی مدد سے درج ذیل خط کو مکمل کیجئے۔

اپنے گلی کے اطراف واکناف میں پائی جانے والی گندگی کو دور کرنے، سڑکوں اور نالیوں کی صفائی وغیرہ سے متعلق سدید شہر کے منسپل کمشنر کو ایک خط لکھنا چاہتا تھا۔ کچھ مصروفیت کی وجہ سے وہ اس خط کو مکمل نہیں کر سکا۔ چنانچہ آپ اس ادھورے خط کو مکمل کیجئے۔

منجانب

سدید مکرم، ساکن 234، مسجد گلی،

نوراللہ پیٹ، وانم باڑی۔

وانم باڑی

12-08-2018

بخدمت

منسپل کمشنر صاحب

وانم باڑی منسپالٹی، وانم باڑی۔

تعلق : سڑک اور نالیوں کی صفائی کے سلسلے میں

میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے محلّہ کی گلیوں اور نالیوں کی حالت بالکل خراب ہے۔

.....

.....

فقط آپ کا ممنون ومشکور

سدید مکرم

لفافہ پر مکتوب الیہ کا پتہ

بخدمت جناب منسپل کمشنر صاحب

وانم باڑی منسپالٹی، وانم باڑی۔

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:27 PM

مضمون نویسی

کسی ایک عنوان پر اپنی معلومات اور خیالات پیش کرنے کو مضمون نگاری کہتے ہیں۔ مضامین کئی طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ادبی، سیاسی، تجارتی، سائنسی اور معاشی وغیرہ۔

مضمون لکھتے وقت ان باتوں کا خاص خیال رکھیں۔

i) مضمون کا موضوع : موضوع کا انتخاب بہت ضروری ہے۔ موضوع سے متعلق جتنا بھی مواد فراہم ہو اس کو شامل کر لیا جائے۔

ii) مضمون کے اجزاء : مضمون کے اندر تمہید، مضمون کا خلاصہ اور نتیجہ یا خاتمہ یا سبق شامل ہو۔

iii) زبان دانی : مضمون کی زبان نہایت ہی آسان، سلیس، واضح اور دوسروں کو آسانی سے سمجھ میں آنے والی ہو۔ زبان ذو معنی اور مبہم نہ ہو۔

iv) مضمون میں سچائی ہو۔ بے جا مبالغہ آرائی اور غلط بیانی نہ ہو۔ اس سے سنگین نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

v) جملے معیاری ہوں۔ غلط جملوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔

vi) نظر ثانی : مضمون لکھنے کے بعد ایک مرتبہ نظر ثانی ضرور کر لینی چاہئے تا کہ املاء اور الفاظ کی غلطیاں درست ہو جائیں۔

نمونہ: کسی جلسہ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے ایک مضمون لکھئے۔

کل ہمارے مدرسہ کا سالانہ جلسہ منایا گیا۔ یہ جلسہ صبح دس بجے شروع ہوا۔ شہر کی ایک معزز بزرگ ہستی نے اس جلسہ کی صدارت کی۔ مہمان خصوصی ہمارے شہر کے معروف دینی ادارے کے استاد تھے۔

جلسہ کا آغاز ہمارے مدرسہ کے دسویں جماعت کے طالب علم محمد عدنان کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نویں جماعت کے طالب علم محمد ذکی نے بارگاہ رسالت میں نعتیہ اشعار پیش کئے۔ خطبۂ استقبالیہ کے بعد طلباء نے مختلف زبانوں میں مدلل تقریریں کیں اور حاضرین کو محظوظ کیا۔

مہمانِ خصوصی اور صدر جلسہ نے طلباء کی تقریروں کی ستائش کی اور قرآن وحدیث کی روشنی میں خاص کر طلباء کے لئے بہترین باتیں پیش کیں۔ انہوں نے علم کی اہمیت کے موضوع پر جامع اور معلوماتی تقریریں کیں۔ طلباء کو خوب محنت کرنے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی طرف رغبت دلائی۔

انعامی مقابلہ میں اوّل، دوّم اور سوّم آنے والے طلبہ کو انعامات سے نوازا۔ آخر میں جناب ہیڈ ماسٹر نے تمام کا شکریہ ادا کیا۔ دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

مشق :

i) ہندوستان اور سری لنکا کے بیچ کھیلے گئے میچ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیجئے۔

ii) کسی سیاسی جلسہ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیجئے۔

iii) آپ نے اپنی چھٹیاں کیسی گذاریں؟ اس سلسلے میں ایک مضمون قلم بند کیجئے۔

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے　　اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے
بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے　　پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے
جاتے ہوائے شوق میں ہیں اس چمن سے ذوقؔ
اپنی بلا سے بادِ صبا اب کبھی چلے　　شیخ ابراہیم ذوقؔ

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:28 PM

URDU READER - CLASS 11
List of Authors and Reviewers

Reviewer
Dr. S. Mohamed Yassir
Prof. and HOD.,
CAH College of Arts and Science,
Melvisharam, Vellore District.

Authors
Syed Rizwan
P. G. Assistant, Islamiah Boys' HSS,
Vaniyambadi. Vellore District.

L.S. Mohamed Nasir,
P. G. Assistant, KH Matriculation Boys' HSS,
Melvisharam. Vellore District.

M. Masood Ahmed Qasimi
P. G. Assistant, KH Matriculation Boys' HSS,
Melvisharam. Vellore District.

Mohamed Jaweed Akram
B. T. Assistant, Islamiah Boys' HSS,
Vaniyambadi. Vellore District.

Co-ordination
A. Palanivel Raj,
Asst. Professor,
SCERT, Chennai.

Art and Design Team

Co-ordination
Ramesh Munisamy

Urdu Typing , Layout
Mohamed Nusrath Sayeed
Urdu Computer, Vaniyambadi.

This book has been printed on 80 G.S.M.
Elegant Maplitho paper.

Printed by offset at:

unit 10
Monday, August 06, 2018 1:22:29 PM